ایک لفظ محبت

عشاء ملک

وہ دلہن بنی سٹیج پر بیٹھی ہوئی تھی۔

پورے ہال میں گہما گہمی کا سماں تھا۔

مہمان آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

چونکہ ابھی تک نکاح نہیں ہوا تھا اس لیے اس کے چہرے پر گھونگٹ ڈال دیا گیا تھا۔

اس نے ایک نظر بھی اپنے ساتھ بیٹھے وجود پر نہیں ڈالی تھی۔ گویا اسے کوئی فرق ہی نا پڑتا ہو اس بات سے کہ اس کی شادی کس کے ساتھ ہو رہی ہے۔

"مولوی صاحب بسم اللہ کریں"۔ شفقت صاحب نے مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جی جی کیوں نہیں بھائی صاحب بھلا نیک کام میں دیری کیسی"۔ دلہے کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مولوی صاحب نے ان کا اشارہ سمجھ کر نکاح شروع کر دیا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟۔

اسے لگا اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے"؟ ہنوز خاموشی برقرار دیکھ کر انہوں نے پھر سے پوچھا۔

ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی گود میں جذب ہو گیا۔

قب۔

"یہ شادی نہیں ہو سکتی"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ایک گرجدار آواز سن کر سب نے پلٹ کر دیکھا۔

ہال کے بیچ و بیچ پولیس یونیفارم میں ملبوس کھڑا وہ نوجوان یقیناً شافع مراد تھا۔

شفقت صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر اس کی طرف بڑھ گئے۔

سب لوگ سوالیہ نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں ایسے شادی کے ماحول میں پولیس کا کیا کام؟

انسپکٹر صاحب آپ؟

سب خیریت تو ہے نا آپ اس طرح میری بیٹی کی شادی میں۔۔۔۔ شفقت صاحب کو تشویش ہوئی اس طرح پولیس کی آمد پر۔

شفقت صاحب کا بیٹا اور بیوی بھی ان کی ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔

"اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں شفقت صاحب کہ اگر خیریت ہوتی تو میں یہاں نا ہوتا"۔ شافع کی بات سن کر شفقت صاحب نے الجھتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہم آپ کی بیٹی کو گرفتار کرنے آئے ہیں آپ کی بیٹی نے میرے کزن روحاب سکندر کا قتل کیا ہے" شافع کے الفاظ بم کی طرح سب کے سر پر گرے۔

"واٹ آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے انسپکٹر صاحب آپ میری بہن پر اس طرح کا گھٹیا الزام کیسے لگا سکتے ہیں ہاں" عاشر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

پورے ہال میں چہ مگویاں شروع ہو گئیں۔

شفقت صاحب! کیا یہ سچ ہے آپ کی بیٹی نے قتل کیا ہے؟ دلہے کی ماں نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔

"ہو ہی نہیں سکتا میری بیٹی ایسی نہیں ہے۔ وہ تو روحاب نامی کسی شخص کو جانتی تک نہیں۔ ہزار لوگ بھی اگر اس بات کی گواہی دیں کہ میری بیٹی نے قتل کیا ہے میں تب بھی نا مانوں"۔

شفقت صاحب نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ماننے یا نا ماننے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی شفقت صاحب۔ میرے پاس آپ کی بیٹی کے گرفتاری کے وارنٹ ہیں۔ بہتر یہی ہو گا کہ آپ اپنی بیٹی کو پولیس کے حوالے کر دیں"۔ شافع نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کبھی نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے الزام ہے میری بہن پر"۔ عاشر نے کہا۔

"یہ سچ ہے"

سب نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

آپی۔ عاشر منمنایا۔

ایک ہاتھ سے اپنا لہنگا سمبھالتے ہوئے وہ سٹیج سے نیچے اتری۔

اور دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی اس کے روبرو آکر کھڑی ہو گئی۔

شافع نے نگاہیں اُٹھا کر اس دشمن جاں کو دیکھا۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس کے حسن پر دل و جان سے فدا ہو جاتا۔

مگر اب منظر الگ تھا۔

اس کے سامنے کھڑی وہ لڑکی اس کی محبت نہیں بلکہ مجرم تھی۔ اور یہ ہار سنگھار اس نے شافع مراد کے لیے نہیں کسی اور کے لیے کیا ہوا تھا۔

"میں پورے ہوش و حواس میں اقرار کرتی ہوں کہ میں نے روحاب سکندر کا قتل کیا ہے" پر اعتماد لہجے میں کہا تھا۔

شفقت صاحب لڑکھڑائے۔

بروقت عاشر نے انہیں سمبھال لیا ورنہ وہ گر جاتے۔

شافع نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

اس کے سارے خواب چھن سے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔

ساری اُمیدیں دم توڑ گئیں تھیں۔

اس نے نظر اُٹھا کر دھنک کی طرف دیکھا۔

مگر اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔نا کوئی پچتاوا نا کوئی ملال۔

اس کے تاثرات سے صاف لگ رہا تھا کہ اسے اپنے کیے پر کوئی پچتاوا نہیں۔

دھنک۔شفقت صاحب چلائے۔

دھنک نے بغیر کسی کی طرف دیکھے اپنی دونوں کلائیاں شافع کے سامنے کر دیں۔

جیسے کہ رہی ہو جاؤ شافع مرادیہ حق بھی میں تمہے ہی دیتی ہوں۔

شافع نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔

اس نے جیب سے ہتھکڑیاں نکالیں۔

جن کلائیوں میں کبھی وہ چوڑیاں پہنایا کرتا تھا آج وہاں ہتھکڑیاں پہنا رہا تھا۔

اپنے ساتھ کھڑے پولیس آفیسرز کو اشارہ کرتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔

وہ بھی بغیر کسی سے نظریں ملائے اس کے پیچھے چل دی۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنے والدین کے جھکے سر دیکھتی۔

اچانک ہال سے نکلتے ہوئے دھنک کا لہنگا اس کے پاؤں کے نیچے آگیا جس کے باعث وہ گرنے لگی تھی مگر شافع نے فوراً اسے تھام لیا۔

دھنک نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"اوہ انسپکٹر صاحب! میرا دل چاہتا ہے میں ہمیشہ تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلوں اور اگر غلطی سے میرے پاؤں ڈگمگا جائیں تب تم مجھے سمبھال لو"

شافع مسکرا دیا تھا اس کی معصومیت پر۔

ماضی میں کہا گیا جملہ ان دونوں کے کانوں میں گونجا۔

ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ملیں۔

دوسرے ہی پر انہوں نے نظریں چرا لیں۔

تم ٹھیک ہو؟۔ شافع نے پوچھا۔

ہوں۔ دھنک نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

شافع نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھ گیا۔

ان کے جانے کے بعد شفقت صاحب نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

انہیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ان کی بیٹی ان کے غرور نے آج بھری محفل میں ان کی عزت مٹی میں ملا دی تھی۔

دھنک کے اس عمل نے ان کا سر جھکا دیا تھا انہیں کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

دلہے کی ماں اپنے بیٹے کو لے کر گالیاں بکتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

ان کے پیچھے پیچھے سارے مہمان بھی آہستہ آہستہ چلے گئے۔

شفقت صاحب اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے زمین پر بیٹھتے چلے گئے۔

ابو ابو کیا ہوا ہے آپ کو۔ ابو اُٹھیں۔ عاشر نے فوراً پریشانی سے انہیں دیکھا۔

"عاشر ایمبولینس کو بلاؤ جلدی پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا ہے"۔ شائستہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

عاشر نے فوراً جیب سے اپنا فون نکالا اور کال ملانے لگا۔

****

وہ تیزی سے چلتا ہوا پولیس سٹیشن میں داخل ہوا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے دھنک کا ہاتھ چھوڑا۔

اس کا اشارہ سمجھ کر سب وہاں سے چلے گئے۔

"کیوں کیا تم نے ایسا دھنک آخر کیا کمی رہ رہ گئی تھی میری محبت میں ہاں" شافع اس پر برس پڑا۔

وہ کچھ نہیں بولی بس سر جھکائے خاموش کھڑی رہی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا دھنک کہ تم ایسا گھٹیا کام کر سکتی ہو۔ تم نے میرے چچازاد بھائی کا قتل کر دیا اس چچا کے بیٹے کا جنہوں نے پاپا کی موت کے بعد کبھی ہمیں ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اگر آج میں اس مقام پر ہوں تو صرف ان کی وجہ سے ہوں۔ کیوں کیا تم نے ایسا کیا بگاڑا تھا روحاب نے تمہارا"۔ شافع مدھم آواز میں غرایا۔

اب چپ کیوں ہو۔ کچھ بولتی کیوں نہیں۔ دھنک تم مجھے سختی پر مجبور کر رہی ہو۔ یہ نا ہو کہ میں بھول جاؤں کہ میں نے کبھی تم سے محبت کی تھی۔ شافع نے سخت لہجے میں کہا۔

دھنک نے گہری سانس بھری۔

"کیا سننا چاہتے ہو تم۔ مت پوچھوں مجھ سے اتنے سوال شافع کیونکہ میرے سارت جواب تمہاری اُمیدوں کے برعکس ہوں گے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں خاموش رہوں"۔ دھنک کی بات سن کر شافع کی پیشانی پر بل ابھرے۔

شافع نے سختی سے اس کا بازو دبوچا۔

"کتنی بے حس ہو تم دھنک۔ تمہے اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں"؟ شافع نے پوچھا۔

"نہیں کیونکہ اگر میں اسے نہیں مارتی تو تم مار دیتے۔ ایسے لوگوں کو مارنے کے بعد پچتایا نہیں جاتا۔ اور بازو چھوڑو میرا درد ہو رہا ہے مجھے"۔ عام سے لہجے میں جواب آیا تھا

"دل تو کر رہا ہے ابھی اور اسی وقت تمہے جان سے مار دوں"۔ شافع نے پہلے سے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

"شافع میرا بازو چھوڑو۔ مجھے درد ہو رہا ہے"۔ اس کی بات کو نظر انداز کر کے دھنک نے کہا۔

شافع نے چونک کر اس کی بازو کیطرف دیکھا۔

شافع نے اس کا کلائی اتنی زور سے پکڑ رکھی تھی کہ دھنک کی چوڑیاں ٹوٹ کر فرش پر گر رہی تھیں اور اس کی کلائی سے خون نکل رہا تھا۔

اس نے فوراً اس کا بازو چھوڑ دیا۔

یہ بناؤ سنگھار تم نے کسی اور کے لیے کیا تھا نا۔ شافع نے غصے سے کہا اور اس کو اپنی طرف کھینچا۔

شافع نے سختی سے اس کی ماتھا پٹی نوچ کر پھینک دی۔ اس کی کلائی سے ساری چوڑیاں نکال کر توڑ دیں۔

"شافع کیا کر رہے ہو"۔ دھنک نے گھبرا کر کہا۔

ایک ایک کر شافع نے اس کی ساری جیولری اتار کر پھینک دی۔

شافع کا ہاتھ اس کا دوپٹہ اتارنے کے لیے اُٹھا مگر رک گیا۔

نہیں۔ وہ یہ حماقت کیسے کر سکتا تھا۔ اس نے تو دھنک سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے اپنی عزت بنائے گا۔ اور آج وہ خود ہی اس کے سر سے دوپٹہ اتارنے جا رہا تھا۔

شافع نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

دھنک کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"راشد فرسٹ ایڈ باکس لاؤ"۔ شافع کی آواز سن کر راشد فوراً فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔

شافع نے اس کے ہاتھ سے فرسٹ ایڈ باکس لیا اور اسے جانے کا کہا۔

بیٹھو۔ شافع نے کرسی کھینچ کر دھنک سے کہا۔

دھنک چپ چاپ کرسی پر بیٹھ گئی۔

شافع نے اس کی کلائی پر نرمی سے خون صاف کرنے لگا۔

دھنک نے نم آنکھوں سے اس دھوپ چھاؤں جیسے شخص کو دیکھا۔

"تمہاری یہ خاموشی دو باتیں بتا رہی ہے۔ کہ یا تو تم مجھے سچ بتانا ہی نہیں چاہتی یا پھر بتا نہیں پا رہی"۔ شافع نے مصروف سے انداز میں کہا۔

بتانا ہی نہیں چاہتی۔ دھنک کی بات سن کر اس نے سر اُٹھایا۔

اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا تھا کہ دھنک نظریں چرا گئی۔

"تمہیں زرا بھی اندازہ ہے کہ تمہاری اس خاموشی کا انجام کیا ہو سکتا ہے"؟

شافع نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔

پھانسی۔ دھنک نے آہستہ سے کہا۔

شافع کو لگا دھنک کے الفاظ اس کے جسم سے روح کھینچ لیں گے۔

اس نے بمشکل خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

"فائن مت بتاؤ مجھے کچھ بھی۔ میں تمہاری زمانت کے پیپرز تیار کروا دیتا ہوں۔ راشد تمہیں گھر ڈراپ کر دے گا"۔

شافع نے کہا۔

دھنک نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔

گھر۔ دھنک نے حیرت سے کہا۔

"اب پلیز کوئی خوش فہمی مت پال لینا۔

میں یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں کہ عورت ذات کی بہت عزت کرتا ہوں میں اور میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ جس لڑکی کو میں نے اپنی عزت بنانے کا وعدہ کیا تھا ساری دنیا کے سامنے اس کا تماشہ بنا دوں" شافع نے سنجیدگی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"میری بات سنو شافع" دھنک کی آواز سن کر اس کے قدم رک گئے۔

"اس بارے میں ہنی کو کچھ بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے"۔ دھنک نے کہا۔

شافع سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ جتنی فکر اسے تھے ہنی کی اتنی ہی دھنک کو بھی تھی۔

****

مائل!

صنم ہانپتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔

مائل جو حورین کو گود میں لیے اس کے ساتھ کھیل رہا تھا اس نے چونک کر صنم کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا صنم تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو"؟ مائل نے استفسار کیا۔

"شافع نے دھنک کو گرفتار کر لیا ہے" صنم نے بم پھوڑا۔

واٹ۔ تمہے کس نے بتایا؟ مائل نے پوچھا۔

"امی کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ شافع نے دھنک کی شادی نہیں ہونے دی نکاح سے پہلے ہی اسے سب کے سامنے گرفتار کر کے لے گیا"۔ صنم نے تفصیل سے بتایا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ شافع ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ تو دھنک سے محبت کرتا ہے۔

وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے کہ دھنک کسی کا قتل کر سکتی ہے"۔مائل نے پر سوچ لہجے میں کہا۔

"مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ دھنک بھلا روحاب کا قتل کیوں کرے گی۔ وہ تو روحاب کو اتنا جانتی بھی نہیں تھی ہماری شادی پر ملاقات ہوئی تھی اس کی روحاب سے صرف ایک دفعہ بس"۔ صنم مائل کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ہاں نا۔ اور اگر اس نے قتل کیا بھی ہے تو اس کے پیچھے کوئی نا کوئی وجہ تو ہو گی"۔مائل کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایسا کیا ہو گیا کہ دھنک نے روحاب کا قتل کر دیا۔

"وہ کچھ بتائے تو نا۔ شافع نے ہر ممکن کوشش کی اس سے پوچھنے کی مگر وہ تو کچھ بتا ہی نہیں رہی۔ بس خاموشی سے بیٹھی ہوئی ہے"۔ صنم نے دکھتے سر کو اپنی انگلیوں سے دباتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں کیا کر رہی ہے یہ لڑکی۔ میری تو سمجھ سے باہر ہے۔ پھر بھی مجھے نہیں لگتا کہ شافع زیادہ دیر اسے پولیس سٹیشن میں رہنے دے گا۔ وہ چھوڑ دے گا اسے زمانت پر"مائل نے صنم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مائل میرا خیال ہے آپ کو جا کر شافع سے بات کرنی چاہیے۔ وہ اس وقت شدید غصے میں ہو گا اس وقت اسے کسی اپنے کی ضرورت ہے۔ آپ جائیں اور اس کا غصہ کم کرنے کی کوشش کریں"۔ صنم نے اسے مشورہ دیا۔

میں۔ لیکن میں کیسے جا سکتا ہوں تمہے اور حورین کو اس طرح گھر پر اکیلے چھوڑ کر۔مائل نے حیرت سے کہا۔

"مائل آپ جائیں۔ میں حورین کو لے کر ڈرائیور کے ساتھ امی کی طرف چلی جاؤں گی۔ آپ کا اس وقت شافع کے ساتھ ہونا ضروری ہے پلیز"۔ صنم کی بات سن کر مائل نے سر اثبات میں ہلایا۔

اور گاڑی کی چابی لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اُف پتہ نہیں کیا ہوگا ان دونوں کا" صنم نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔

****

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی صوفے پر عاشر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا ہوا تھا۔

کچھ ہی فاصلے پر شائستہ بیگم پریشان صورت لیے بیٹھی ہوئی تھیں۔

ہسپتال سے واپس آنے کے بعد شفقت صاحب نے کہ دیا تھا کہ انہیں اکیلا چھوڑ دیا جائے۔

تب سے وہ کمرے میں بند تھے اور عاشر اور شائستہ بیگم باہر بیٹھے ہوئے تھے۔

عاشر کی نظر اس پر پڑی تو وہ غصے سے اُٹھا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا شائستہ بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"امی! چھوڑیں مجھے پوچھنے دیں ان سے کہ اب یہ یہاں کیا لینے آئیں ہیں۔

پورے خاندان کے سامنے ہماری عزت کا تماشہ بنا کر اب یہ کس لیے واپس آئی ہیں"۔ عاشر نے کہا۔

دھنک انہیں نظر انداز کرتی ہوئی شفقت صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دھنک نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

اندر سے کوئی آواز نہیں آئی ہنوز خاموشی چھائی رہی۔

گہرہ سانس فضا میں خارج کر کے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

دھنک نے آگے بڑھ کر ہاتھ سے سوئچ بورڈ تلاش کیا اور لائٹ جلا دی۔

شفقت صاحب سامنے ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک آنکھیں موندے لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

دھنک آہستہ سے چلتی ہوئی ان کے قریب آئی اور گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گئی۔

ابو!۔ دھنک نے دھیمی آواز میں انہیں پکارا۔

شفقت صاحب نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

اور چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔

ابو! کیا آپ کو بھی لگتا ہے کہ آپ کی گڑیا قاتل ہے؟ دھنک نے آنکھوں میں نمی لیے استفسار کیا۔

نہیں۔ شفقت صاحب نے مختصر جواب دیا۔

"تو پھر آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں ابو جب آپ جانتے ہیں کہ میں بے قصور ہوں پھر آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے"؟ دھنک نے پوچھا۔

"اگر تم بے قصور ہو تو اس وقت تم نے سب کے سامنے کہا کیوں نہیں کہ تم قاتل نہیں ہو۔ کیا تمہے اپنے باپ پر یقین نہیں تھا۔ تمہے لگتا تھا کہ میں تمہے جیل جانے دوں گا"؟ شفقت صاحب کے جواب پر وہ سر جھکا گئی۔

"کچھ باتیں چھپانا ہی بہتر ہوتی ہیں ابو۔ اگر میرا ایک جھوٹ کسی کی عزت کسی کا مان کسی سے کیا ہوا وعدہ ٹوٹنے سے بچا رہا ہے تو وہ جھوٹ تو نہیں ہو گا نا ابو"۔ دھنک نے اپنے چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا کہ ایسا کون سا وعدہ ہے جو تمہے سچ چھپانے پر مجبور کر رہا ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میری بیٹی کبھی بھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتی تم نے جو بھی فیصلہ لیا ہے سوچ سمجھ کر ہی لیا ہو گا"۔ شفقت صاحب نے کہا۔

دھنک نے ان کے ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔

"بھروسہ رکھیے ابو۔ آپ کی دھنک کبھی بھی کوئی غلط فیصلہ نہیں لے گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ جب آپ کو سچائی معلوم ہو گی تب آپ مجھ پر فخر کریں گے۔ میں کبھی بھی آپ کا مان نہیں توڑوں گی۔" دھنک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری دعا ہے کہ تم زندگی کے ہر امتحان میں پاس ہو جاؤ۔ اور تمہارا ہر فیصلہ مستقبل میں تمہارے لیے اچھا ثابت ہو"۔ شفقت صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

آمین۔ اب آپ آرام کریں میں چلتی ہوں۔ کہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

****

پورچ میں گاڑی کھڑی کر کے وہ تیزی سے چلتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا۔

اسلام علیکم ممی!۔

لاؤنج میں بیٹھی مسز مراد کو سلام کر کے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

رُکو شافع۔ مسز مراد کی آواز سن کر وہ رک گیا۔

اس نے پلٹ کر سوالیہ نگاہوں سے شافع کی طرف دیکھا۔

"اس لڑکی کو کیوں چھوڑا تم نے زمانت پر"؟۔ مسز مراد نے اسے چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شافع نے اچھبے سے انہیں دیکھا۔

یہ تو وہ جانتا تھا کہ مسز مراد سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہتا انہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ اس نے دھنک کر چھوڑ دیا ہے مگر اتنی جلدی معلوم ہو جائے گا یہ امید نہیں تھی اسے۔

جی ممی۔ اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"پوچھ سکتی ہوں کیوں"؟ مسز مراد نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"مجھے اس وقت یہی بہتر لگا"۔ شافع نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"مجھے بالکل امید نہیں تھی کہ تم روحاب کے قاتل کے ساتھ کسی قسم کی رعایت برتو گے"۔ مسز مراد نے کہا۔

"ممی میں نے صرف اسے زمانت پر چھوڑا ہے کیس تو ابھی بھی چل رہا ہے نا اور میں جلد اسے کورٹ میں بھی پیش کروں گا۔ آپ بے فکر رہیں"۔ دل پر پتھر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ہوں۔ اس نے میرے بھتیجے کا قتل کیا ہے۔ وہ لڑکی پھانسی کڑی سے کڑی سزا کی مستحق ہے۔ مجھے یقین ہے تم اسے پھانسی دلواؤ گے"۔ مسز مراد کی بات سن کر اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

سزا ہی تو نہیں دے سکتا تھا وہ اسے۔ اس لڑکی میں اس کی جان بستی تھی۔ اور جس میں خود کی جان بستی ہو اس کی جان کیسے لی جا سکتی ہے۔

شافع سر ہلاتا ہوا تیزی سے زینے چھڑنے لگا۔

کمرے میں آکر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا۔

اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

شافع نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔

اس کا دل چاہ رہا تھا ہر چیز کو تہس نہس کر دے۔

پھر جو ہاتھ میں آتا گیا وہ اسے پھینکتا چلا گیا۔

کیوں کیا تم نے ایسا دھنک؟

تم جانتی ہو میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر کیوں تم نے میرے ساتھ ایسا کیا؟ کیا قصور تھا روحاب کا جو تم نے اس کو جان سے مار ڈالا؟

اس کے دماغ میں کئی سوال گھوڑوں کی طرح دوڑ رہے تھے۔

اس کے تمام سوالوں کا جواب صرف دھنک دے سکتی تھی مگر وہ تو کچھ بولنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"سمجھ میں نہیں آتا تم سے محبت کروں یا نفرت"

I hate you dhank raza.

but I love you.

شافع نے پوری قوت سے آئینے پر مکا سے مارا۔

اس کے ہاتھوں سے خون کی بوندیں نکل کر فرش پر گرنے لگیں۔

مگر یہ درد اس درد سے کم تھا جو اسے دھنک نے دیا تھا۔

"مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا میں کیا کروں۔تمہے سزا دلواؤں تو کیسے دلواؤں۔ میں چاہ کر بھی تمہے بھول نہیں پارہا۔ تمہارے ساتھ گزارے ہر خوبصورت لمحے کو میں نے اپنے دل میں قید کیا ہوا ہے۔ ان خوبصورت یادوں کو بھلانا مجھے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا ہے"۔ شافع عجیب کشمکش میں پھسا ہوا تھا۔

تھک ہار کر اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

کچھ فیصلے واقع ہی بہت مشکل ہوتے ہیں۔ دھنک نے جو فیصلہ کیا وہ اس کے لیے بہت مشکل تھا مگر اس نے یہ کڑوا گھونٹ پی لیا تھا۔ لیکن شافع کیسے دیکھتا اپنی محبت کو تکلیف میں۔

رات جی کھول کے پھر میں نے دعا مانگی ہے

اور اک چیز بڑی بیش بہا مانگی ہے

اور وہ چیز نہ دولت، نہ مکاں ہے، نہ محل

تاج مانگا ہے، نہ دستار و قبا مانگی ہے

نہ تو قدموں کے تلے فرشِ گہر مانگا ہے

اور نہ سر پر کلہِ بالِ ہما مانگی ہے

نہ شریک سفر و زاد سفر مانگا ہے

نہ صدائے جرس و بانگِ درا مانگی ہے

نہ سکندر کی طرح فتح کا پرچم مانگا

اور نہ مانندِ خضر عمرِ بقا مانگی ہے

نہ کوئی عہدہ، نہ کرسی، نہ لقب مانگا ہے

نہ کسی خدمتِ قومی کی جزا مانگی ہے

نہ تو مہمانِ خصوصی کا شرف مانگا ہے

اور نہ محفل میں کہیں صدر کی جا مانگی ہے

مے کدہ مانگا، نہ ساقی، نہ گلستاں، نہ بہار

جام و ساغر نہ مئے ہوش رُبا مانگی ہے

نہ تو منظر کوئی شاداب و حسیں مانگا ہے

نہ صحت بخش کوئی آب و ہوا مانگی ہے

محفلِ عیش نہ سامانِ طرب مانگا ہے

چاندنی رات نہ گھنگور گھٹا مانگی ہے

بانسری مانگی، نہ طاؤس، نہ بربط، نہ رباب

نہ کوئی مطربۂ شیریں نوا مانگی ہے

چین کی نیند، نہ آرام کا پہلو مانگا

بختِ بیدار، نہ تقدیرِ رسا مانگی ہے

نہ تو اشکوں کی فراوانی سے مانگی ہے نجات

اور نہ اپنے مرَض دل کی شفا مانگی ہے

نہ غزل کے لئے آہنگ نیا مانگا ہے

نہ ترنم کی نئی طرزِ ادا مانگی ہے

سن کے حیران ہوئے جاتے ہیں اربابِ چمن

آخرش! کون سی پاگل نے دعا مانگی ہے

آ تیرے کان میں کہہ دوں اے نسیم سحری

سب سے پیاری مجھے کیا چیز ہے؟ کیا مانگی ہے

وہ سراپائے ستم، جس کا میں دیوانہ ہوں

اس کی زلفوں کے لئے بوئے وفا مانگی ہے

---

* *

"چھوڑوں گی نہیں میں اسے۔ آنے دو آج زرا سر نا پھاڑ دیا نا تو میرا نام بھی دھنک رضا نہیں"۔ دھنک غصے سے سرخ چہرہ لیے کہا۔

ہنی نے ہاتھ میں اُٹھائی کتاب سے زرا نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

مگر اس کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھ کر وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی اور دوبارہ کتاب پر جھک گئی۔

دھنک بے چینی سے شافع کا انتظار کر رہی تھی۔ آج شافع نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے اور ہنی کو ڈنر پر باہر لے جائے گا۔ مسز مراد چونکہ گھر پر نہیں تھیں اس لیے دھنک یہی موجود تھی۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے شافع کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ شافع ہی کیا جو کوئی کام ٹائم پر کر دے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ لیٹ ہی تھا۔

"میں بتا رہی ہوں ہنی آج تمہارا بھائی قتل ہونے والا ہے میرے ہاتھوں۔ مجال ہے جو کبھی وقت پر گھر پہنچ جائے۔ ہمیشہ لیٹ ہو جاتا ہے۔ ایسی کون سی مصروفیات ہوتی ہیں اس کی جو روز لیٹ ہو جاتا ہے وہ۔ نہیں چھوڑوں میں اسے آج"۔ دھنک مدھم آواز میں غرائی۔

"دھنک بھائی کسی ضروری کام میں پھنسے ہوں گے ورنہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کیا ہوا وعدہ بھول جائیں۔ تم کیوں اتنا سٹریس لے رہی ہو آ جائیں گے وہ"۔ ہنی نے اس کا غصہ کم کرنے کے لیے کہا۔

"اس میں کون سی نئی بات ہے۔ وہ تو روز ہی ضروری کاموں میں پھنسا ہوتا ہے۔ فری تو میں ہوں نا جس کی زندگی میں نا کوئی مسائل ہیں نا مجھے کوئی ضروری کام ہوتا ہے۔ میں تو آزاد پنچھی ہوں نا جو دل چاہے وہ کرتی ہوں"۔ دھنک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تمہے زرا بھی اندازہ ہے ہنی کہ امی سے اجازت لینے کے لیے کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب بھی ان سے پوچھو "امی ہنی سے ملنے چلی جاؤں"؟۔

تو پتہ ہے وہ کیا کرتی ہیں؟۔

وہ پہلے تو اپنا موٹا چشمہ زرا نیچے کر کے مجھے گھورتی ہیں اور گھورتی بھی ایسے ہیں جیسے نظروں ہی نظروں میں مجھے کچا چبا جائیں گیں۔ قسم سے جان خلق میں اٹک جاتی ہے جب امی مجھے مشکوک نظروں سے دیکھتی ہیں۔اور پھر بڑے ہی شائستہ لہجے میں پوچھتی ہیں کیوں جانا ہے وہاں؟۔

پھر ایک سو چالیس بہانے بناؤ امی کو یقین دلاؤ کہ جلدی واپس آجاؤں گی پھر کہی اجازت ملتی ہے۔اور اتنے پاپڑ میلنے کے بعد اجازت لے کر جب میں یہاں آتی ہوں تو یہ جناب ہمیشہ کی طرح غائب ہوتے ہیں۔اور پھر تین گھنٹے ان کا انتظار کرنا پڑتا ہے مجھے۔ سیریسلی یار پولیس آفیسر سے محبت ہی نہیں کرنی چاہیے۔دھنک نے باقائدہ شائستہ بیگم کی نقل اتار کر بتایا۔

دھنک کے چہرے کے زاویے دیکھ کر ہنی سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا محال ہو گئی۔

اس نے بمشکل منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

"آج تو بھائی کی خیر نہیں۔یا اللہ میرا ایک ایک ہی بھائی ہے اسے اپنی خفظ و امان میں رکھنا مجھے اس لڑکی کہ ارادے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے"۔ہنی آہستہ آواز میں بڑبڑائی۔

تبھی شافع کی انٹری ہوئی۔

ہائے گائز۔

ہاتھ میں دھنک کے پسندیدہ سفید گلاب کے پھولوں کا بُکے اُٹھائے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے اسی طرف چلا آرہا تھا۔

پولیس یونیفارم میں وہ خاصا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

وہ جو دھنک کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھ کر رُک گیا۔

چہرہ موڑ کر آنکھوں آنکھوں میں ہنی سے دریافت کیا۔

ہنی نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہاتھوں سے اشارہ کیا جیسے کہ رہی ہو "کیوں آئے بھائی آپ کیا ہو جاتا اگر آج آپ نا آتے تو" مگر افسوس کچھ لوگوں کو ہڈیاں تڑوانے کا شوق ہوتا ہے۔ شافع مراد بھی انہی لوگوں میں شامل تھا۔

اوہ ہو۔ ڈارلنگ آج تمہارا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ کیوں نظر آرہا ہے؟ یہ تم شرما رہی ہو یا کوئی اور معاملہ ہے؟۔

شافع کے سوال نے جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا۔

ہنی کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

ایک دم دھنک نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیٹ لہرایا۔

جیسے دیکھ کر ہنی اور شافع دونوں کا منہ کھل گیا۔

"یہ بیٹ کیوں دیکھا رہی ہو یار میرا آج میچ کھیلنے کا کوئی ارادہ نہیں"۔شافع نے بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

میچ تو تب کھیلو گے نا جب میں تمہے میچ کھیلنے کے قابل چھوڑوں گی مسٹر۔دھنک نے کہتے ہوئے بیٹ کا رخ شافع کی طرف کیا۔

گیا کام سے۔شافع نے اس کا ادارہ سمجھتے ہوئے فوراً دوڑ لگا دی۔

دھنک بھی اس کے پیچھے بھاگی۔

"دھنک نہیں کرو یار یہ بیٹ میرا سر پھٹ جائے گا۔تم بھری جوانی میں شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو جاؤ گی مت کرو۔ہنی بچا لو اپنے بھائی کو پلیز"۔شافع نے بھاگتے ہوئے ہنی کو پکارا۔

"خبر دار ہنی جو تم نے آج اس کی طرفدری کی تو۔یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے تم چپ چاپ بیٹھی رہو"۔دھنک چلائی۔

ہنی نے بے چارگی سے اپنے بھائی کو دیکھا اور واپس بیٹھ گئی۔

وہ دونوں مسلسل پورے گھر میں بھاگ رہے تھے۔شافع دھنک کی پکڑ میں نہیں آ رہا تھا کیونکہ اس کی سپیڈ دھنک سے زیادہ تھی ورنہ اب تک وہ اس کا سر پھاڑ چکی ہوتی۔

کافی دیر بھاگنے کے بعد بلاآخر تھک ہار کر وہ دونوں ہی رک گئے۔

شافع رک کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔

دھنک نے بیٹ نیچے زمین پر پھینکا اور غصے سے آگے بڑھ گئی۔

ٹھینک گاڈ بچ گیا۔شافع نے سکھ کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

تبھی کہی سے ڈھیر ساری کتابیں آکر اس پر گریں۔

کتابیں اتنی زور سے لگیں کہ شافع کو دن میں تارے دیکھائی دینے لگے۔

وہ دھرم سے فرش پر گرا۔

دھنک اسے کتابیں مار کر جاچکی تھی۔

ہنی سے اپنی بھائی کی حالت دیکھی نا گئی اس لے فوراًاس کے پاس چلی آئی۔

"بھائی آپ ٹھیک ہیں نا آپ کو لگی تو نہیں"۔ہنی نے پریشانی سے استفسار کیا۔

شافع نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر اسے گھوری سے نوازا۔

نامیں تمہے یہاں انجوائے کرتا ہوا نظر آرہا ہوں؟۔شافع نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

ہنی نے بمشکل ہنسی ضبط کی اور شافع کے اوپر سے کتابیں اٹھانے لگی۔۔۔

****

"یہ کیا کرنے جارہے ہو تم شافع۔تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا"۔مائل نے غصے سے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ میں کچھ غلط کر رہا ہوں۔ روحاب میرا کزن ہے اور میں اسے انصاف دلا رہا ہوں۔ قانون کا یہی فرض ہوتا ہے نا مجرم کو سزا دینا تو میں وہی کر رہا ہوں"۔ شافع نے سنجیدگی سے کہا۔

مائل نے افسوس سے اپنے دوست کو دیکھا۔

یہ وہ شافع مراد تو نہیں تھا جسے وہ جانتا تھا۔ یہ تو کوئی اور ہی شافع مراد تھا۔ مائل کو وہ اس وقت بکھرا بکھرا سا لگا۔

"دھنک تمہاری محبت ہے شافع"۔ مائل نے کہا۔

"محبت ہے نہیں محبت تھی۔ اب وہ میرے لیے صرف ایک مجرم ہے اور کچھ نہیں"۔ شافع کا چہرہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔

"ایک دفعہ پھر سوچ لو شافع۔ یہ نا ہو کہ بعد میں تمہے اپنے فیصلے پر پچتاوا ہو۔ تمہے دھنک سے پوچھنا چاہیے ہو سکتا ہے وہ بے قصور ہو۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ دھنک ایسا کچھ کر سکتی ہے"۔

مائل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

تمہے کیوں لگتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہو گا؟۔ کتنی دفعہ پوچھ چکا ہوں اس سے مگر ہر بار خاموشی کے سوا مجھے کوئی جواب نہیں ملتا۔

کیا نہیں کیا میں نے اس کی خاطر۔ اور میری محبت کا یہ صلہ دیا اس نے۔

شافع کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔

مائل نے فضا میں گہری سانس خارج کی۔

تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟۔مائل کے استفسار کرنے پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"میں نے ممی سے وعدہ کیا ہے کہ میں روحاب کے قاتل کو سزا دلواؤں گا۔اور میں ہر حال میں اپنا وعدہ نبھاؤں گا"۔شافع نے کہا۔

"کیسے نبھاؤ کے اپنا وعدہ۔زرا سی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تم اسے اور چلے ہو اسے سزا دلوانے۔اب بھی وقت ہے شافع آنٹی کو سب کچھ بتا دو اور بچا لو اسے وہ بے قصور ہے"۔مائل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مائل میں پہلے بھی کہ چکا ہوں میرا اب اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔اور تمہیں کیا لگتا ہے میں نے ایسے ہی اس کو گرفتار کر لیا تھا۔میرے پاس اس کے خلاف ٹھوس ثبوت ہیں جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دھنک نے یہ قتل کیا ہے۔اور تم پلیز اب اس کا نام لینا بند کر دو میرے سامنے"۔شافع نے کوفت سے کہا۔

"ہنی سے بات ہوئی تمہاری کیا کہتی ہے وہ"؟۔مائل نے فوراً بات بدل دی۔

"دھنک نے مجھے منع کیا ہے اسے کچھ بھی بتانے سے۔ویسے بھی میں اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا"۔شافع نے بتایا۔

ویسے شافع ایک بات کہوں۔مائل کے کہنے پر شافع نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں نے آج تک اپنی پوری زندگی میں اتنی گھٹیا لڑکی نہیں دیکھی۔

شافع نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"کتنی چالاکی سے اس نے تمہیں اپنی ادائیں دیکھا کر پھنسایا ہے نا۔ میرے خیال سے اس نے روحاب کو بھی ایسے ہی پھنسانا چاہا ہو گا ہیں نا"۔ مائل نے سفاکی سے کہا۔

مائل کیا کہ رہے ہو تم دماغ تو ٹھیک ہے نا تمہارا۔ شافع کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

ابھی وہ دھنک کی طرفداری کر رہا تھا اور اب وہ اس کے خلاف زہر اگل رہا تھا۔ شافع کی سمجھ سے باہر تھا اس کا بدلتا انداز۔

سہی ہی تو کہ رہا ہوں میں۔ دھنک ایک بد کردار لڑکی ہے۔ اچھا ہوا جو شادی سے پہلے ہی تمہارے سامنے اسکی سچائی آگئی ورنہ تم تو اس کی اصلیت سے ناواقف رہتے نا۔ پتہ نہیں کتنے لوگوں کی راتیں رنگیں بنائی ہو گی اس نے۔

چٹاخ۔ مائل کے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ اسے چپ کروا گیا۔

"خبردار جو تم نے دھنک کے بارے میں کوئی بھی بکواس کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ہاں۔ بھول گئے تم دھنک میری محبت ہے میری عزت ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ میری جان ہے۔ جان لے لوں گا میں تمہاری اگر تم نے اس کے خلاف کچھ بھی کہا تو"۔ شافع قدرے اونچی آواز میں چلایا۔

مائل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔

"اوہ تو دھنک تمہاری جان ہے؟۔ مگر ابھی کچھ دیر پہلے تو تم کہہ رہے تھے کہ تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ ایک طرف تم کہتے ہو کہ دھنک کا نام نا لوں تمہارے سامنے اس کی طرفداری نا کروں اور دوسری طرف تم اس کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے"۔مائل نے طنز کیا۔

شافع نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔

"تو مت لو نا میرے سامنے اس کا نام۔ تم جانتے ہو اس کا ذکر سن کر میں خود پر سے اختیار کھونے لگتا ہوں۔ اس وقت مجھ سے زیادہ بے بس انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہو گا مائل۔ کیسی کشمکش میں ڈال دیا ہے مجھے اس نے"۔ شافع نے بے بسی سے کہا اور سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

"حوصلہ رکھو شافع۔ ایسے کیسے چلے گا سب ہاں۔ تم اس کی اتنی سی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے چلے ہو اسے سزا دلوانے۔ تم جانتے ہو روحاب کے قتل کے جرم میں اسے پھانسی کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ دیکھ سکو گے اسے مرتے ہوئے"؟مائل کی بات سن کر شافع نے تڑپ کر سر اُٹھایا۔

"تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔ وہ مجھے کچھ بتانے کو تیار ہی نہیں ہے۔ اسے موت سے ڈر نہیں لگتا مائل وہ ہر طرح کی سزا کے لیے تیار ہے۔ مگر وہ کیوں نہیں سمجھ رہی کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤں گا۔ وہ کیوں نہیں سمجھتی میں اس سے محبت کرتا ہوں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر"۔ شافع کہتے ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

کون کہتا ہے کہ مرد نہیں روتے۔ محبت سب کو رُلا دیتی ہے۔ اسی لیے تو شافع مراد جس نے کبھی ہارنا نہیں سیکھا تھا آج پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ صرف اور صرف اپنی محبت کی خاطر۔

مائل نے تاسف سے اسے دیکھا۔

اور آگے بڑھ کر اسے تسلی دینے لگا۔ اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔۔

* *

مراد صاحب اور مسز مراد کی فیملی زیادہ بڑی نہیں تھی۔

ان کے دو بچے تھے۔

شافع مراد اور ہنیہ مراد۔

شافع جتنا زیادہ سنجیدہ اور غصے والا تھا۔ ہنی اتنی ہی شوق اور شرارتی لڑکی تھی۔ یہ الگ بات تھی کہ کسی بھی سیریس پرابلم وغیرہ میں اپنے بھائی سے زیادہ سنجیدہ دیکھائی دیتی۔ سب سے زیادہ فکر مند وہی دیکھائی دیتی۔ مراد صاحب کی وفات کے وقت شافع صرف چودہ سال کا تھا اور ہنی کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔

مراد صاحب کا صرف ایک ہی بھائی ہے جو عمر میں ان سے چھوٹا ہے۔

سکندر صاحب کی شادی ان کے کسی دوست کی بہن سے ہوئی تھی۔

سکندر صاحب کو اللہ نے بیٹے سے نوازا تھا۔

جس کا نام ہے روحاب سکندر۔

مراد صاحب کی وفات کے بعد سکندر صاحب نے اپنا گھر اور کاروبار علیحدہ کر لیا۔

اور مراد صاحب کا سارا بزنس، فیکٹریاں وغیرہ شافع کے حوالے کرنا چاہیں۔

مگر شافع کو بزنس میں نہیں پولیس آفیسر بننے میں انٹرسٹ تھا۔

اس لیے سارا بزنس مسز مراد سمبھالنے لگیں۔

وہ جلد ہی اپنی محبت اور ذہانت سے سارا بزنس ٹاپ پر لے آئیں۔ اس میں انہوں نے اپنے بھائی سے مدد لی جو کہ خود ایک بزنس مین تھا۔

سکندر صاحب کا گھر ان کے گھر سے کافی دور تھا۔ الگ ہونے کے باوجود انہوں نے ان سب کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

سکندر صاحب اور روحاب اکثر ان لوگوں کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ اور کسی خاص دن یا تہوار وغیرہ کے موقع پر انہیں بھی اپنے گھر مدعو کرتے۔

شافع کی پڑھائی سے لے کر آگے آنے والے ہر مسئلے میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا۔ ہنی ہر خواہش پہلے بھائی سے کرتی یا اپنے چچا سے کرتی۔

دھنک ہنی کی دوست تھی۔

شافع کی ملاقات دو سال پہلے ایک ریسٹورینٹ میں دھنک سے ہوئی تھی۔

اسے سادہ سی دھنک بہت پسند آئی تھی۔

اسے لگتا تھا کہ دھنک سے زیادہ معصوم اس دنیا میں کوئی نہیں مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کی یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی۔ کیونکہ حقیقت میں دھنک غصے میں اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھی۔ یہ غصے اتنی اونچی آواز میں دھارتا تھا کہ لوگوں کی روح تک کانپ جاتی تھی۔ جبکہ دھنک غصے میں لوگوں کے سر یا یہ کہا جائے ہڈیاں کچھ اس طرح سے توڑتی تھی کہ وہ بے چارے چلنے پھرنے کے لائق بھی نہیں رہتے تھے۔ اور جب شافع اس سے پوچھتا تو وہ بڑی ہی چالاکی سے سارا ملبہ دوسرے بندے پر پھینک دیتی۔ اور شکل کچھ ایسی بنا لیتی کہ دیکھنے والے کو یہی لگے کہ اس سے زیادہ اس دنیا میں کوئی معصوم ہے ہی نہیں۔

مگر پھر بھی شافع کبھی اس کی طرف سے بدگمان نہیں ہوا اسے اپنی یہ شرارتی سی دھنک بہت پسند تھی۔

****

وہ ہاتھ میں بکس اُٹھائے اپنا دوپٹہ درست کرتی کاریڈور میں چل رہی تھی۔

تبھی سامنے سے آنے والے کے ساتھ اس کی زوردار ٹکر ہوئی۔

اس کے ہاتھ سے ساری بکس چھوٹ کر زمین بوس ہو گئی اور وہ خود بھی آدھی کھڑی تھی اور آدھی سامنے کھڑے انسان کی باہوں میں جھول رہی تھی۔

ٹکرا اتنی زور کی کی تھی کہ دونوں کو دن میں تارے دیکھائی دینے لگے۔

آپ ٹھیک ہیں ؟۔ سامنے والے نے پریشانی سے استفسار کیا۔

اس نے ایک ہاتھ سے سر دباتے ہوئے سامنے دیکھا۔

بلاشبہ سامنے کھڑا شخص شکل و صورت سے کسی سلطنت کے شہزادے سے کم نہیں لگتا تھا۔

مگر اس کی انٹری کچھ اس طرح کی ہوئی تھی کہ صنم کو فلحال وہ کسی گھٹی پھسی فلم کا ولن ہی لگ رہا تھا۔

"اوہ یوں مسٹر اندھے ہو کیا؟۔ آنکھیں کیا شو مارنے کے لیے ہیں ان کا استعمال کرو نا۔ بلڈوزر کی طرح سینا ہے تمہارا ہائے میں مر گئی"۔ صنم اسے دیکھتے ہی پھٹ پڑی تھی۔

"سوری اگر آپ کو زیادہ لگ گئی ہو تو ایکچولی میں فون میں بزی تھا سو"۔

مائل نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً معافی مانگ لی۔

"آہاں فون نا ہوا محبوبہ ہوئی جس کہ ساتھ بزی ہو جاؤ تو کوئی اور دیکھائی ہی نہیں دیتا۔ مجھے تو آپ شکل سے ہی مشکوک لگ رہے ہیں۔ اور آپ کی آنکھیں انہیں آنکھیں نہیں بٹن کہنا بہتر ہو گا جو اللہ نے آپ دی تو ہیں مگر ان کا استعمال نہیں کرتے آپ۔ بلڈوزر جیسا سینا کیا لڑکیوں سے ٹکرانے کے لیے رکھا ہوا ہے ؟۔ اور یہ لوہے جیسی بازو لڑکیوں سے ٹکرانے کے بعد انہیں پکڑنے کے لیے ہیں نا"۔ صنم نے اس کی اچھی خاصی باڈی کا نقشہ کچھ اس طرح سے کھینچا تھا کہ آس پاس سے گزرتے سٹوڈینٹس سے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔

جبکہ مائل کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"ایکسکیوز می مس۔ کیا بولے جا رہی ہیں آپ۔ آپ کے دماغ پر گہری چوٹ تو نہیں لگ گئی"؟۔مائل نے اچھنبے سے استفسار کیا۔

"سہی کہا ہے میں نے۔ کیونکہ کسی فلم کے ہیرو کی طرح آپ مجھ سے ٹکرا بھی گئے اور مجھے پکڑ بھی لیا مگر میری کتابیں ابھی بھی نیچے پڑی ہوئی ہیں وہ تو اُٹھائی ہیں نہیں"۔ صنم نے فرش پر پڑی کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم آپ اتنا اچھا بول لیتی ہیں۔لوگوں کے بارے میں اتنے اچھے اندازے بھی لگا لیتی ہیں۔اور کہتی بھی ہمیشہ سہی بات ہیں۔تو یہ عظیم کام بھی آپ خود ہی کر لیجئے نا۔مجھے دیر ہو رہی ہے"۔مائل نے چبا چبا کر اپنی بات مکمل کی۔

صنم نے ایک آبرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"بالکل نہیں۔جب تک آپ میری بکس نہیں اُٹھائیں گے میں آپ کو یہاں سے نہیں جانے دوں گی"۔ صنم کی بات سن کر مائل نے بیزاری سے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔

"دیکھیں مس حالانکہ غلطی صرف میری نہیں تھی آپ کی بھی تھی اس کے باوجود میں نے آپ سے سوری کہ دیا۔ آپ کے لیے اتنا کافی ہونا چاہیے کہ مائل حسن نے آپ کی سوری کہ دیا ورنہ میں نے آج تک کسی سے معافی

نہیں مانگی۔ اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ آپ میرے راستے سے ہٹیں"۔مائل کی بات سن کر صنم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔اب میں آپ کو یہاں سے قطعی نہیں جانے دوں گی۔ چلیں شاباش یہ کتابیں اُٹھائیں"۔ صنم نے حکمیہ لہجے میں کہا۔

مائل کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آگئی۔

چوہا چوہا۔مائل صنم کے پیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چلایا۔

ہیں کہاں ہے چوہا۔ صنم نے اپنی جگہ سے اچھلنا شروع کر دیا۔

مائل موقع غنیمت جانتے ہوئے وہاں سے کھسک گیا۔

"ڈونٹ وری نیسکٹ ٹائم کتابوں کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی اُٹھالوں گا ابھی کے لیے بائے"۔مائل قدرے اونچی آواز میں کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ صنم کو پہلے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔

مگر جب سمجھ آیا کہ وہ اسے بیوقوف بنا گیا ہے تو وہ آگ بگولا ہو گئی۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گی"۔ صنم چلائی۔

اور اپنی بکس اُٹھا کر پیر پٹکتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

✼ ✼

سڑک پر زور و شور سے بارش برس رہی تھی۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے یونی کے باہر کھڑی شافع کا انتظار کر رہی تھی۔

معمول کے بر عکس آج دھنک اس کے ساتھ موجود نہیں تھی کیونکہ وہ شائستہ بیگم کی خراب طبیعت کے باعث آج یونی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اس کی بے چین نگاہیں سڑک پر آتی جاتی گاڑیوں پر ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

تبھی کوئی مانوس آواز سن کر چونکی۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو حیران رہ گئی وہاں روحاب کھڑا ہوا تھا۔۔۔

روحاب بھائی آپ۔۔۔!

"اف لڑکی کتنی دفعہ کہا ہے مجھے بھائی مت کہا کرو دیر ہو رہی ہے چلو"۔۔

روحاب نے کوفت سے کہا۔

کہاں۔۔؟ دھنک نے حیرت سے استفسار کیا۔

گھر اور کہاں۔۔۔۔

"شافع کی کال آئی تھی مجھے وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے اسلام آباد چلا گیا ہے اس نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہیں ڈراپ کر دوں"۔۔۔

روحاب کی بات سن کر ہنی کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔

"آہ نہیں بھائی آپ کیوں زحمت کر رہے ہیں میں خود ہی چلی جاؤں گی"۔۔۔ ہنی نے ہلکلاتے ہوئے کہا۔۔۔

واٹ دماغ خراب ہے تمہارا اکیلی کیسے جاؤ گی تم۔۔۔؟

روحاب کا پارا ہائی ہو گیا تھا اس کی بات سن کر۔۔۔

ہنی کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھی۔۔۔

وہ شافع کی غیر موجودگی میں روحاب کے ساتھ اکیلے جانے کا خطرہ کیسے مول لے سکتی تھی۔۔۔ شافع اور مسز مراد کو تو روحاب پر پورا بھروسہ تھا اسی لیے وہ ایسے کاموں کے لیے اس سے مدد لیتے تھے مگر ہنی۔۔۔ ہنی سے بہتر کون جان سکتا تھا روحاب کی اصل حقیقت۔۔۔

ہنی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ شاید کہی سے کوئی فرشتہ آجائے اور وہ اسے روحاب سے دور لے جائے۔۔۔۔۔

"اُف ہنی جلدی کرو میرے پاس تمہارے ان فالتو ڈراموں کے لیے ٹائم نہیں ہے چلو بیٹھو گاڑی میں"۔۔۔۔ روحاب نے بیزار سے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"اوہ گاڈ کہاں پھنس گئی میں۔۔۔اگر یہ مجھے گھر کی بجائے کہی اور لے گیا تو۔۔۔۔شافع بھائی بھی نہیں ہیں یا اللہ مجھے اس شخص سے بچا لو"۔۔۔۔ہنی دل میں اس پاک ذات سے مخاطب تھی۔۔۔۔

ہنی چلو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔اس دفعہ روحاب نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہنی کی نظر اس پر پڑی تو اس کی آنکھیں چمک اُٹھی۔۔۔۔

روحاب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں ایک 25 26 سال کا نوجوان کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

ہنی روحاب کی سائڈ سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

روحاب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

ہادی سر۔۔۔!

ہنی نے ہادی کو پکارا۔۔۔۔

ہادی اس کی یونی کا لیکچرار تھا اور ہنی کو کسی قسم کی ہیلپ چاہیے ہو تو وہ ان سے لے لیتی تھی۔۔۔۔

ہنی آپ۔۔۔؟

کیا بات ہے آپ مجھے پریشان لگ رہی ہیں آل اوکے۔۔۔۔؟

ہادی نے تشویش سے پوچھا۔۔۔۔

"جی سر وہ ایکچولی میرے بھائی اچانک ضروری کام کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹری چلے گئے ہیں اور میرے فون کی بیٹری بھی ڈیڈ ہے میں ڈرائیور کو کال بھی نہیں کر سکتی سر کیا آپ مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں گے "۔۔۔؟

ہنی نے ساری بات بتاتے ہوئے ہادی سے پوچھا۔۔۔

"وائے ناٹ ہنی چلیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں"۔۔۔ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

تھینکیو سر۔۔۔

ہنی نے شکریہ ادا کیا اور ہادی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہنی نے سکھ کا سانس لیا اس وقت ہادی سر سہی معنیوں میں اس کے لیے فرشتہ ثابت ہوئے تھے۔۔۔۔

ہادی نے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔

شٹ۔۔۔روحاب نے پاس پڑی چیئر کو ٹھوکر ماری۔۔۔۔

"کب تک بچو گی تم مجھ سے۔۔۔روحاب سکندر کسی صورت اپنے شکار کو نہیں چھوڑتا۔۔۔ایک نا ایک دن تو تم میری پکڑ میں آ ہی جاؤ گی۔۔۔۔"

روحاب غرایا۔۔۔

* *

وہ تیزی سے چلتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔۔

اسلام علیکم ممی۔۔۔۔۔!

ہنی نے لاؤنج میں بیٹھی ہوئی مسز مراد کو سلام کیا اور مسز مراد کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔!

بانو (ملازمہ) پانی لے آؤ یار۔۔۔۔!

ہنی نے اونچی آواز میں ملازمہ سے کہا۔

کس کے ساتھ آئی ہیں آپ گھر۔۔۔۔؟ مسز مراد نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔۔

ہنی نے ٹھٹک کر ماں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

تبھی بانو اس کے لیے پانی لے آئی۔۔۔۔

"روحاب کا فون آیا تھا اس نے بتایا کہ تم نے اس کے ساتھ آنے سے انکار کر دیا اور کسی لڑکے کے ساتھ اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔" ہنی کی سوالیہ نگاہیں خود پر ٹکی ہوئی محسوس کر کے انہوں نے بتایا۔۔۔۔۔

کمینہ انسان شکایتیں لگانے کے لیے تو اوّل نمبر پر ہوتا ہے یہ۔۔۔۔!

ہنی نے پانی پیتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔۔

کیا میں پوچھ سکتی ہوں وہ لڑکا کون تھا اور جب روحاب بیٹا تمہیے لینے آیا تھا تو تم کسی اور لڑکے کے ساتھ گھر کیوں آئی۔۔۔۔؟

اسے خاموش دیکھ کر مسز مراد نے کہا۔۔

"وہ ہادی سر تھے فزکس پڑھاتے ہیں ہمیں۔۔۔۔" ہنی نے کہا۔۔۔۔۔

تو اپنے کزن کو چھوڑ کر اپنے ٹیچر کے ساتھ آنے کو کیوں ترجیح دی تم نے یہ بھی بتا دو۔۔؟

مسز مراد آج اسے چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھیں۔۔۔۔۔۔

"مجھے ان سے آج کے لیکچر کے بارے میں کچھ ڈسکس کرنا تھا یونی میں موقع نہیں ملا تو سوچا گاڑی میں کر لوں گی۔۔۔۔" ہنی نے نیا بہانہ گھڑا۔۔۔۔۔۔

"وہ تم کل یونی جا کر بھی ڈسکس کر سکتی تھی شافع نے خاص طور پر اسے فون کیا تھا کیونکہ روحاب سے زیادہ بھروسہ اسے کسی پر نہیں ہے روحاب نے ایک دفعہ بھی منع نہیں کیا اور تمہے لینے پہنچ گیا اور تم اس کے سامنے کسی اور کے ساتھ بیٹھ گئی اس طرح بیچ سڑک پر تم نے اس کی بے عزتی کی کتنی غلط بات ہے۔۔۔۔" مسز مراد نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہنی ششدر سی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ممی میں نے اس کی کون سی بے عزتی کی۔۔۔۔؟ ہنی نے حیرت سے استفسار کیا۔۔۔

"تمیز سے بات کرو ہنی بڑا ہے وہ تم سے۔۔۔وہ شافع کے کہنے پر اپنا کام چھوڑ کر تمہے لینے پہنچ گیا اور تم نے آگے سے اس سے ٹھیک سے بات تک نہیں کی الٹا کسی اور کے ساتھ گھر چلی آئی یہ بے عزتی نہیں تو اور کیا ہے ہاں۔۔۔

روحاب سے تمہارا خونی رشتہ ہے پھر بھی تم نے اس کی بجائے اپنے ٹیچر پر بھروسہ کیا۔۔۔روحاب کو کیسا لگا ہو گا اور تمارے چچا کو پتہ چلے تو کیا سوچیں گے وہ۔۔۔۔" مسز مراد نے غصے سے کہا۔۔۔۔

"سوری ممی لیکن میں ہر ایرے غیرے پر بھروسہ نہیں کر سکتی اوکے "۔۔۔ہنی نے کہا۔۔۔۔۔

"وہ غیر نہیں ہے ہنی وہ تمہارا کزن ہے۔۔۔۔بھول گئی سکندر بھائی کے کتنے احسان ہیں ہم پر۔۔۔"مسز مراد کی آواز پہلے سے زیادہ اونچی ہو چکی تھی۔۔۔۔

کون سے احسانات ممی۔۔۔؟

سکندر چچا نے جو جائداد آپ کے حوالے کی وہ آپ کا حق تھا وہ ہمارے پاپا کی خون پسینے کی کمائی تھی۔۔۔اور کیا کیا ہے آج تک انہوں نے ہمارے لیے۔۔۔؟

"الٹا اپنا جنگلی اور بدتمیز بیٹا ہمارے سر ڈال کر امریکہ چلے گئے۔۔۔کیا ہو جاتا اگر وہ اپنے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے تو۔۔۔اور کون سے کام چھوڑ کر وہ مجھے لینے آیا تھا یونی اچھی طرح سے جانتی ہوں میں۔۔۔ایک بات میری سن لیں آپ ممی آپکو روحاب اچھا لگتا ہے فائن بٹھائے آپ اسے سر پر۔۔۔لیکن مجھے وہ اس دنیا کا

سب سے گھٹیا انسان لگتا ہے اور میں کبھی بھی اس پر بھروسہ نہیں کر سکتی کیوں کروں میں ایک نامحرم پر بھروسہ۔۔۔اس سے اچھے تو ہادی سر ہیں ناوہ میرے اپنے نہیں ہیں لیکن میں ان پر بھروسہ کر سکتی ہوں اور وہ بھروسے کے لائق بھی ہیں۔۔۔اور پلیز اب آپ بند کر دیں یہ روحاب نامہ۔۔۔" ہنی کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا تھا۔۔۔

اپنی بکس اُٹھا کر وہ تیزی سے لاؤنج کے سرے پر موجود سیڑھیاں چڑھ گئی۔۔۔

مسز مراد بس اپنی بیٹی کو دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔

*************************** اے لڑکی۔۔۔!

یہ اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہی ہو تم۔۔۔؟

الماس بیگم نے سلائی مشین سے نظریں ہٹا کر صنم سے استفسار کیا۔۔۔۔

"اماں میں ہادی سر کی طرف جا رہی ہوں۔۔" صنم نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔۔۔

یہ ہادی سر کون ہیں تو تو کیوں جا رہی ہے ان کی طرف۔۔۔؟ الماس بیگم نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"اماں مجھے ان سے پڑھائی سے متعلق کچھ ہیلپ چاہیے تھی ہنی نے مجھے مشورہ دیا ہے تا کہ میں ان سے بات کروں کہ رہی تھی بہت اچھے اور شریف انسان ہیں۔۔۔" صنم نے عام سے انداز میں کہا۔۔۔۔

اچھاتوتوں جائے گی کیسے گھر پتہ معلوم ہے تجھے ان کا۔۔؟ الماس بیگم نے پوچھا۔۔۔۔

"جی اماں ہنی نے دے دیا تھا مجھے ان کا ایڈریس اور اس نے ہادی سر سے بات بھی کرلی تھی۔۔۔" صنم نے چادر سر پر کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

"اچھاٹھیک ہے پتر توں جا مگر دھیان ہے جانا اور جلدی واپس آجانا۔۔۔" الماس بیگم نے اسے تلقین کی اور دوبارہ سلائی مشین کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

صنم نے جی اچھا کہتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیئے۔۔۔۔۔۔

الماس بیگم کے شوہر کو مرے ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

وہ سلائی کڑھائی کر کے گھر کا خرچ چلاتیں۔۔۔۔

ان کی ایک ہی بیٹی تھی صنم۔۔۔۔

صنم پڑھائی کے ساتھ ساتھ نوکری بھی کرتی تاکہ اس کے پڑھائی کے اخراجات باآسانی پورے ہو جائیں۔۔۔۔

دو کمروں کے اس چھوٹے سے گھر میں وہ دونوں خوشحال زندگی بسر کر رہی تھیں۔۔۔۔

* *

"صاحب باہر کوئی صنم بی بی آئی ہیں ہادی صاحب سے ملنے۔۔۔۔"

وہ لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا جب ملازم نے آکر اسے اطلاع دی۔۔۔۔

صنم۔۔۔وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔

اوکے بھیج دو انہیں۔۔۔۔مائل نے کہا تو ملازم سر ہلاتے ہوئے باہر چلا گیا۔۔۔۔

وہ ستائش سے اتنے بڑے گھر کو دیکھ رہی تھی جب ملازم نے اسے اندر جانے کو کہا۔۔۔۔

صنم چادر درست کرتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔۔

صنم نے تعجب سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔۔

چونکہ صنم کی طرف اس کی پشت تھی اس لیے وہ اس کا چہرہ نا دیکھ سکی۔۔۔۔

ہادی سر۔۔۔!

صنم کو لگا شاید وہ ہادی ہی ہو گا۔۔۔۔

یجیسے ہی وہ پلٹا صنم کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔

تم۔۔۔صنم چلائی۔۔۔

تیز چھڑی تم۔۔۔۔!

مائل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی اسے امید نہیں تھی کہ اس کا سامنا دوبارہ صنم سے ہو گا۔۔۔۔۔

اوہ تو تم ہو صنم۔۔نائس نیم۔۔۔مائل نے کہا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟صنم نے اسے گھورتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

میرا تو یہ گھر ہے تم بتاؤ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟مائل نے پوچھا۔۔۔۔

"میں ہادی سر سے ملنے آئی ہوں مجھے لگا تھا یہ ان کا گھر ہے مگر شاید میں غلط گھر پر آگئی ہوں۔۔۔" صنم کہہ کر جانے لگی۔۔۔۔

بلکل نہیں تم سہی گھر پر آئی ہو ہادی میرا دوست ہے اور وہ اسی گھر میں رہتا ہے لیکن تمہے اس سے کیا کام ہے۔۔۔؟مائل نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"میں تمہے کیوں بتاؤں کہ مجھے ان سے کیا کام ہے اپنے کام سے کام رکھو تم سمجھے۔۔۔۔" صنم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ کہی تمہارا چکر وکر تو نہیں ہادی کے ساتھ۔۔۔؟۔مائل کے سوال پر صنم کا دماغ گھوم گیا۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔!

اپنی اس تیزی سے چلتی ہوئی زبان کو کنٹرول میں رکھو ورنہ کاٹ دوں گی۔۔۔۔

صنم مدھم آواز میں غرائی۔۔۔۔۔

مائل کی چلتی ہوئی زبان کو فوراً بریک لگی۔۔۔۔۔

"اچھا ہوا تم مجھے یہی مل گئے تمہارے ساتھ بھی ابھی میں نے پرانا حساب چکتا کرنا باقی ہے نا۔۔۔۔" صنم کی بات سن کر مائل نے اسے چونک کر دیکھا۔۔۔۔

کون سا حساب۔۔۔؟

"تم نے مجھے کتابیں اُٹھا کر نہیں دی تھیں مجھے بیوقوف بنا کر بھاگ گئے تھے یاد ہے مجھے۔۔۔۔اور کیا کہا تھا تم نے مجھے اگلی دفعہ کتابوں کے ساتھ مجھے بھی اُٹھالو گے ہاں۔۔۔۔اب دیکھو بچو میں تمہے کتابیں اُٹھانے کے قابل ہی نہیں چھوڑوں گی۔۔۔" صنم نے کہتے ہوئے اپنے بیگ میں سے چھری نکالی۔۔۔

تیز چھری۔۔۔!

"ویسے تم خود نوک دھار چھری ہو تمہے اس چھری کی کیا ضرورت ہے یقین مانو جب سے تمہے دیکھا ہے میں تم پر مرمٹا ہوں۔۔۔" مائل نے شوخ لہجے میں کہا۔۔۔۔

ڈونٹ وری تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں ہو گی۔۔۔ صنم نے کہتے ہوئے چھری اس کی گردن پر رکھ دی۔۔۔۔۔

"اے یو مس اسے ہٹاؤ مجھے قتل کرنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔" اپنی گردن پر چھری دیکھ کر مائل نے کہا۔۔۔۔

بالکل نہیں آج تو میں تمہارا قتل کر کے ہی چھوڑں گی۔۔۔ کہتے ہوئے صنم نے اس کی گردن پر چھری کا دباؤ بڑھا دیا۔۔۔۔

"بھاگ لے مائل ورنہ یہ تیری بیوی کو شادی سے پہلے ہی بیوہ کر دے گی۔۔۔۔"

مائل نے ایک طرف دوڑ لگا دی۔۔۔۔

صنم بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگی۔۔۔

وہ دونوں ٹیبل کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے۔۔۔

"تیز چھری اگر تم نے مجھے مار دیا تو تم جیل چلی جاؤ گی"۔۔۔مائل نے چلا کر کہا۔۔۔۔

منظور ہے۔۔۔ صنم نے کہا اور اس کے پیچھے بھاگنے لگی۔۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟

ہادی کی گرجدار آواز سن کر وہ دونوں کرنٹ کھا کر سیدھے ہوئے۔۔۔۔

ہادی یہ مجھے چھری۔۔۔!

اس سے پہلے کے مائل اپنی بات مکمل کر پاتا صنم نے زور سے اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں مارا۔۔۔۔

"کچھ نہیں سر وہ تھوڑی سی مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی میں ان کو آپ سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔" صنم نے مائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جی مجھے ہنی نے بتایا تھا کہ آپ کو مجھ سے ہیلپ چاہیے لیکن آپ نے ہاتھ میں چھری کیوں پکڑ رکھی ہے۔۔۔؟

ہادی نے اچھنبے سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

ہادی کے سوال پر وہ سٹپٹا گئی۔۔۔۔

"آہ وہ سر آپ کو تو پتہ ہے نا آج کل شہر کے حالات کتنے خراب ہیں چور وچکے کھلے عام گھوم رہے ہوتے ہیں اسی لیے میں اپنی سیفٹی کے لیے اسے اپنے ساتھ رکھتی ہوں۔۔۔۔" صنم نے تفصیل سے بتایا۔۔۔۔۔

مائل نے دل ہی دل میں اسے اتنی صفائی سے جھوٹ بولنے پر داد دی۔۔۔۔۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر آپ نے اسے ہاتھ میں کیوں پکڑ رکھی ہے یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں آپ پوری طرح سے محفوظ ہیں اسے بیگ میں ڈال دیں۔۔۔۔" ہادی کی بات سن کر اس نے سر اثبات میں ہلایا اور چھڑی بیگ میں ڈال دی۔۔۔۔

آپ چلیں میرے ساتھ۔۔۔۔ہادی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

"اگر تم نے اپنا منہ کھولا نا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گی سمجھے۔۔۔۔"

وہ دھمکی آمیز لہجے میں کہتی ہوئی ہادی کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

مائل نے سکھ کا سانس لیا اور صوفے پر گر گیا۔۔۔۔۔

****

وہ دونوں گھاس پر بیٹھی ہوئی کسی بات پر بحث کر رہی تھیں جب صنم آ کر دھپ سے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔!

ہنی اور دھنک نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

ہائے گائز! کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ صنم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

کہاں تھی تم کل سے۔۔؟ دھنک نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

" کہی نہیں یار اگیزامز قریب ہیں اس لیے میں انہی کی تیاری میں بزی ہوں آج کل۔۔۔۔۔ کل بھی ہادی سر کے گھر گئی تھی۔۔۔۔" صنم نے تفصیل سے بتایا۔۔۔۔

ہاں یاد آیا میں نے تمہے ہادی سر کے گھر کا ایڈریس دیا تھا مل گیا تھا ان کا گھر کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی۔۔۔؟ ہنی نے یاد آنے پر استفسار کیا۔۔۔۔۔

"کوئی پرابلم نہیں ہوئی یار ہادی سر بہت اچھے ہیں انہوں نے ایک ایک پوائنٹ بہت اچھے طریقے سے سمجھایا تھینکس ہنی۔ تمہاری وجہ سے میرا مسئلہ حل ہو گیا۔۔" صنم نے ہنی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ہوں یہ تو اچھی بات ہے نا تم جاب کی وجہ سے پریشان تھی کہ اس کی وجہ سے تمہاری پڑھائی کا حرج ہو رہا تھا اب وہ پرابلم بھی سولو۔۔۔۔" دھنک نے کہا۔۔۔۔

" اچھا یہ سب چھوڑوں مجھے تم دونوں کو ایک اور بات بتانی ہے۔۔۔۔؟ صنم کی بات سن کر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔۔۔

"ہنی مجھے لگتا ہے کہ ہادی سر تمہے پسند کرتے ہیں۔۔" صنم کی بات سن کر ہنی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔؟ پاگل ہو گئی ہو تم صنم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔؟ ہنی نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

اسے صنم سے اس طرح کی بات کی توقع ہرگز نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

"یار میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتی لیکن ہادی سر کی باتوں سے تو ایسا ہی لگتا ہے۔۔" صنم زرا توقف سے بولی۔۔۔۔۔

کیا کہہ رہے تھے ہادی سر۔۔۔۔؟ ہنی نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

"کل پورا ٹائم وہ مجھ سے تمہاری باتیں ہی کرتے رہے۔۔۔ ہر دو منٹ بعد کہتے ہنی اس سبجیکٹ میں بہت اچھی ہیں۔

ہنی یہ ٹاپک بہت اچھا سمجھا لیتی ہیں۔۔ ہنی یہ ہنی وہ۔۔۔۔ ہر بات میں تمہارا ذکر لازمی ہوتا۔۔۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی اندازہ لگاتا شاید۔۔۔۔۔"صنم نے تفصیل سے بتایا۔۔۔۔۔

"حد ہو گئی ہے ویسے۔۔۔۔وہ ہر بات میں میرا ذکر کرتے ہیں اسی لیے تمہے لگا کہ وہ مجھے پسند کرتے ہیں اور مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔پاگل ہو تم صنم۔۔۔۔ نجانے کتنے سٹوڈنٹس کی وہ ایسے ہی تعریفیں کرتے ہوں گے اب کیا ان سے کو وہ پسند کرتے ہیں۔۔۔۔بیوقوف نا ہو تو۔۔۔۔۔" ہنی نے چڑ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"پتہ نہیں مجھے تو ایسا ہی لگا خیر ہو سکتا ہے محض میری غلط فہمی ہو۔۔۔۔"

صنم نے پرسوچ انداز میں کہا۔۔۔۔

ہنی نے گہری سانس فضا میں خارج کی اور کتاب کی اور رجسٹر کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

"بائے داوے ہنی میں نے تو صرف یہ کہا کہ وہ تمہے پسند کرتے ہیں شادی کا تو میں نے کہا ہی نہیں۔۔۔۔" صنم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہنی نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

جہاں دھنک اور صنم ہنسی ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی ہنی نے ایک زوردار مکا صنم کی کمر پر دے مارا۔۔۔۔۔

وہ کراہ کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

"ویسے صنم مجھے لگتا ہے آگ دونوں طرف برابر لگی ہوئی ہے۔۔۔" دھنک نے شریر لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے۔۔۔۔ہائے دیکھو تو سہی ہماری ہنی کتنی بے چین ہے ان کی یاد میں۔۔۔" صنم نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

دفعہ ہو جاؤ تم دونوں۔۔۔۔!

ہنی انہیں غصے سے گھورتے ہوئے اُٹھی اور اپنا بیگ اُٹھا کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد صنم اور دھنک نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

اور پھر ان دونوں کا زوردار قہقہ بلند ہوا۔۔۔۔

****

"یا اللہ یہ کون سے فضول بندے سے محبت ہو گئی مجھے۔۔۔ہمیشہ دیر سے آتا ہے مجال ہے جو کبھی کوئی کام ٹائم پر کر لے۔۔۔" دھنک کا غصے سے بُرا حال تھا۔۔۔۔۔

شافع اسے ریسٹورینٹ بُلا کر خود نجانے کہاں غائب تھا۔۔۔وہ ایک گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

کیا کروں۔۔۔وہ بے چینی سے ریسٹورینٹ کے داخلی دروازے کی بار بار نظریں دوڑاتی اس امید کے ساتھ کے ابھی شافع آجائے گا مگر وہ شافع ہی کیا جو ٹائم پر آجائے۔۔۔۔۔

اچانک دھنک کو شرارت سوجی۔۔۔۔

اس نے فوراً بیگ سے فون نکال کر شافع کو کال ملا دی۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔دوسری طرف شافع نے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔۔

"شافع کہاں ہو تم تمھے پتہ ہے میں ایک گھنٹے سے تمہارا یہاں ویٹ کر رہی ہوں۔۔۔" دھنک نے جھنجھلائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔۔

"اوہ شٹ۔۔۔سوری یار میں کام میں اتنا مصروف تھا بھول ہی گیا کہ ریسٹورینٹ پہنچنا ہے۔۔۔" شافع نے اپنی یاداشت پر افسوس کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تم لگے رہو کام میں یہاں کچھ آوارہ لڑکے مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔" دھنک نے بمشکل مسکراہٹ دبا کر مصنوعی آنسو بہاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

واٹ۔۔۔شافع چلایا۔۔۔

دھنک کو یقین تھا کہ وہ جہاں بھی ہو گا اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا ہو گا۔۔۔۔

"ہاں نا یہ لڑکے بار بار مجھ پر جملے کستے ہیں اور مجھے گھورے جا رہے ہیں اس سے پہلے کے یہ کوئی الٹی سیدھی حرکت کریں تم جلدی آجاؤ۔۔۔" دھنک نے اب باقاعدہ رونا شروع کر دیا۔۔۔۔

"تم فکر مت کرو میں بس پانچ منٹ میں پہنچ رہا ہوں اوکے۔۔۔"شافع نے عجلت میں کہتے ہوئے فون بند کر دیا اور فوراً باہر کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

اور پھر وہی ہوا جو دھنک نے سوچا تھا پانچ منٹ کے اندر اندر شافع ریسٹورینٹ میں موجود تھا۔۔۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو کہاں ہیں وہ لڑکے۔۔۔؟

شافع نے فکر مند لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔۔

وہ تو گئے۔۔۔دھنک نے عام سے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

کہاں گئے اور تم نے انہیں جانے کیوں دیا۔۔۔؟ تم ٹھیک ہو انہوں نے کچھ کہا تو نہیں تمہے۔۔۔شافع گھبراہٹ میں بولتا چلا جا رہا تھا۔۔۔اس کی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا اور سانسیں پھول رہی تھیں۔۔۔۔۔

"وہ جب میں نے تم ہے فون کیا تو وہ ڈر کر بھاگ گئے تم چھوڑو چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔" دھنک نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جس وقت اس نے شافع کو فون کیا تھا تبھی وہ کھانا بھی آڈر کر چکی تھی۔۔۔۔

اور اب ویٹر ٹیبل پر کھانے کے لوازمات سجا رہا تھا۔۔۔۔

"حد کرتی ہو تم بھی دھنک پتہ ہے میں کتنا ڈر گیا تھا۔۔۔" شافع نے پریشان لہجے میں کہا۔۔۔

"اچھا چھوڑو نا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے شروع کرو۔۔" دھنک کی بات سن کر گہری سانس بھرتے ہوئے وہ چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو نا۔۔؟ شافع نے ایک دفعہ پھر سے استفسار کیا۔۔۔۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں تم بھی ریلیکس ہو کر کھانا کھاؤ۔۔۔" دھنک نے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔۔۔۔۔

اطمینان سے کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں بل پے کر کے ریسٹورینٹ سے نکل آئے۔۔۔۔

اس وقت وہ دونوں پارک میں موجود تھے۔۔۔۔

"ویسے دھنک ان لڑکوں کا حولیہ کیسا تھا۔۔" کچھ یاد آنے پر شافع نے سوال کیا۔۔۔۔

کون سے لڑکے۔۔۔؟ دھنک نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔

وہی جو تمہیں تنگ کر رہے تھے۔۔۔۔شافع نے یاد دلایا۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ تو میں نے ایسے ہی کہہ دیا تھا تم سے۔۔۔کوئی لڑکے نہیں تھے۔۔۔اور ویسے بھی اگر کوئی مجھے چھیڑتا بھی تو میں تمہیں کیوں بتاتی۔۔۔۔دھنک رضا اپنے مسائل خود حل کر سکتی ہے۔۔۔"

بڑے ہی اطمینان سے کہا گیا۔۔۔۔

جبکہ شافع نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

لیکن تم نے تو کہا تھا کہ۔۔۔۔

"وہ تو میں نے اس لیے کہا تھا تاکہ تم ٹائم پر وہاں پہنچ جاؤ ہر بار ہی لیٹ آتے ہو۔۔۔" دھنک نے بتایا۔۔۔۔

شافع کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔

دھنک کی بچی۔۔۔۔

ہمارے بچے ابھی کہاں ہوئے ہیں شادی کے بعد ہوں گے ناں۔۔۔۔وہ دھنک ہی کیا جو شرمندہ نظر آئے۔۔۔۔۔

رکو بتاتا ہوں میں تمہیں کب پیدا ہوں گے۔۔۔۔شافع نے اُٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

دھنک نے اس کا ارادہ سمجھتے ہوئے دوڑ لگا دی۔۔۔۔

وہ دونوں بچوں کی طرح پورے پارک میں بھاگ رہے تھے۔۔۔۔۔

تھک ہار کر شافع ایک بینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

دھنک بھی اسی بینچ پر شافع سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اچھا ناسوری کر تو لیا ہے اتنا بھی کیا غصہ۔۔۔۔!

دھنک نے اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔۔۔۔۔

شافع نے چہرہ دوسری جانب پھیر لیا۔۔۔۔

یہ چوڑیاں تم میرے لیے لائے ہو۔۔۔۔؟

اس کی جیب سے چوڑیاں نکالتے ہوئے دھنک نے پوچھا۔۔۔۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔

"ہیلو مسٹر میں تم سے بات کر رہی ہوں یہ چوڑیاں تم میرے لیے لائے ہو"۔۔۔؟

دھنک نے پھر سے پوچھا۔۔۔۔۔

"نہیں تمہارے محلے کی جو گلابو ہے نا اس کے لیے لایا ہوں۔۔۔۔" شافع نے جل کر کہا۔۔۔۔۔

"لا کر تو دیکھاؤ زرا جان نا لے لوں میں اس کی۔۔۔" دھنک اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔

شافع نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا اب لے ہی آئے ہو تو پہنا بھی دو۔۔۔"

دھنک نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔شافع نے صاف انکار کر دیا۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔؟

"کیونکہ ابھی میں کوئی حق نہیں رکھتا تمہیں یہ چوڑیاں پہنانے کا۔۔۔۔جب تم شرعی اور قانونی طور پر میری دسترس میں آجاؤ گی اس کے بعد تم پر صرف میرا حق ہو گا اور تب ہی میں اپنا ہر حق استعمال کروں گا۔۔۔۔"

شافع نے جذبات سے چور لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

دھنک منہ بناتے ہوئے چوڑیاں پہننے لگی۔۔۔۔۔

یہ صرف دیکھاوا تھا دل ہی دل میں تو اسے اپنی محبت پر فخر محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"پتہ نہیں کب شادی ہو گی اور کب تم مجھے اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں پہناؤ گے۔۔۔" دھنک نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"ہو جائے گی ہماری شادی بھی ہو جائے گی جلدی کس بات کی ہے۔۔۔" شافع نے دھنک کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تم میری ناک دبانے کا بھی حق نہیں رکھتے۔۔۔۔دھنک چلائی۔۔۔۔۔

شافع دھیرے سے ہنس دیا۔۔۔۔۔

****

ہنی کچن میں بیٹھی جوس پینے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

مسز مراد اپنی فرینڈ کی پارٹی پر گئی ہوئی تھیں جبکہ شافع اس وقت یقیناً دھنک کے ساتھ ہی تھا۔۔۔۔۔

وہ ایک ہاتھ میں جوس پکڑے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سیل یوز کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جب روحاب شافع کو آوازیں دیتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

اسے دیکھ کر رک گیا۔۔۔۔

ہائے باربی ڈول۔۔۔۔!

یہاں کیا کر رہی ہو گھر پر اکیلی ہو گیا۔۔۔۔

روحاب نے شوخی سے آنکھ دبا کر کہا۔۔۔۔

ہنی کو زرا نا بھایا اس کا یہ انداز۔۔۔۔۔

"پہلی بات تو یہ روحاب بھائی کہ میرا نام باربی ڈول نہیں ہنی ہے۔۔۔۔ اور شافع بھائی گھر پر نہیں ہیں مام اپنی فرینڈ کی پارٹی پر گئی ہوئی ہیں آپ کو کوئی کام تھا۔۔۔۔" ہنی نے بمشکل اپنا لہجہ عام بناتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

"اُف کتنی دفعہ کہا ہے مجھے بھائی مت کہا کرو تم۔۔۔روحاب ہے میرا نام مجھے میرے نام سے بُلایا کرو۔۔۔۔"

روحاب نے کوفت سے کہا۔۔۔۔

شافع بھائی سے کوئی کام تھا آپ کو۔۔۔؟

ہنی نے بغیر کسی بحث کے سیدھا کام کی بات پوچھی۔۔۔۔

"نہیں میں بس ایسے ہی ملنے آیا تھا۔۔۔لیکن اب وہ گھر پر نہیں ہے تو چلو کوئی بات نہیں تم تو گھر پر ہو

نا۔۔۔" روحاب نے معنی خیزی سے کہا۔۔۔۔

روحاب کی بات سن کر ہنی کی روح کانپ اُٹھی۔۔۔۔

"نن نہیں میں بھی جا رہی ہوں اپنی فرینڈ کے گھر شافع بھائی جب آئیں گے تو میں ان کو بتا دوں گی کہ آپ ان کا

پوچھ رہے تھے۔۔۔۔" ہنی نے خود کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تم فرینڈ کے گھر جا رہی ہو چلو میں تمہے ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔۔" روحاب نے فوراً کہا۔۔۔۔

ہنی کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا

وہ روحاب کے ناپاک ارادوں سے واقف تھی۔۔۔

کہاں پھنس گئی یہ روحاب نامی بلا تو ٹل ہی نہیں رہی۔۔۔ ہنی بڑبڑائی۔۔۔۔

"یا اللہ میری مدد کر مجھے اس گھٹیا انسان سے بچا لو پلیز" ہنی نے دل ہی دل دعا کی۔۔۔۔

میں شاید یہی وقت قبولیت کا تھا۔۔۔۔۔

تبھی مسز مراد کی گاڑی کا ہرن سنائی دیا۔۔۔۔

ہنی نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لاؤنج میں داخل ہوتی ہوئی دیکھائی دیں۔۔۔۔۔۔

ارے روحاب بیٹا آپ۔۔۔ آپ کب آئے۔۔۔؟ روحاب کو دیکھ کر انہیں خوشگوار حیرت ہوئی۔۔۔۔۔

جی تائی جان بس ابھی ابھی آیا ہوں۔۔۔۔

روحاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تو کھڑے کیوں ہو بیٹھو نا ہنی تم نے روحاب کو چائے پانی کا نہیں پوچھا۔۔۔؟

روحاب سے کہتے ہوئے انہوں نے ہنی سے استفسار کیا۔۔۔۔

"ارے نہیں تائی جان مجھے کچھ چاہیے ہو گا تو میں خود ہی مانگ لوں گا آفٹر آل ہنی سے بھی تو میرا کوئی رشتہ ہے نا۔۔۔ یہ ابھی اپنی فرینڈ کے گھر جا رہی تھیں تو میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔" روحاب نے اچھے بننے کی بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے جاؤ ہنی روحاب تمہے ڈراپ کر دے گا۔۔۔" مسز مراد نے حکمیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

"نو تھینکس مجھے ایگزامز کی تیاری کرنی ہے میں روم میں جا رہی ہوں اور پلیز کوئی مجھے ڈسٹرب نا کرے۔۔۔"

ہنی نے روحاب کو گھورتے ہوئے کہا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گئی۔۔۔۔

"ہنہ بڑا آیا میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔۔ تمہاری اصلیت تو میں سب کو بتا کر رہوں گی روحاب سکندر۔۔۔۔"

ہنی بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

اچھا تائی جان میں چلتا ہوں خدا حافظ۔۔۔۔

روحاب جس مقصد سے آیا تھا وہ تو پورا ہو نہیں سکا تھا اس لیے اب اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔۔۔

پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اس لڑکی کو۔۔۔

جس کے ساتھ پوری زندگی گزارنی ہے اس کے ساتھ اس لہجے میں بات کرے گی تو کیسے چلے گا۔۔۔۔۔ اس کے جانے کے بعد مسز مراد بڑبڑا کر رہ گئیں۔۔۔۔۔

امی!

امی!

شائستہ بیگم کچن میں مصروف تھیں جب دھنک انہیں پکارتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی۔۔۔۔

"امی میرے پرس سے میرے سو روپے غائب ہیں۔۔۔" دھنک نے بتایا۔۔۔۔

شائستہ بیگم نے پلٹ کر سنجیدگی سے اپنی بیٹی کے غصے سے سُرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

"اُف لڑکی تم نے تو ڈرا ہی دیا مجھے یہی کہی ہوں گے اپنے کمرے میں دیکھو ہو سکتا ہے کہی رکھ کر بھول گئی ہو۔۔۔"

شائستہ بیگم نے کہا اور دوبارہ سبزی کاٹنے میں مصروف ہو گئیں۔۔۔۔۔

"امی میں نے ہر جگہ دیکھ لیا ہے کہی نہیں ہے میں نے خود اپنے انہی ہاتھوں سے پیسے پرس میں رکھے تھے اب میری یاداشت اتنی بھی کمزور نہیں ہے کہ میں اپنے پیسے رکھ کر بھول جاؤں۔۔۔۔"

دھنک اپنے دونوں ہاتھ لہراتے ہوئے خفگی سے گویا ہوئی۔۔۔

"دھنک مجھے تنگ مت کرو ڈھونڈ لو یہی کہی ہوں گے بیٹا تمہارے ابو آنے والے ہیں مجھے ان کے آنے سے پہلے کھانا تیار کرنا ہے۔۔۔" شائستہ بیگم نے چہرے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے عجلت میں کہا۔۔۔۔

"امی آپ مانے یا نا مانے یہ کام آپ کے لاڈلے صاحبزادے کا ہی ہے اسی کی نظریں ٹکی رہتی ہیں میرے پیسوں پر ہر وقت۔۔۔" دھنک نے کہا۔۔۔

"دیکھ رہی ہیں آپ امی آپی کس طرح مجھ پر الزام لگا رہی ہیں۔۔۔خدا گواہ ہے آپی میں آپ کی طرح اپنی پاکٹ منی دو دن میں نہیں اُڑاتا انہیں سمبھال کر رکھتا ہوں۔اور اگر آپ بھی اپنے پیسے سمبھال کر رکھتی ناں تو آج سو روپے کے لیے نا رو رہی ہوتیں۔۔۔"

عاشر نجانے کب سے باہر کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

اندر آکر شائستہ بیگم کو مخاطب کر کے سنجیدگی سے گویا ہوا جبکہ دل ہی دل میں اپنی کاروائی پر خود کو داد دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں جیسے کہ میں تو کچھ جانتی ہی نہیں نا تم اپنی پاکٹ منی اپنے دوستوں پر اُڑاتے ہو۔۔اور صبح جو تم سموسے اور جلیبیاں کھا رہے تھے وہ کہاں سے لائے تھے وہ بھی اپنی پاکٹ منی میں سے خریدے تھے۔۔۔۔؟

دھنک نے طنز کرتے ہوئے آخر میں نیا سوال جھاڑا۔۔۔۔۔۔

دھنک کے سوال پر عاشر سٹپٹا گیا۔۔۔۔

"وہ۔۔وہ تو میں نے اپنی کچھ پیسے بچا کر رکھے ہوئے تھے ان میں سے خریدے تھے اور آپ کیوں اتنی انکوائری کر رہی ہیں بتائیں تو زرا۔۔۔۔" عاشر نے فوراً سمبھلتے ہوئے بہانہ بنایا۔۔۔۔۔

دیکھو عاشر میرے ساتھ کوئی بھی گیم کھیلنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے سیدھی طرح بتاؤ میرے سو روپے کہاں کیے تم نے۔۔۔۔؟ دھنک نے اسے باور کرواتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔۔۔

وہ آپ کے پیسے وہ تو میں۔۔۔۔

نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔عاشر قہقہہ لگاتے ہوئے باہر بھاگ گیا۔۔۔۔۔۔

دھنک کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔۔

"دیکھا امی میں نا کہتی تھی یہ کام اس عاشر کا ہی ہے آج یہ زندہ بچ جائے میرے ہاتھوں سے بس۔۔۔" دھنک امی کو مخاطب کرتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

"دھنک اپنے مسائل خود حل کیا کرو تم دونوں خدا کا واسطہ ہے مجھے سکون سے کھانا پکانے دو۔۔۔" شائستہ بیگم نے بیزاری سے کہتے ہوئے گلاس میں پانی انڈیل کر پانی پینے لگیں۔۔۔۔ جیسے اس ڈرامے سے تنگ آچکی ہوں۔۔۔۔

"چھوڑوں گی نہیں میں اسے"۔۔۔۔ کہتے ہوئے دھنک باہر بھاگ گئی۔۔۔۔۔

سامنے عاشر بڑے آرام سے صوفے پر بیٹھا ہوا ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

دھنک نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے ٹیبل پر پڑا ریموٹ اُٹھایا اور ٹی وی بند کر دیا۔۔۔۔۔

عاشر نے چونک کر سر اُٹھایا اور سامنے کھڑی اپنی ہٹلر بہن کو دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا ہے آپی آپ نے ٹی وی کیوں بند کر دیا میری فیورٹ مووی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔" عاشر نے بیزاری سے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"میرے سو روپے ہڑپ کر کے تمہے مووی کی پڑی ہوئی ہے۔۔ سیدھی طرح بتاؤ مجھے کہاں ہیں میرے پیسے" دھنک نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

"اف آپی نہایت ہی کوئی کنجوس لڑکی ہیں آپ۔۔۔ سو روپے کے لیے پاگل ہوئی جا رہی ہیں ارے اپنا دل بڑا کریں دل۔۔۔۔"

عاشر نے گویا اسے شرم دلانی چاہی۔۔۔۔۔

"اوئے یہ اقوال زریں مجھ پر کام نہیں کرنے والے شرافت سے مجھے میرے سو روپے دے دو ورنہ ابا سے تمہاری شکایت کر دوں گی۔۔۔" دھنک نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"دل تھام کر سنیں میری پیاری آپی آپ کے سو روپے کے صبح میں نے سموسے اور جلیبیاں کھا لیں تھیں۔۔۔۔" عاشر نے بڑے مزے سے کہا۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔

تم میرے سو روپے ہضم کر گئے۔۔۔۔۔ دھنک صدمے کی حالت میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"جی جی بالکل واہ کیا مزے کے سموسے تھے گرم گرم اور جلیبیاں تو کیا کہنے۔۔۔۔" عاشر کی بات نے جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں اب تم دیکھنا ناذرا کتنے مزے سے میں تمہارے پیس کر کے مزے سے نمک مرچ لگا کے کھاتی ہوں صبر کرو تم ذرا۔۔۔" دھنک نے کہتے ہوئے عاشر کی طرف دوڑ لگا دی۔۔۔۔

اب وہ دونوں صوفے کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے۔۔۔۔۔

تبھی تھکے ہارے شفقت صاحب ہاتھوں میں شاپر اُٹھائے گھر میں داخل ہوئے۔۔۔۔

گرمی کی وجہ سے ان کے کپڑے پسینے میں بھیگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ابو بچالیں مجھے پلیز۔۔۔۔۔عاشر دوڑ کر ان کے پیچھے چھپ گیا۔۔۔۔۔۔

"ابو کے پیچھے کیوں چھپ رہے ہو ہاں سامنے آؤ اور دیکھو میں کیسے تمہارا کچومر بناتی ہوں غضب خدا کا میرے سو روپے ہضم کر گئے تم وہ بھی بناڈکار مارے۔۔۔۔۔" دھنک نے شدید غصے کے عالم میں کہا۔۔۔۔۔۔

"ارے ارے کیا ہو رہا ہے کیا کر رہے ہو تم دونوں۔۔۔۔" شفقت صاحب نے اپنے دونوں بچوں کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جبکہ ان دونوں نے ان سنی کرتے ہوئے پھر سے دوڑ لگادی۔۔۔۔۔۔

تبھی شائستہ بیگم کچن سے باہر آئیں۔۔۔۔

اسلام علیکم !۔۔۔ سلام کرتے ہوئے انہوں نے شفقت صاحب کے ہاتھ سے شاپر ز لے لیے۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔ بھئی آج پھر کون سا زلزلہ آگیا ہے جو یہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے لیے دوڑ رہے ہیں۔۔۔۔؟

شفقت صاحب نے شرارت سے استفسار کیا۔۔۔۔۔

"سمجھ میں نہیں آتی کیا کروں میں ان دونوں کا کب سے سو روپے کے لیے لڑ رہے ہیں یہ۔۔۔۔" شائستہ بیگم نے بتایا۔۔۔۔

شفقت صاحب مسکرا دیئے۔۔۔۔۔۔

"آپ سمجھاتے کیوں نہیں ہیں انہیں عاشر تو پھر چھوٹا ہے لیکن دھنک تو بڑی ہے نا۔۔۔ کل کو کیا کرے گی یہ لڑکی سسرال جا کر۔۔۔۔۔" شائستہ بیگم نے سرد آہ بھرتے ہوئے اپنے مجازی خدا سے کہا۔۔۔۔۔

"اوہو بیگم تم پھر شروع ہو گئی بچی ہے ابھی سمجھ جائے گی آہستہ آہستہ اور پھر یہی دن ہوتے ہیں ہنسنے کھیلنے کے سسرال جا کر تو سو ذمہ داریاں سمبھالنی پڑتی ہیں۔۔۔۔۔" شفقت صاحب نے ہمیشہ کی طرح اپنا مخصوص جملہ کہہ ڈالا۔۔۔۔۔

جس پر حسب معمول شائستہ بیگم
انہیں خفگی سے گھور کر رہ گئیں۔۔۔۔۔

"خیر تم یہ سب چھوڑو میرے پاس تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے۔۔۔۔"

شفقت صاحب کی بات پر انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔

'بھئی ہماری دھنک کے لیے رشتہ آیا ہے

وہ جو صدیقی صاحب نہیں ہیں میرے پرانے دوست انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے مانگا ہے دھنک کا۔۔۔ماشاءاللہ سے ان کا لڑکا بڑی کمپنی میں اچھی پوسٹ پر ہے۔۔۔اچھے خاندانی لوگ ہیں کھاتا پیتا گھرانا ہے انکی بیٹی کی شادی پر انہوں نے دھنک کو دیکھا اور پسند کر لیا۔۔۔"

شفقت صاحب نے تفصیل سے بتایا تو شائستہ بیگم خوشی سے نہال ہو گئیں۔۔۔۔۔

ان کی تو جیسے دل کی مراد بھر آئی۔۔۔

"جی جی میں ملی ہوں ان کے بیٹے سے ماشاءاللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔" شائستہ بیگم نے کہا۔۔۔۔

"بس تم دھنک سے بات کر لینا کل شام لڑکے والے اسے دیکھنے آرہے ہیں اور دھنک نے کہنا پریشان نا ہوں ابھی تو وہ صرف دیکھنے آرہے ہیں جو بھی فیصلہ ہو گا اس کی مرضی سے ہو گا۔۔۔۔" شفقت صاحب کی بات پر انہوں سے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

سیڑھیوں پر کھڑی دھنک کے قدم لڑکھڑائے۔۔۔وہ نم آنکھوں سے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

* *

ہنی زبردستی صنم کو اپنے ساتھ شاپنگ کے لیے لے آئی تھی۔۔۔۔

اب آدھے گھنٹے سے ہنی تو کچھ نا کچھ خرید رہی تھی لیکن صنم مسلسل بور ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"یار صنم تم بھی کچھ خرید لو کب تک یہاں یوں ہی گھومتی رہو گی۔۔۔" ہنی نے مصروف سے انداز میں اسے مشورہ دیا۔۔۔۔۔

"ہنی تم جانتی ہو نا میں فضول خرچی نہیں کرتی اور اس وقت میرے پاس ضرورت کی ہر چیز موجود ہے تو میں کیا کروں گی کچھ لے کر۔۔۔۔۔۔" صنم نے بے دلی سے کہا۔۔۔۔۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہنی بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

صنم میں اس کی تقلید میں چل رہی تھی۔۔۔۔۔

صنم یوں ہی پورے مال کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ ایک جگہ اس کی نگاہ ٹھہر سی گئی۔۔۔۔۔

وہ وائٹ کلر کا بریسلٹ تھا جو صنم کو اس وقت بہت پیارا لگ رہا تھا۔۔۔۔

ہنی نے چونک کر اس کے نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔۔

"چلو بھئی شکر خدا کا تمہے کچھ تو پسند آیا نا ویسے تمہاری چوائس کافی اچھی ہے۔۔۔۔" ہنی نے دل سے تعریف کی۔۔۔۔

ہیلو گائز۔۔۔۔

مانوس سے آواز سن کر صنم نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

اس کی توقع کے عین مطابق وہاں وہی موجود تھا۔۔۔۔

بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک جینز آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ خاصا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اوہ مائل بھائی آپ یہاں۔۔۔!

ہنی نے خوشگوار حیرت سے کہا۔۔۔۔

صنم نے ٹھٹک کر ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

کیسی ہیں آپ ہنی۔۔؟ مائل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

میں بالکل ٹھیک آپ سنائیں شاپنگ کرنے آئے تھے۔۔۔؟ ہنی کے سوال پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

"مس صنم آپ بھی غالباً ہنی کے ساتھ ہی آئی ہیں۔۔؟

وہ جو نظر بچا کر وہاں سے جانے کا سوچ رہی تھی مائل کے اس طرح مخاطب کرنے پر سٹپٹا گئی۔۔۔

جی۔۔۔۔ صنم نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔

ارے آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔؟ ہنی نے حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں استفسار کیا۔۔۔۔

"بہت اچھی طرح سے۔۔ یہ ہماری تیسری ملاقات ہے۔۔۔" مائل نے اسے نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

لائٹ پنک سادہ سی شلوار قمیض سر پر بلیک کلر کی چادر کیے وہ سادہ سی لڑکی اس کے دل کو بھا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کے بر عکس ہنی وائٹ کلر کی گھٹنوں تک آتی شرٹ میں اور وائٹ ہی ٹائٹ میں ملبوس تھی اس کے ساتھ

پرنٹڈ دوپٹہ سینے پر پھیلا رکھا تھا اور بال ایک طرف کندھے پر جھول رہے تھے۔۔۔۔۔

صنم کو اس کی اس کی معنی خیز نگاہیں الجھن میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔۔۔

جبکہ مائل کی نگاہ اس کے گلابی چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

صنم کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی آنکھیں نوچ لیں۔۔۔۔۔

"مائل بھائی اگر آپ کو کوئی پرابلم نا ہو تو ہمارے ساتھ چلیں ایک کپ کافی پی لیتے ہیں۔۔۔۔" ہنی نے مائل کو

آفر دی۔۔۔۔۔

وائے ناٹ۔۔۔۔۔بے نیازی سے کہتے ہوئے مائل ہنی کے ساتھ چل پڑا۔۔۔۔۔

صنم کا دل چاہا ہنی کا سر پھاڑ دے کیا ضرورت تھی اس مائل نامی بلا کو کافی کی آفر دینے کی خود نہیں پی سکتا تھا

کافی۔۔۔۔۔

"آہ ہنی مجھے نا گھر جانا ہے میں آلریڈی کافی لیٹ ہو گئی ہوں تو۔۔۔۔۔" صنم نے کہتے ہوئے اجازت طلب

نگاہوں سے ہنی کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

"ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے بس پانچ منٹ لگے گے کافی پینے کے بعد چلی جانا گھر بھی۔۔۔" ہنی اسے کسی صورت چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔۔۔۔

لیکن ہنی۔۔۔!

لیکن ویکن کچھ نہیں چلو ہمارے ساتھ۔۔

کہتے ہوئے ہنی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

مرتی کیا نا کرتی مجبوراً اسے ان کے ساتھ کافی پینا پڑی۔۔۔۔

اس دوران پورا وقت مائل نے اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھا۔۔۔۔

کاش اس وقت صنم کو کوئی ایسا منتر آتا تو وہ پڑھ کر خود کو غائب کر لیتی مگر صد افسوس اسے ایسا کوئی منتر نہیں آتا تھا۔۔۔۔۔

ہنی اب میں چلتی ہوں۔۔۔ ٹشو سے ہونٹ صاف کرتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔۔

مائل ایک دل بے چین سا ہو گیا تھا۔۔۔۔

نجانے کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ابھی کچھ اور دیر یہاں بیٹھی رہے۔۔۔ وہ خود بھی اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیوں اس کا دل صنم کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

"تم اکیلی کیسے جاؤ گی مائل بھائی تمہے ڈراپ کر دیں گے۔۔۔۔" ہنی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

صنم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہنی کی طرف دیکھا جبکہ مائل کا دل چاہا ابھی ہنی کو گلے لگا لے اور کہے " ٹھی نکیو بہنا"۔۔۔۔۔

ہاں ہاں کیوں نہیں چلیں صنم۔۔۔۔

کار کی چابی اُٹھاتے ہوئے اس نے فوراً کہا تھا۔۔۔۔

"نن نہیں میں چلی جاؤں گی اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔" اس نے زرا سمبھلتے ہوئے کہا اور سر پر چادر سہی کرنے لگی۔۔۔۔۔

"جی نہیں میں نے کہا نا تمہے مائل بھائی ڈراپ کر دیں گے چپ چاپ ان کے ساتھ جاؤ۔۔۔" ہنی نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

مائل اُٹھ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

صنم ہنی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی مائل کے پیچھے ہولی۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد ہنی نے سختی سے دبائے ہوئے لبوں کو آزاد کیا اور کھل کر مسکرا دی۔۔۔۔

****

گاڑی ایک چھوٹے سے محلے میں رک گئی۔۔۔۔

شکریہ۔۔۔ صنم آہستگی سے کہتے ہوئے گاڑی سے اُتر گئی۔۔۔۔۔۔

"ویسے کتنی بے مروت ہونا تم۔۔۔اندر آنے تک کو نہیں کہا مجھے۔۔۔۔" مائل نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا۔۔۔۔

"میرا چھوٹا سا گھر آپکی شایان شان سے کے مطابق نہیں ہے مسٹر مائل حسن۔۔۔۔"

مائل کے مسکراتے ہوئے لب سکڑے۔۔۔۔۔

صنم تلخی سے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

اس نے تاسف سے صنم کی پشت کو دیکھا اور سرد آہ بھرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کردی۔۔۔۔

صنم تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوں اوپر والے پورشن میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔

اس گھر میں دو پورشن تھے۔۔۔۔

نیچے والا پورشن خالی تھا اور اوپر والے پورشن میں صنم اور اس کی امی رہائش پزیر تھے۔۔۔۔

یہ پورشن صرف ایک کمرے ایک کچن اور ایک باتھروم اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل تھا۔۔۔۔

ہر مہینے اپنی تنخواہ میں سے صنم گھر کا کرایہ دیتی۔۔۔اور گھر کا خرچ صنم کی امی سلائی کڑھائی کے ذریعے ملنے والے پیسوں سے کرلیتیں۔۔۔۔۔ "

اسلام علیکم۔۔۔!

وہ الماس بیگم کو سلام کرکے صحن میں پڑی واحد چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ الماس بیگم نے سلائی مشین سے نظریں ہٹا کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر تھکن واضح تھی۔۔۔۔

وہ اُٹھی اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

کچن میں سے پانی کا گلاس لا کر انہوں نے صنم کو تھما دیا۔۔۔۔

کیا بات ہے صنم آج تو اتنی لیٹ کیوں ہو گئی۔۔۔؟ الماس بیگم نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"جی امی آج ہنی مجھے اپنے ساتھ شاپنگ پر لے گئی تھی بس وہی دیر ہو گئی۔۔۔" صنم نے پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے بتایا اور گلاس منہ سے لگا لیا۔۔۔۔

ہوں کھانا لاؤں تیرے لیے۔۔۔؟

صنم کے پاس بیٹھتے ہوئے انہوں نے استفسار کیا۔۔۔۔

"نہیں اماں مجھے بھوک نہیں ہے اور جب ہو گی میں خود کھا لوں گی کھانا برتن بھی دھو لوں گی آپ کو کچن میں جانے کی ضرورت نہیں ہے پہلے ہی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی مت کیا کریں اتنا کام۔۔۔۔" صنم نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے آخر میں انہیں ہدایت دی۔۔۔۔

الماس بیگم کھل کر مسکرا دیں۔۔۔۔

آج رضیہ آئی تھی۔۔۔ الماس بیگم نے بتایا۔۔۔۔

ہوں کیا کہ رہی تھیں رضیہ خالہ۔۔۔؟

صنم جانتی تھی وہ کس لیے آئی ہوں گیں پھر بھی پوچھ لیا۔۔۔۔

کہ رہی تھی اس کی نظر میں ایک دو اچھے رشتے ہیں تمہارے لیے تو کہے تو بات چلاؤں۔۔۔؟ الماس بیگم نے بیٹی کو پُر امید نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"امی میں نے آپ کو کتنی دفعہ کہا ہے مجھے ابھی شادی نہیں کرنی ابھی مجھے آگے پڑھنا ہے۔۔" صنم نے ہمیشہ کی طرح وہی جواب دیا۔۔۔۔

"صنم بیٹا تم کیوں اپنی بوڑھی ماں کا امتحان لے رہی ہو جانتی ہوں نا میری طبیعت خراب رہتی ہے ہر وقت۔۔۔ خدانخواستہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تیرا کیا ہو گا کون ہے تیرا اس بھری دنیا میں۔۔۔ یہ ظالم سماج اکیلی عورت کا جینا حرام کر دیتی ہے۔۔۔۔" الماس بیگم ہمیشہ کی طرح جذباتی ہوں گئی تھیں۔۔۔۔۔

لیکن امی۔۔۔!

صنم نے کچھ کہنا چاہا مگر الماس بیگم نے ہاتھ اُٹھا کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔۔۔۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں میں رضیہ سے بات کرتی ہوں اگر مجھے تیرے لیے کوئی رشتہ مناسب لگا تو میں بات چلا دوں گی اور تو فکر نا کر تیری شادی تیری پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی کروں گی میں۔۔۔۔" الماس بیگم کی بات سن کر اس نے ہمیشہ کی طرح ہار مانتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

****

معمول کے برعکس آج دھنک یونی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

ہنی نے اسے کال کی تھی لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔۔

ہنی اور دھنک کی دوستی کو کافی سال ہو چکے تھے اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا کہ دھنک یوں اچانک غائب ہو جائے اور وہ بھی بغیر ہنی کو بتائے۔۔۔۔

ان کے ایگزامز میں کچھ ہی دن رہ گئے تھے ایسے میں ہر دوسرا اسٹوڈینٹ ہاتھوں میں کتاب اُٹھائے ہوئے نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

وہ یوں ہی سوچوں میں غرق گھاس پر بیٹھی ہوئی تھی جب ہادی وہاں سے گزرا۔۔۔۔

اسے یوں اداس بیٹھا دیکھ کر ہادی کے قدم خود بخود اس کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔

ہیلو مس ہنی۔۔۔!

ہادی سر کی آواز نے اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔۔۔۔

ج جی سر۔۔۔۔ ہنی نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔۔

کیا بات ہے مس ہنی آپ مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہیں آل اوکے۔۔۔؟ ہادی نے تشویشناک لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔

یونی میں صنم اور دھنک کے علاوہ سب ہی اسے اس کے اصلی نام سے بلاتے تھے۔۔۔۔

ایک ہادی سر ہی تھے جو اسے ہنی بلاتے تھے مگر ساتھ مس ضرور لگاتے تھے۔۔۔۔

وہ پوری یونی میں صرف ہادی سر سے ہی بے تکلیف تھی ہر مسئلہ بلا جھجھک ان کے ساتھ شیئر کر لیتی۔۔۔۔۔

"جی سر سب ٹھیک ہے۔۔۔" ہنی نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔۔

"آپ کی فرینڈ مس دھنک رضا کہاں ہیں آج کلاس میں نہیں تھیں وہ آپ ان سے کہیے کہ پیپرز کے دنوں میں اتنی چھٹیاں سہی نہیں ہیں۔۔۔۔" ہادی سر نے نیچے بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"سر ایکچوئلی اس بارے میں میں بھی کچھ نہیں کہ سکتی۔۔۔کل سے میرا اس کے ساتھ رابطہ نہیں ہو پا رہا اور اس کے یونی نا آنے کی وجہ بھی نہیں معلوم مجھے۔۔۔۔" ہنی نے سادہ سے لہجے میں بتایا۔۔۔۔

"ہوں تو اسی لیے اداس ہیں آپ۔۔۔" ہادی سر نے کہا۔۔۔

"جی ہاں۔۔۔میرا مطلب نہیں سر میں تو اداس نہیں ہوں۔۔۔" اپنی ہی دھن میں کہتی ہوئی وہ ایک دم سٹپٹا گئی تھی۔۔۔۔

مس ہنی آپ جھوٹ بھی بولتی ہیں۔۔۔؟

ہادی نے مصنوئی حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

"نہیں سر میں تو جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔"

بے ساختہ منہ سے نکلا تھا۔۔۔۔

"ویری بیڈ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ بہت اچھی لڑکی ہیں صاف دل کی لیکن آپ تو جھوٹ بولتی ہیں اور باتیں چھپاتی بھی ہیں۔۔۔" ہادی نے مصنوعی افسوس کرتے ہوئے سر دائیں بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

بے اختیار وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔۔

"جی سر میں اداس ہوں۔۔۔" سر جھکائے آہستگی سے کہا۔۔۔۔

ہادی کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

اور کسی سٹوڈینٹ سے تو اس کی اتنی فرینڈ شپ نہیں تھی لیکن ہنی کو بہت اچھی طرح جانتا تھا وہ۔۔۔

وہ اس کے سادہ مزاج سے بھی واقف تھا اور کس سچویشن میں اسے کیسے ہینڈل کرنا ہے وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔۔۔۔۔

"مس دھنک آپ کی بہت پرانی دوست ہیں وہ آپ سے کبھی کچھ نہیں چھپائیں گی اور اگر وہ اس طرح اچانک بتائے بغیر غائب ہوئی ہیں تو اس کے پیچھے بھی کوئی وجہ ہو گی وہ اپنا اچھا بُرا جانتی ہیں کافی سمجھدار ہیں اور جلد آپ سے رابطہ کریں گی اس لیے پریشان مت ہوں شی از یور گڈ فرینڈ۔۔۔" سنجیدگی سے کہ کر وہ اس کی مشکل آسان کر گیا تھا۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے ہادی کی پشت کو دیکھا۔۔۔۔۔

کوئی اس سے پوچھتا کہ ہادی شاہ کون ہے۔۔۔تو وہ مسکرا کر کہ دیتی "میرے سوالوں کا جواب، میرے دل کی آواز"۔۔

****

پولیس یونیفارم میں وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہوا بال برش کر رہا تھا۔۔۔۔

سائڈ ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔۔۔۔

کافی دیر بعد اس نے فون کو کچھ اس طرح سے اُٹھالیا گویا فون پر احسان کر رہا ہو۔۔۔۔

جہاں سکرین پر دھنک کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔۔۔

ایک منٹ بھی ضائع کیے اس نے کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔۔

ہیلو ڈارلنگ۔۔۔!

"ڈارلنگ کے بچے کہاں تھے تم اتنی دیر سے کال کر رہی ہوں میں۔۔۔" دوسری طرف سے دھنک کی غصے سے بھری تیز آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

بے اختیار اس نے فون کان سے ہٹا کر سکرین کو گھورا اور پھر سے فون کان سے لگالیا۔۔۔۔

سوری یار ایکچوئلی میں واشروم میں تھا اس لیے پتہ ہی نہیں چل سکا تم بتاؤ اتنی صبح صبح کال کی سب خیریت تو ہے نا۔۔۔؟ وضاحت دیتے ہوئے اس نے سوال بھی کر ڈالا تھا۔۔۔

ہاں بریکنگ نیوز دینی تھی تمہے۔۔۔۔۔۔

" آج شام مجھے لڑکے والے دیکھنے آرہے ہیں بہت جلد میرے ہاتھوں میں کسی اور کے نام کی انگھوٹی ہو گی مگر تم فکر مت کرنا شادی کا کارڈ ضرور بھیجو گی میں تمہے آنا اور آکر خوب ناچنا میری محبوبہ کی شادی ہے۔۔۔ اور پھر میرا ولیمہ کھا کر دفعہ ہو جانا۔۔۔ "

پھاڑ کھانے والے انداز میں کہ کر اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔۔

شافع نے حیرت سے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی وہ فوراً کمرے کے داخلی دروازے کی طرف بھاگا تھا۔۔۔۔۔

کمرے سے نکل کر کاریڈور سے گزرتے ہوئے وہ تیزی سے ہنی کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

گہرہ سانس لے کر اس نے اسنے زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

ہنی جو بڑے آرام سے بستر پر سو رہی تھی اتنی زور سے دروازہ بجنے کی آواز سن کر ہڑبڑا کر اُٹھی۔۔۔۔۔

یا اللہ زلزلہ آگیا ہے۔۔۔۔ ہنی بڑبڑاتی ہوئی بستر سے اُٹھی۔۔۔۔

ہنی دروازہ کھولو۔۔۔۔ باہر سے شافع کی آواز آئی۔۔۔۔

ہنی نے تیزی سے دروازہ کھول دیا۔۔۔۔۔

بھائی آپ خیریت تو ہے نا اتنی صبح صبح۔۔۔؟ ہنی نے اچمبھے سے پوچھا۔۔۔۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے یار تمہارے بھائی کا باجا بجنے والا ہے۔۔۔۔" شافع نے پریشان لہجے میں کہا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے بھائی۔۔۔؟ ہنی آدھ کھلی آنکھوں سے اپنے بھائی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"ہنی میں بہن میری بات غور سے سنو۔۔۔

آج شام دھنک کو کچھ لوگ دیکھنے آرہے ہیں اور۔۔۔۔

کیوں دھنک کو الیکشن میں کھڑا کرنے والے ہیں اس دفعہ۔۔۔؟ ہنی نے فوراً اس کی بات کاٹی اور استفسار کیا۔۔۔۔

اس کے بے تکے سوال پر شافع کا دل چاہا اسے ایک تھپڑ لگا دے۔۔۔۔

"نہیں یار وہ دھنک کا رشتہ مانگنے آرہے ہیں۔۔۔ اور سنو۔۔۔ میں دھنک کے گھر نہیں جا سکتا لیکن تم جا سکتی ہو۔۔۔ تم اس کے گھر چلی جاؤ اور بس کسی بھی طرح سے تمہے اس کا رشتہ نہیں ہونے دینا۔۔۔۔ چاہے کچھ بھی کرو لیکن دھنک کا رشتہ نہیں ہونا چاہیے اوکے۔۔۔۔"

شافع نے بتاتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔

اوکے۔۔۔ ساتھ ہی ہنی نے اس کے منہ پر دروازہ مار دیا۔۔۔۔

شافع کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔

"حد ہوتی ہے یعنی کہ اب میں ان کاموں کے لیے رہ گئی ہوں لوگوں کے رشتے ٹُرواتی پھروں۔۔۔۔۔"

بڑبڑاتے ہوئے اس نے الماری سے کپڑے نکالے اور واشروم میں گھس گئی۔۔۔۔۔۔

آج ہر حال میں اسے دھنک کا رشتہ ہونے سے روکنا تھا۔۔۔۔۔

* *

ہنی بے چین سی اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔۔۔

اس نے شافع کی مدد کرنے کے لیے خامی تو بھر دی تھی لیکن اب اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ آخر کرے تو کرے کیا۔۔۔۔

ظاہر ہے اب وہ دھنک کے گھر جاکر اس کے والدین سے یہ تو کہہ نہیں سکتی تھی کہ "اپنی بیٹی کا رشتہ کہیں اور نا کریں میں اسے اپنی بھابی بنانا چاہتی ہوں"

کیونکہ شافع نے ابھی تک مسز مراد سے بات نہیں کی تھی۔۔۔اور مسز مراد کی اجازت کے بغیر وہ ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتا تھا۔۔۔۔

کیا کروں ؟؟

کیا کروں ؟؟

وہ بڑبڑاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جا رہا تھا لیکن اب تک وہ کوئی بھی ٹھوس پلان نہیں بنا سکی تھی۔۔۔ ہر دفعہ وہ کوئی نا کوئی پلان بناتی اور پھر خود ہی اپنے پلان کو غلط کہہ کر دوبارہ سوچنے لگتی۔۔۔۔

اچانک اسے ہادی کا خیال آیا۔۔۔

ہادی سر۔۔۔۔!

"ہادی سر میری اس میں مدد کر سکتے ہیں۔۔۔۔" ہنی نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

گویا ہادی سر کو چٹکی بجا کر حاضر کر لیا ہو۔۔۔۔۔

اس نے جھٹ سے سائڈ ٹیبل پر رکھا ہوا اپنا فون اُٹھایا اور ہادی سر کو کال کرنے لگی۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ کیا سوچیں گے میں ان سے کس طرح کا سوال پوچھ رہی ہوں۔۔۔"

ہادی کا نمبر ملاتے ہوئے اس نے سوچا۔۔۔۔

دماغ کہہ رہا تھا "وہ تمہارے ٹیچر ہیں"۔۔۔

دل کہہ رہا تھا "تمہارے سارے سوالوں کا جواب ہادی سر کے پاس ہوتے ہیں"۔۔۔۔

وہ عجیب کشمکش میں پھنسی ہوئی تھی۔۔۔ دل کی بات مانے یا دماغ کی۔۔۔۔۔

بلآخر گہری سانس بھرتے ہوئے اس نے دل کی بات مانتے ہوئے ہادی سر کو کال ملانے لگی۔۔۔۔۔

اسے یاد تھا ایک دفعہ ہادی سر نے ہی اس سے کہا تھا۔۔۔۔

"ہنی آپ ہر فیصلہ اپنے دماغ سے کیوں کرتی ہیں کبھی کبھی اپنے دل سے بھی پوچھ لیا کریں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔۔"

اس نے کال ملا کر فون کان سے لگایا۔۔۔

دوسری بیل پر کال اٹینڈ کر لی گئی۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔ نیند سے خمار بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

اسلام علیکم سر۔۔۔۔۔ ہنی نے بمشکل سلام کیا۔۔۔۔

وعلیکم اسلام ہنی خیریت ہے آپ نے اتنی صبح صبح کال کی۔۔۔۔؟

ہادی نے تشویشناک لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔۔

"نہیں سر اتنی صبح کہاں ہے آٹھ تو بج گئے ہیں۔۔۔۔۔"

ہنی نے بے دھیانی میں کہا۔۔۔۔

جی۔۔۔۔ہادی کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔۔۔

ہنی کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا بے ساختہ وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔۔

"ہنی کام کی بات کر سر سے اتنا فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔" اپنے سر پر چپٹ لگاتے ہوئے اس نے دھیمی آواز میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔

دوسری طرف ہادی اس کے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔

"ایکچوئلی سر مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔" ہنی سیدھا مدعے پر آئی۔۔۔۔

جی پوچھیں میں سن رہا ہوں۔۔۔۔ہادی نے کہا اور اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔

جی سر ایکچوئلی وہ۔۔۔!

ہنی نے گہرا سانس خارج کیا اور دل کو مضبوط بناتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

سر اگر ہمیں کسی کا رشتہ تڑوانا ہو تو ہمیں ایسا کیا کرنا چاہیے جس سے لڑکے والے خود ہی انکار کر دیں۔۔۔؟

بغیر کسی لگی لپٹی کے اس نے پوچھا تھا۔۔۔

واٹ۔۔۔۔ہادی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔۔۔

ہنی نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔بظاہر خود کو مضبوط بناتے ہوئے اس نے پوچھ تو لیا مگر دل ہی دل میں وہ ڈر رہی تھی کہ اس بے تکے سوال کے جواب میں ہادی سر اسے سنا ہی نا دیں۔۔۔

ہادی نے حیرت سے فون کان سے ہٹا کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

گویا فون میں ہنی کی تصویر ڈھونڈ رہا ہو۔۔۔

کیا ہوا ہنی آپ اس طرح کا سوال کیوں پوچھ رہی ہیں آل اوکے۔۔۔؟ فون دوبارہ کان سے لگاتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔۔۔۔

"سر اس وقت میں آپ کو تفصیل نہیں بتا سکتی پلیز آپ مجھے کوئی اچھا سا آئڈیا دے دیں مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی کہ میں کیا کروں۔۔۔" ہنی نے پریشان لہجے میں کہا۔۔۔

اس کی بات سن کر ہادی نے گہری سانس لی۔۔۔

"دیکھیں ہنی مجھے ان سب کا ایکسپیرنس تو نہیں ہے لیکن اتنا تو آپ بھی جانتی ہوں گی کہ لڑکے والے تب ہی انکار کرتے ہیں جب لڑکی میں کوئی کمی یا بُرائی ہو۔۔۔" ہادی نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"اُف میں نے یہ کیوں نہیں سوچا۔۔"

"واقع ہی میرے سارے سوالوں کے جواب ہادی سر کے پاس ہوتے ہیں۔۔۔"

ہنی دھیمی آواز میں بڑبڑائی۔۔۔۔لہجے سے خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔

"اوکے سر تھینکیو سو مچ۔۔۔لو یو۔۔۔"

ہنی بے اختیاری میں وہ کہہ گئی جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔

اکثر وہ بے اختیاری میں صنم اور دھنک سے ایسے الفاظ کہا کرتی تھی لیکن اس وقت وہ اپنی خوشی میں بھول ہی گئی تھی کہ وہ اپنے ٹیچر سے مخاطب ہے۔۔۔

ہادی جو فون کان سے لگائے پانی پینے میں مصروف تھا اس کے منہ سے پانی کا فوارہ نکلا۔۔۔

اوہ نو۔۔۔ہنی نے بے ساختہ ہاتھ سر پر مارتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کا دل شدت سے رونے کو چاہا۔۔۔۔

ہمیشہ ہی بے اختیاری میں وہ کچھ نا کچھ غلط کہ جاتی تھی۔۔۔۔۔

سوری سر۔۔۔۔

ساتھ ہی اس نے کھٹک سے فون بند کر دیا اور سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ہادی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔۔

بات سمجھ آنے پر پنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔۔ یہ لڑکی اسے پاگل کر کے چھوڑے گی۔۔۔۔۔۔

"ہائے بیڑا غرق ہو تم سب کو لڑکے والوں کیا کیا کروا رہے ہو مجھ معصوم سے۔۔۔۔"

ہنی نے رونی شکل بنا کر اپنا دکھ بیان کیا۔۔۔۔

****

صبح سے گھر میں چہل پہل مچی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

شفقت صاحب باہر سے مٹھائیاں اور نجانے کیا کیا لا رہے تھے۔۔۔۔۔

جبکہ شائستہ بیگم کچن میں مختلف قسم کے پکوان تیار کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔

عاشر بچارہ گھن چکر بنا ہوا تھا کبھی گھر کی صفائی کرواتا تو کبھی امی کی مدد میں لگ جاتا۔۔۔۔

ان سب میں ایک وہی تھی جو کمرے کے وسط میں رکھے بیڈ پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔

بہت ہی ضبط کے ساتھ اس نے شائستہ بیگم کو اس رشتے کے لیے ہاں کہا تھا۔۔۔

ورنہ اس کی رگ رگ میں شافع مراد کی محبت دوڑ رہی تھی۔۔۔ دل میں ایک اُمید بھی تھی کہ شاید وہ یہ سب ہونے سے روک لے۔۔۔ اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ اس کے نام کے ساتھ شافع مراد کی جگہ کسی اور مرد کا نام جُڑے۔۔۔

دروازے پر مسلسل دستک ہو رہی تھی۔۔۔۔

"ارے عاشر بیٹا دیکھو تو کون ہے دروازے پر۔۔۔" شائستہ بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔

"ہیں اتنی جلدی آ گئے مہمان۔۔۔" یہ شفقت صاحب کی آواز تھی۔۔۔

انہیں لگا کہ شاید دروازے پر مہمان ہوں گے۔۔۔

کون ہے عاشر۔۔۔۔؟

شائستہ بیگم نے کچن سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

لیکن پھر عاشر کے پیچھے ایک پیاری سی لڑکی کو دیکھ کر وہ اپنی حیرت چھپا نا سکیں۔۔۔۔

بلیک جینز پر گھٹنوں تک آتا ریڈ کرتا۔۔۔

براؤن بالوں کو پونی میں قید کیے ہوئے ریڈ دوپٹہ کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ جو کوئی تھی بلا کی خوبصورت اور ماڈرن تھی۔۔۔

شفقت صاحب بھی حیران نگاہوں سے اس اجنبی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اسلام علیکم انکل آنٹی۔۔۔۔

"میں دھنک کی دوست ہوں۔۔ اس نے بتایا تھا کہ آج اسے دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہیں تو میں نے سوچا میں دھنک کی ہیلپ کر دوں گی۔۔۔" سب کی سوالیہ نگاہیں خود پر محسوس کر کے اس نے اپنا تعارف کروایا۔۔۔۔

ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے شفقت صاحب کے آگے سر جھکا دیا۔۔۔۔

شفقت صاحب نے فوراً اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

جیتی رہو۔۔۔

ہنی فوراً آگے بڑھ کر شائستہ بیگم کے گلے لگ گئی۔۔۔

"کیسی ہیں آپ آنٹی دھنک آپ کی بہت تعریف کرتی ہے۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے ان سے حال احوال دریافت کیا۔۔۔۔

شفقت صاحب اور شائستہ بیگم کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔۔

ایک اجنبی اور ماڈرن لڑکی سے انہیں اس قدر تہذیب اور اپنائیت کی اُمید نہیں تھی۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہیں بیٹا تمہارا نام کیا ہے۔۔۔؟

شائستہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"آنٹی میرا نام ہنیہ ہے لیکن آپ مجھے ہنی بُلا سکتی ہیں۔۔۔ گھر پر سب مجھے یہی بُلاتے ہیں۔۔۔"

ہنی نے بتایا۔۔۔۔

"ہاہاہاہا۔۔ ٹھیک ہے بیٹا ہم بھی تمہیں ہنی ہی کہیں گے۔۔ تم دھنک سے ملنے آئی ہو نا۔۔ عاشر بیٹا اسے دھنک کا کمرہ دیکھا دو۔۔" شفقت صاحب نے کہتے ہوئے عاشر کو مخاطب کیا۔۔۔۔

"جی آئیں میں آپ کو آپی کا کمرہ دیکھا دیتا ہوں۔۔۔" کہتے ہوئے عاشر آگے بڑھ گیا ہنی بھی اس کی تکلید میں چل دی۔۔۔۔

دھنک نے ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنسو رگڑے۔۔۔۔

"بس اب میں نہیں روؤں گی۔۔۔ جب اسے ہی میری کوئی فکر نہیں ہے تو میں کیوں اس کے لیے آنسو بہاؤں۔۔۔ میں بلا سے بھاڑ میں جائے۔۔ اسے فرصت ہی کہاں ہے اپنے کاموں سے جو وہ میرے لیے کچھ کرے۔۔۔" ہنی نے غصے سے کہا۔۔۔

دل میں بدگمانیاں ڈھیرا جمائے ہوئے تھیں۔۔۔۔

تبھی دھرم سے دروازہ کھلا اور ہنی میڈم کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔

دھنک نے اچھمبے سے اسے دیکھا۔۔۔

ہنی تم یہاں۔۔۔!

دھنک کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی تھی۔۔۔

"اوہ ہو ہو تو یہاں آنسو ہی ندیاں بہائی جا رہی ہیں۔۔۔۔" ہنی نے مصنوئی افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

دھنک نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔

تم یہاں کیوں آئی ہو۔۔۔؟

دھنک نے بے رُخی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"اوہ ہیلو یہ تم کس خوشی میں ناراضگی دیکھا رہی ہو ناراض تو مجھے ہونا چاہیے اتنے دنوں سے یونی نہیں آ رہی تھی تم اور وجہ بھی نہیں بتائی۔۔۔۔ پتہ ہے میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔" ہنی نے دھپ سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے شکوہ کیا۔۔۔۔

"ہنی میں بزی تھی اور پھر میں تمہے کیا بتاتی میں خود اتنی اپ سیٹ تھی کہ بس۔۔۔" دھنک نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔۔

"اچھا بس اب ہم یہ شکوے شکایتیں بعد کے لیے سمبھال کر رکھتے ہیں اور یہ رونا دھونا بھی بند کرو شاباش۔۔۔ابھی چلو تم چینج کر لو میں تمہے تیار کر دوں۔۔۔" ہنی نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے عجلت میں کہا۔۔۔۔

دھنک کا منہ کھل گیا۔۔۔

کیا کہا۔۔۔تم مجھے یہاں تیار کرنے آئی ہو۔۔۔؟ دھنک کے لہجے میں بے یقینی واضح تھی۔۔۔۔

"ظاہر ہے بھئی اب لڑکے والوں کے سامنے تمہے اس ملنگنی کے حولیے میں تو نہیں نا لے جا سکتی تھوڑا ہار سنگھار تو کرنا پڑے گا۔۔۔" ہنی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

دھنک کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔۔۔۔

دھنک نے پاس پڑا کشن اُٹھایا اور ہنی کو مارنے لگی۔۔۔

ہنی اس اچانک حملے سے بوکھلا گئی۔۔۔۔

"غدار۔۔۔بجائے میری مدد کرنے کے تم میرا ہار سنگھار کرو گی دفع ہو جاؤ۔۔۔بدتمیز۔۔۔میں ہی پاگل تھی جو سمجھی تمہے یہاں شافع نے بھیجا ہے۔۔۔اسے میری کیا فکر۔۔۔۔" دھنک کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔۔۔

"اے بس کرو۔۔۔بتاتی ہوں یار پہلے اس گولہ باری کو تو بند کرو تم۔۔۔" ہنی نے کوفت سے کشن سائڈ پر کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

دھنک مار مار کر جب تھک گئی تو سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔۔۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ شافع بھائی نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے۔۔۔ابھی تم یہ بحث چھوڑو اور جلدی سے ہار سنگھار سٹارٹ کرو۔۔۔۔" ہنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تمہے ہر بات مذاق لگتی ہے کیا ہنی۔۔۔ایک طرف میری ہیلپ کرنے آئی ہو اور دوسری طرف تم مجھے تیار کرنے کی باتیں کر رہی ہو۔۔۔تم چاہتی ہو میں تیار ہو کر وہاں جاؤں اور لڑکے والے ہاں کر دیں۔۔۔"

دھنک نے منہ بناتے ہوئے کوفت سے کہا۔۔۔

ہنی کا دل چاہا اپنا سر دیوار پر دے مارے۔۔۔

"اُف بیوقوف لڑکی میری بات سنو۔۔۔۔اگر ہم کوئی بہانہ بنا کر لڑکے والوں کے سامنے تمہے نا لائیں تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ تمہے ایک نظر دیکھ کر ہی انہوں نے پسند کر لیا تو ظاہر ہے اتنی آسانی سے تو جان نہیں چھوڑنے والے یہ لوگ۔۔۔تو اب کسی بھی صورت میں تمہے ان سے ملوانا تو پڑے گا نا۔۔اس لیے ٹائم ضائع مت کرو اور جیسے میں کہتی ہوں ویسے کرو۔۔۔" دھنک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

کرنے کیا والی ہو تم۔۔۔؟ ہنی کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔۔۔

تمہاری رخصتی۔۔۔۔ ہنی نے شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔

"دفع ہو جاؤ تم۔۔۔۔" دھنک سے کو کشن مار کر الماری کی جانب بڑھ گئی اور کپڑے نکال کر واشروم میں گھس گئی۔۔۔۔

پیچھے ہنی کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔۔۔

* *

* * * * * * * * * * * * *

ڈرائنگ روم میں سب افراد بیٹھے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔

شفقت صاحب اپنے پرانے دوست کے ساتھ سکول اور کالج کی باتیں یاد کر رہے تھے۔۔۔۔

شائستہ بیگم مہمانوں مسز صدیقی اور ان کے بیٹے ارسلان صدیقی سے باتوں میں مصروف تھیں۔۔۔۔۔

ارسلان ہر چیز کو ناگواری سے دیکھ رہا تھا کیونکہ جس ماحول میں اس نے پرورش پائی تھی وہاں پر ایک سے بڑھ کر ایک اور مہنگی چیزیں موجود ہوتیں اس کے روم کا فرنیچر میں خاصا مہنگا تھا۔۔۔ جبکہ یہاں تو ہر چیز سادہ سی تھی۔۔۔۔

کوئی ایک چیز بھی ایسی نا تھی جسے وہ سراہتا۔۔۔

ہاں اس سادہ سے گھر میں صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا تھا بہت ڈھونڈنے کے باوجود اسے ابھی تک ایسا کوئی کونہ نہیں مل سکا تھا جو گندا ہو۔۔۔۔

"ارے بھابی جی ہماری بیٹی کو تو بلائیں زرا۔۔۔" صدیقی صاحب کے لہجے میں دھنک کے لیے اپنائیت تھی۔۔۔۔

"جی جی میں ابھی بُلا کر لاتی ہوں۔۔۔۔"

شائستہ بیگم کہ کر باہر نکل گئیں۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ واپس کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔۔

ان کے ساتھ دھنک لوازمات سے بھری ٹرے اُٹھائے اندر آئی۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔

دھنک نے سلام کیا اور ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔۔۔۔

ارسلان نے ناگواری سے دھنک کو دیکھا۔۔۔۔

پنک فواک کے ساتھ وائٹ چوری دار پجامہ پہنے سر پر پنک حجاب کیا ہوا تھا اور بڑا سا سفید دوپٹہ سینے پر پھیلا رکھا تھا۔۔۔۔

بلاشبہ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

اس کے پیچھے ہی ہنی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

ہنی کو دیکھ کر ارسلان کی آنکھیں چمک اُٹھی۔۔۔اسے ایسی ماڈرن لڑکیاں ہی پسند تھیں۔۔۔۔

"یہ میری بیٹی دھنک اور یہ دھنک کی دوست ہے ہنی۔۔۔۔" شائستہ بیگم نے دونوں کا تعارف کروایا۔۔۔۔

"ادھر آؤ بیٹا یہاں ہمارے پاس بیٹھو۔۔۔۔"

مسز صدیقی کے کہنے پر دھنک مرے مرے قدم اُٹھاتی اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

جبکہ ہنی شائستہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

دھنک کو کوفت بھی ہورہی تھی کیونکہ ارسلان بالکل اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور مسلسل اسے ہی گھورے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

ارسلان کی نگاہوں میں موجود خود کے لیے تنقید اور ناگواری وہ واضح محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔

اسے شدت سے شافع کی یاد آرہی تھی۔۔۔۔

ہاں وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی بس عام سی شکل وصورت والی لڑکی تھی۔۔۔۔

لیکن شافع کی نگاہوں میں اس نے ہمیشہ اپنے لیے احترام اور محبت کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی بہت بدصورت لڑکی تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ تیکھے نقوش گلابی رنگت اور گنگھریالے بال اسے سب سے منفرد بناتے تھے۔۔۔۔۔

مگر آج کل کے اس ماڈرن زمانے میں اس کا پردہ کرنا لوگوں کو اس کی طرف متوجہ ہونے سے روکتا تھا۔۔۔۔۔

شافع کی بات زرا الگ تھی۔۔۔اس نے دھنک کو کبھی دوپٹے کے بغیر نہیں دیکھا تھا دھنک کی معصومیت اور پاکیزگی اسے دھنک سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتی۔۔۔۔۔

دھنک کا دل چاہ رہا تھا ابھی یہاں سے بھاگ جائے اور دنیا کے کسی بھی کونے سے شافع کو ڈھونڈ کر اس کے کندھے پر سر رکھ کر بے تحاشہ روئے۔۔۔۔۔

ارسلان دھنک پر سے نظریں ہٹا کر ہنی کا جائزہ لینے لگا جو ارد گرد سے بے نیاز فون میں بزی تھی۔۔۔۔۔

"بھائی صاحب ہمیں تو آپ کی بیٹی پسند ہے بس اب آپ بھی جلدی سے ہاں کر دیں تاکہ ہم اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے جانے کی تیاری کریں۔۔۔" دھنک سے کچھ سوالات کے بعد مسز صدیقی نے کہا۔۔۔۔۔

دھنک کی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔۔۔۔

ہنی نے اسے یقین دلایا تھا کہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو تمہاری قسمت میں جو ہوا تمہے وہی ملے گا۔۔۔۔

اسی لیے وہ مطمئن ہو کر یہاں آگئی تھی۔۔۔۔

مگر یہاں تو سب اس کی سوچ کے بر عکس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

مسز صدیقی کی بات سن کر شائستہ بیگم کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔۔۔۔۔

انہیں اپنی بیٹی پر فخر محسوس ہو رہا تھا کیونکہ اس نے چپ چاپ اس رشتے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی۔۔۔۔اور پھر اتنے اچھے رشتے روز روز تو نہیں آتے۔۔۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔۔ارسلان کی آواز کمرے میں گونجی۔۔۔۔۔

سب نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"مام اس سے پہلے کہ کچھ بھی فائنل ہو میں دھنک سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ "

ارسلان نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

دھنک نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

سب کی نگاہوں میں حیرت اور تجسس تھا۔۔۔۔

"جی جی بیٹا آپ کو جو بھی کہنا ہے بلا جھجک کہو۔۔۔۔" شفقت صاحب نے اجازت دی۔۔۔۔۔

دھنک آپ جب بھی کہی باہر جاتی ہیں تو کیا پہنتی اور اوڑھتی ہیں آئی مین عبایہ نقاب وغیرہ۔۔۔۔؟؟؟

ارسلان نے استفسار کیا۔۔۔۔۔

دھنک نے اچھنبے سے ارسلان کی جانب دیکھا۔۔۔۔

اسے اس سے ایسے سوال کی توقع نہین تھی۔۔۔۔

:جی میں عبایہ پہنتی ہوں اور نقاب کرتی ہوں۔۔۔" دھنک نے دھیمی آواز میں بتایا۔۔۔

"آئی ایم سوری دھنک لیکن مجھے بولڈ لڑکیاں پسند ہیں مجھے یہ عبایہ یہ نقاب یہ حجاب چادر یہ سب چونچلے نہیں پسند۔۔۔" ارسلان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

پورے کمرے میں سکوت چھا گیا۔۔۔۔

شفقت صاحب کے مسکراتے لب سکڑے اب وہاں مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔۔۔۔

"یہ بات میں آپ سے شادی کے بعد بھی کہہ سکتا تھا کیونکہ ظاہر ہے شادی کے بعد تو آپ کو میری مرضی سے ہی چلنا پڑے گا تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی آپ کا جو دل چاہتا ہے وہ کریں لیکن شادی کے بعد آپ کو یہ چادر نقاب وغیرہ چھوڑنے پڑے گیں۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہیں نا میری بات۔۔۔۔" ارسلان نے چبا چبا کر اپنی بات مکمل کی اور دھنک سے پوچھا۔۔۔۔

"آپ کا مطلب میں سمجھ نہیں سکی آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں کہ شادی کے بعد میں پردہ کرنا چھوڑ دوں۔۔۔ دیکھیں ظاہر ہے اپنے شوہر کے سامنے تو میں پردہ نہیں کروں گی لیکن آپ کے کزنز آپ کے دوست رشتہ داروں کے سامنے اور باہر جاتے وقت تو میں یہ سب پہنوں گی ہی نا۔۔" دھنک اب پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔

"دھنک میں بھی آپ کو یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آج کل کے زمانے میں یہ عبایہ اور یہ سب کون کرتا ہے آپ اپنی فرینڈ کی طرح ماڈرن بنیں۔۔۔ کل کو شادی کے بعد آپ میرے ساتھ پارٹیز وغیرہ میں بھی جائیں گی میرے دوستوں سے ملیں گیں تو وہ سب کیا سوچیں گے کہ آپ کس طرح کی تنگ نظر اور چھوٹی سوچ کی مالک ہیں یقین مانیں میرے سارے دوستوں کی بیویاں بہت بولڈ ہیں اور میرے ساتھ کافی فرینک بھی ہیں۔۔۔۔" ارسلان کے لہجے میں تلخی سی گھل گئی تھی۔۔۔۔

دھنک کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔۔۔

اب کی دفعہ شائستہ بیگم کو بھی اس کی بات سن کر غصہ آیا تھا۔۔۔

مسٹر صدیقی اور مسز صدیقی مسلسل اپنے بیٹے کو گھور رہے تھے اور چپ رہنے کا اشارہ کر رہے تھے۔۔۔

جبکہ ان سب کے برعکس ہنی مزے سے بیٹھی ہوئی سچویشن کا لطف لے رہی تھی جیسے وہ جانتی ہو اب آگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔

سب کچھ ویسا ہی ہو رہا تھا جیسا اس نے سوچا تھا۔۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ آپ کہنا چاہتے ہیں کہ میں بغیر کسی چادر یا دوپٹے کے آپ کے رشتے داروں اور دوستوں سے ملوں اور آپ کے ساتھ پارٹیز پر جاؤں بے حیا بن کر۔۔۔ سوری مسٹر ارسلان میں سب کچھ بننے کو تیار ہوں لیکن بے حیا نہیں آپ کی دوستوں کی بیویاں آپ سے فرینک ہوتی ہیں کیوں۔۔۔؟؟

کیا آپ کو نہیں پتہ کہ جو عورتیں کسی کے نکاح میں ہوں وہ دوسرے مرد پر حرام ہوتی ہیں ہمیشہ ان کے ساتھ ایک حد میں رہ کر بات کرنی چاہیے۔۔۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ میں بھی ان کی طرح آپ کے دوستوں کے سامنے فیشن کے نام پر چھوٹے اور چست کپڑے پہن کر ان سے ملوں اور بے حیائی کا مظاہرہ کروں۔۔۔ سوری مسٹر ارسلان آپ اتنے بے غیرت آپ ہوں گے مگر میں بے غیرت نہیں ہوں۔۔۔۔

اگر آپ کو مجھ سے شادی نہیں کرنی تو مت کیجیئے ڈھونڈ لیں اپنے لیے کوئی بولڈ اور بے حیا لڑکی۔۔۔۔ "

ارسلان کو اچھی خاصی سنا کر وہ باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

جبکہ ارسلان کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔۔۔۔

" معذرت خواہ ہوں بھائی صاحب لیکن اگر آپ کے بیٹے کو ماڈرن لڑکیاں پسند تھیں تو آپ کو میرے گھر نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔۔ آپ لوگ جا سکتے ہیں۔۔۔۔ " شفقت صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

" بھائی صاحب آپ کی بیٹی نے بھی کچھ زیادہ ہی نہیں کہہ دیا میرے بیٹے نے جو کہا اس میں حرج ہی کیا ہے آخر۔۔ آج کل کے زمانے میں تو یہ عام سی بات ہے۔۔۔۔ " مسز صدیقی نے غصے سے کہا۔۔۔

" واہ بہن جی واہ ہمیں نہیں پتہ تھا کہ بیٹے کے ساتھ ماں باپ بھی اتنے بے غیرت ہوں گے۔۔۔ ہماری بیٹی نے کچھ غلط نہیں کہا آپ کے صاحبزادے سے۔۔۔ بہتر ہو گا کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔۔۔ "

شائستہ بیگم کا پارہ ہائی ہوا تھا ان کی بات سن کر۔۔۔۔

صدیقی صاحب اور مسز صدیقی غصے سے سُرخ چہرہ لیے وہاں سے نکل گئے۔۔۔۔

سب کے جانے کے بعد ارسلان ہنی کے پاس آیا۔۔۔۔

ویسے مجھے آپ بہت پسند آئی ہیں اگر آپ کہیں تو میں آپ کے گھر رشتہ بھیجوں۔۔۔؟ارسلان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہنی نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر سنجیدگی سے ارسلان کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"مسٹر ارسلان صدیقی! آپ جیسے بے غیرت انسان سے تو میں بھی ناشادی کروں۔۔ دروازہ اُدھر ہے۔۔۔"

ہنی نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

اپنی توہین پر ارسلان کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔۔۔

وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

****

شافع آج جلدی گھر آ گیا تھا۔۔۔۔

بے چینی تھی کے بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں ہنی کچھ کر بھی سکی ہو گی یا نہیں۔۔۔۔

وہ شوز اُتار کر بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔

یونیفارم اُتارنے کی زحمت نہیں کی تھی اس نے۔۔۔۔۔

اگر دھنک کسی اور کی ہو گئی تو۔۔۔۔؟

اس سے آگے اس سے سوچا ہی نہیں گیا۔۔۔۔

"نہیں وہ صرف میری ہے میں اسے کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔" اس نے دل سے اُٹھتے ہوئے خدشات کو دباتے ہوئے اس نے خود کو تسلی دی۔۔۔

وہ یوں ہی بیڈ پر لیٹا ہوا تھا فون کی بیل پر چونکا۔۔۔۔۔۔

جیب سے فون نکالا اور بغیر نمبر دیکھے اٹینڈ کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔

لہجے میں بے زاری واضح تھی۔۔۔۔۔

شافع۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے دھنک کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

دھنک۔۔۔۔وہ وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔۔۔۔۔

شافع۔۔۔۔دھنک کہتے ہی بے تحاشہ رونے لگی۔۔۔۔

دھنک میری جان کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔؟

شافع نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔۔

آئی ایم سوری شافع۔۔۔۔

دھنک نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔

خدارا دھنک میرے صبر کو مت آزماؤ بتاؤ کیا ہوا ہے کہی لڑکے والوں نے ہاں۔۔۔؟

اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔۔۔۔

دل میں طرح طرح کے خدشات جنم لے رہے تھے اور دوسری طرف وہ دشمن جان مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔۔

"لڑکے والوں نے انکار کر دیا ہے وہ جا چکے ہیں۔۔۔" دھنک کی بات سن کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

اپنی رگ رگ میں اسے اطمینان اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

تو میری جان یہ تو خوشی کی بات ہے نا تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔؟ شافع نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

شافع آئی مس یو۔۔۔۔

دھنک نے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آئی مس یو ٹو میری جان۔۔۔ اور تم فکر مت کرو میں مام سے بات کر کے جلد ہی تمہارے گھر رشتہ بھیجتا ہوں۔۔۔۔" شافع نے سے تسلی دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اس سے اپنی خوشی چھپائی ہی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ ایک لمحے کے لیے تو اسے اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"شافع آئی لو یو سو مچ"۔۔۔۔۔۔ دھنک نے سسکیاں دباتے ہوئے کہا۔۔۔

"آئی لو یو ٹو اور اب بس کرو رونا اور کتنا روگی دھنک۔۔۔۔" شافع نے کہا۔۔۔۔

تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے نا شافع۔۔۔۔۔؟ دھنک نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔۔۔۔

"ہاں جانم نہیں چھوڑ کر جاؤں گا اب بس کرو یار مجھے بھی رُلاؤ گی کیا۔۔۔۔"

شافع اسے مسلسل چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"دیکھو زرا ایک دن کی دوری نہیں سہ سکی اور چلی تھی ساری زندگی کے لیے مجھ سے دور ہونے۔۔۔ اب اگر تم خود بھی مجھ سے دور جانا چاہو گی نا تب بھی میں تمہے خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔۔ تم صرف میری ہو گی یہ شافع مراد کا وعدہ ہے تم سے۔۔۔" شافع نے پُریقین لہجے میں کہا۔۔۔

"اچھا بس اب رونا نہیں ہے اور تم یقیناً رات کو نہیں سو سکی ہو گی اس لیے ابھی تم آرام کرو گڈ گرل۔۔۔"

شافع کی تاکید پر وہ فوراً سر ہلاتے ہوئے لیٹ گئی۔۔۔۔

تم کہی مت جانا پلیز۔۔۔۔ دھنک نے کسی خیال کے تحت کہا۔۔۔۔

"اوکے جانم تم سو جاؤ جب تک تم سو نہیں جاتی میں فون نہیں بند کروں گا اوکے پرنسس اور اب رونا نہیں۔۔۔۔" شافع نے کہا تو وہ مطمئن ہو کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔۔۔۔

جب شافع کو یقین ہو گیا کہ وہ سو چکی ہے تو اس نے فون بند کر دیا اور فریش ہونے چل دیا۔۔۔۔

* *

پورے گھر میں اس وقت گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

دھنک اپنے کمرے میں سو رہی تھی اور عاشر اپنے دوستوں کے ساتھ میچ کھیلنے گیا ہوا تھا۔۔۔۔

شائستہ بیگم اور شفقت صاحب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

دونوں کے درمیان گہری خاموشی تھی۔۔۔۔۔

دھنک کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔؟؟

اس گہری خاموشی کو شفقت صاحب کی آواز نے توڑا۔۔۔۔۔

"ذرا بہتر ہے۔۔ بخار ہے کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔۔ میڈیسن دے کر سُلا دیا ہے میں نے اسے۔۔۔۔" شائستہ بیگم نے تفصیل سے بتایا۔۔۔۔

"ہمم اچھا کیا۔۔۔" شفقت صاحب نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔

شائستہ بیگم نے گہری سانس خارج کی اور اپنے شوہر کی جانب دیکھا جن کا سر ندامت سے جھکا ہوا تھا۔۔۔

"عاشر کے ابو! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔۔۔ ہمارے چاہنے یا نا چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔ ہوتا وہی ہے جو قسمت کو منظور ہوتا ہے۔۔۔ اور وہ لڑکا ہماری بیٹی کے لائق تھا ہی نہیں۔۔۔"

شائستہ بیگم نے اپنے شوہر کی پریشانی کم کرنے کے لیے انہیں تسلی دی۔۔۔

"ہوں سہی کہتی ہو تم بیگم۔۔۔ مگر میں ساری زندگی اپنی بیٹی سے نظریں نہیں ملا سکوں گا۔۔۔ آخر میرے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے وہ اس حال کو پہنچی ہے۔۔۔" شفقت صاحب نے نم آنکھوں سے کہا۔۔۔

:خود کو کیوں قصوروار ٹھہرا رہے ہیں آپ۔۔۔ ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد کے لیے غلط نہیں سوچتے۔۔۔"

شائستہ بیگم نے خفا لہجے میں کہا۔۔۔

:ہاں بیگم۔۔۔ میں نے تو یہی سوچا تھا کہ صدیقی میرا پرانا دوست ہے۔۔۔ سگے باپ سے بھی بڑھ کر خیال رکھے گا میری بچی کا۔۔۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ اس کا بیٹا ایسی سوچ کا مالک ہے۔۔۔ بالکل ٹھیک کیا دھنک نے جو اسے کھڑی کھڑی سنا دیں۔۔۔ وہ تھا ہی اسی قابل۔۔۔"

شفقت صاحب نے نے کہا۔۔۔

لہجے سے ارسلان کے لیے نفرت جھلک رہی تھی۔۔۔

"چھوڑے نا آپ۔۔ کیوں بار بار ان لوگوں کے بارے میں سوچ کر خود کو تکلیف دیتے ہیں۔۔۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ وقت سے پہلے ہی اللہ نے ہمیں ان کا اصلی چہرہ دیکھا دیا۔۔۔ ورنہ ہم تو اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی بیٹی کو اس جہنم میں دھکیل دیتے۔۔۔ اب ہم آگے دھنک کے لیے دیکھ بھال کے بعد سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں گے۔۔۔"شائستہ بیگم کی بات سن کر شفقت صاحب نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔۔

"اچھا تم جا کر زرا دیکھو دھنک اُٹھ گئی ہے۔۔۔ اگر وہ جاگ رہی ہے تو اسے کچھ کھلا دینا۔۔۔ میں زرا مارکیٹ سے کچھ سامان لے آؤں۔۔۔" شفقت صاحب انہیں تاکید کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔۔

شائستہ بیگم گہری سانس بھرتے ہوئے اُٹھیں اور دھنک کے لیے سوپ بنانے کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

* *

اس واقع کے دوسرے دن مسز صدیقی کی آمد ہوئی تھی ان کے گھر۔۔۔ مسز صدیقی نے خوب شور مچایا تھا اور نجانے دھنک کو کیا کیا کہ ڈالا تھا۔۔۔ بقول ان کے دھنک نے ان کے بیٹے کی انسلٹ کی تھی اور وہ اپنے بیٹے کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

دھنک اس دن بے تحاشہ روئی تھی۔۔۔ رو رو کے اس نے اپنی آنکھیں سُجا لیں تھیں۔۔۔ ارسلان کے انکار کا دکھ نہیں تھا اسے لیکن اس کے اور اس کے والدین کی باتوں نے اسے تکلیف دی تھی۔۔۔ اس کے عبایے کو تمبو کہا گیا اور اسے پینڈو۔۔۔ حالانکہ اسلام میں عورت کو پردے کی تلقین کی گئی ہے۔۔۔ وہ کیسے برداشت

کرتی یہ سب۔۔۔بے تحاشہ رونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ دھنک کو تیز بخار نے آگھیرا۔۔دو دن سے وہ بخار میں تپ رہی تھی۔۔۔ہنی کا اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا کیونکہ ہنی اسی دن سے پڑھائی میں بزی ہو چکی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی کہ دھنک کو ان سب سے نکلنے میں وقت لگے گا۔۔۔اور وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ دھنک بخار میں مبتلا ہے ورنہ اس کا حال احوال ضرور دریافت کرتی۔۔۔ادھر شافع کئی دنوں سے کافی پریشان تھا ایک تو اس کو ایک نیا کیس سونپا گیا تھا جس کے بارے میں تحقیق کے باوجود وہ ابھی تک کچھ بھی پتہ نہیں لگا سکا تھا۔۔دوسرا دھنک سے اس کا رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا اس نے کئی دفعہ دھنک کو کال کی مگر دھنک کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔اس نے ہنی سے اس معاملے میں بات کرنی چاہی تب بھی ناکام رہا کیونکہ ہنی آج کل اپنے ایگزامز کی تیاری میں بزی تھی اور اس دن کے بعد نجانے اسے کیا ہو گیا تھا ناٹھیک سے کھاتی نا پیتی۔۔۔ہر وقت نجانے کہاں کھوئی رہتی کسی کی بھی بات توجہ سے نا سنتی۔۔۔ہر وقت بے ڈھنگے سے لباس میں گھومتی۔۔۔حالانکہ وہ اس قدر اپنے پہننے اوڑھنے کا خیال رکھتی تھی ہر وقت تیار رہتی تھی۔۔۔لیکن اب کئی کئی دن ایک ہی لباس پہنے رکھتی نا یونی جاتی نا ہی کئی اور بس اپنے کمرے میں بند رہتی۔۔۔شافع نے اس سے کئی دفعہ بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے موقع ہی نا مل سکا۔۔۔شافع اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

ادھر مسز مراد ہنی کے ایگزامز ختم ہونے کے انتظار میں تھیں۔۔۔وہ جلد از جلد ہنی کی منگنی روحاب سے کر دینا چاہتی تھیں۔۔۔ہنی کا روحاب کے ساتھ رویہ انہوں نے دیکھا تھا مگر ان کے حساب سے روحاب سے اچھا

رشتہ ہنی کو نہیں مل سکتا کیونکہ وہ اس کا چچازاد بھائی تھا اور اپنوں سے بڑھ کر کوئی ہوتا ہے کیا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ کبھی کبھی اپنے ہی آستین کا سانپ نکلتے ہیں۔۔۔۔

****

****

پورا کمرہ تاریخی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کمرے کے وسط میں رکھے جہازی سائز بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے فرش پر بیٹھا ایک وجود سسکیاں بھر رہا تھا۔۔۔۔

وہ ہنیہ مراد تھی۔۔۔ آج تک اپنے کسی بھی عمل سے اسے شرمندگی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کالج لائف میں بھی اس نے ہر طرح کا فیشن کیا تھا۔۔۔۔

ہر جنگ کو وہ ہمیشہ فتح کرتی ہوئی آئی تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ بھول رہی تھی کہ انسان ساری دنیا سے لڑ سکتا ہے مگر خود سے نہیں۔۔۔۔

اس نے ہمیشہ اپنے لیے لوگوں کی آنکھوں میں ستائش دیکھی تھی۔۔۔۔ دھنک نے اسے کئی دفعہ سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے آج تک کبھی بھی کسی کی باتوں پر کان نہیں دھرے تھے۔۔۔۔ وہ بس بس اپنی ہی

دنیا میں مگن رہتی تھی۔۔۔ اسے خود سے فرصت ہوتی تب وہ کسی دوسرے کی بات سنتی یا سمجھتی نا۔۔۔ مگر اب کی دفعہ وہ بُری طرح ٹوٹ چکی تھی۔۔۔ اسے اپنی ذات بکھری بکھری سی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ اب بھی اسی طرح اپنی دنیا میں مگن رہتی اگر اس دن دھنک کے الفاظوں نے اس کی روح کو جھنجھوڑا نا ہوتا۔۔۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی گہرے خواب سے جاگ گئی ہے۔۔۔

اس واقع نے ہنی کے دماغ پر گہرا اثر ڈالا تھا۔۔۔

اس دن ارسلان نے تنقیدی نگاہ سے دھنک کا جائزہ لیا تھا۔۔۔ لیکن اس کی نگاہوں میں حوس نا تھی۔۔۔ اور ہوتی بھی کیسے دھنک نے اپنے وجود کو اچھی طرح سے ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔

مگر ہنی۔۔۔ ہنی اپنے لیے اس کی نظروں میں حوس دیکھ سکتی تھی اس کے لہجے میں خباثت محسوس کر سکتی۔۔۔۔

دھنک نے کہا تھا کہ وہ اپنا لباس چھوڑ کر تنگ لباس نہیں پہنے گی۔۔۔ وہ کسی صورت بے حیا نہیں کہلائے گی۔۔۔۔

تب ہنی نے سب کچھ نظر انداز کیا تھا۔۔۔ مگر گھر آ کر جب اس کی نگاہ اپنے لباس پر پڑی تب دھنک کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی مانند اس کے سر پر برسے تھے۔۔۔

تو کیا وہ بے حیا تھی۔۔۔؟

لیکن اس نے تو کبھی بھی اپنا جسم کسی کو دیکھانے کی غرض سے ایسے لباس نہیں پہنے تھے۔۔۔وہ تو یہ سب صرف فیشن کی وجہ سے کرتی تھی۔۔۔

اس کی نیت تو بالکل صاف تھی۔۔۔۔

لیکن کیا نیت صاف ہونے سے روح پر لگے داغ بھی صاف ہو جائیں گے۔۔۔؟

کیا نیت صاف ہونے سے وہ بے حیا نہیں کہلائے گی۔۔۔؟

ہاں وہ بے حیا تھی۔۔۔اسلام میں پردے کی تلقین کی گئی ہے مگر اس نے کبھی پردہ نہیں کیا۔۔۔

اس دن ارسلان اس کے حسن کو دیکھ کر بہک گیا۔۔اس میں ارسلان کی غلطی تھی۔۔۔؟

روحاب ہمیشہ اس کے وجود کو حاصل کرنے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔۔۔تو کیا اس میں بھی روحاب کی غلطی ہے۔۔۔؟

نہیں۔۔۔ان سب میں اس کی اپنی غلطی ہے۔۔۔

جب عورت اپنے جسم کو ڈھانپتی نہیں ہے نا اور ننگے سر یا بغیر دوپٹے کے چست لباس میں مردوں کے سامنے گھومتی ہے نا۔۔۔تب مرد انہیں دیکھ کر بہک جاتے ہیں۔۔۔گمراہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ مگر اس میں غلطی مردوں کی نہیں عورت کی ہوتی ہے۔۔۔عورت مردوں کو گمراہ کرنے کی وجہ بنتی ہے۔۔۔۔

اور ہمارے پیارے نبیؐ نے ایسی عورتیں جو مردوں کو گمراہ کرتی ہیں ان کے لیے لعنت فرمائی ہے۔۔۔۔

اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔۔۔۔

اور لائٹ آن کر کے تیزی سے وارڈروب کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

وہاں سے اس نے اپنی ساری جینز، شرٹس، سلویس ڈریس نکال کر بیڈ پر پھینکے۔۔۔۔۔۔

اچانک اس کی نظر دوسری سائڈ پر ہینگ ہوئے کپروں پر پڑی۔۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔۔۔۔

وہاں پیارے پیارے فراکس، قمیض شلوار، دوپٹے، چادریں اور حجاب موجود تھے۔۔۔۔۔

وہ جب بھی دھنک کو لے کر شاپنگ کے لیے جاتی تھی دھنک اس کے لیے ایسے سوٹ خرید لیتی۔۔۔۔

ہنی ایک دفعہ یہ ڈریس پہن کر اسے دیکھا دیتی اور پھر وارڈروب میں رکھ دیتی مگر پہنتی نہیں تھی۔۔۔۔

اس نے وہاں سے ایک سفید رنگ کا سادہ سا سوٹ نکالا اور چینج کرنے چل دی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ نکھری نکھری سی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

گیلے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

اور سفید سوٹ اس کے گلابی رنگ پر بے حد پیارا لگ رہا تھا۔۔۔۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی تنگ گلی سے نکل کر کھلی فضا میں آگئی ہو۔۔۔وہ خود کو بالکل ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے تھوڑے سے بال ہاتھوں میں لے کر تاسف سے انہیں دیکھا۔۔۔۔

نامحرموں کو دیکھا دیکھا کر اس کے بالوں میں سے چمک اور رونق ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

دور کہی آذان کی آواز سے وہ چونکی۔۔۔۔

اس نے آج تک کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔۔۔

گہری سانس لے کر وہ وضو کرنے چل دی۔۔۔۔

* *

رات کے وقت وہ سنسان سڑک کے کنارے تنہا چل رہی تھی۔۔۔۔ویسے تو وہ ٹائم پر گھر کے لیے نکل جاتی تھی مگر آج کام کرتے کرتے اسے وقت کا پتہ ہی نا چل سکا۔۔۔۔

کچھ ہی فاصلے پر اس کا محلہ شروع ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹیکسی کے ذریعے جانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔۔

"آئے ہائے کیا مست پیس ہے باس۔۔۔ "

وہ جو اپنی ہی دھن میں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی چل رہی تھی رُک گئی۔۔۔۔

کچھ فاصلے پر کھڑے ہٹے کٹے آوارہ غنڈے اسے للچاتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اندھیرے میں بھی وہ ان سب کو پہچان سکتی تھی۔۔۔۔وہ سب اکثر یہی پائے جاتے تھے محلے کی سب ہی لڑکیاں ان سے تنگ تھیں۔۔۔۔ان میں ایک اس کی محلے کی عورت بشیرا کا بیٹا بھی تھا۔۔۔۔۔۔

انہیں میں سے ایک نے اس پر جملہ کسا تھا۔۔۔۔

صنم نے انہیں نظر انداز کر کے یہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔۔

اور اپنے قدموں کی رفتار بڑھا دی۔۔۔۔۔

تبھی ان میں سے ایک اس کے سامنے آ گیا۔۔۔۔

صنم کو مجبوراً اپنے قدم روکنے پڑے۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو جان من۔۔۔۔؟ سامنے والی نے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیتے ہوئے خباثت سے پوچھا۔۔۔۔۔

"تم سے مطلب ہٹو میرے راستے سے۔۔۔۔"

صنم نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔۔

"ہمارے سارے راستے تو تم سے شروع ہو کر تمہی پر ختم ہوتے ہیں جانم۔۔۔۔زرا اپنے چہرے سے یہ چادر ہٹا کر ہمیں بھی اس حسین مکھڑے کا دیدار کروا دو۔۔۔۔"

کہتے ہوئے وہ صنم کے اور قریب ہونے لگا۔۔۔

"اوئے شیرا! خوامخواہ کے نخرے دیکھا رہی ہے سالی خود ہی چاند پر سے پردہ ہٹا دے۔۔۔۔" شیرا کے پیچھے کھڑے ایک غنڈے نے کہا تھا۔۔۔۔

شیرا نے ہنستے ہوئے قدم صنم کی طرف بڑھا دیئے۔۔۔۔

صنم کو اس سے کراہیت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

کھلا گریبان، گندی شرٹ اور منہ سے شراب کی بدبو آ رہی تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے کے شیرا اس کے منہ سے چادر ہٹاتا جس کا اس نے نقاب کر رکھا تھا۔۔۔

صنم نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اپنے گال پر ہاتھ رکھے صنم کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کمزور سی لڑکی سے اسے اتنی دلیری کی اُمید نہیں تھی۔۔۔۔

تبھی باقی سارے بھی کسی غصے سے اس کی طرف بڑھے تھے۔۔۔ اور اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔۔۔۔

"دیکھو میں کہ رہی ہوں مجھ سے دور رہو۔۔۔۔" صنم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔۔

ایک تو رات کا وقت تھا اور پھر یہ جگہ بھی سنسان تھی ساری دکانیں بھی بند ہو چکی تھیں۔۔۔ اور دور دور تک اسے کوئی گاڑی وغیرہ بھی نہیں دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

"یااللہ میری مدد کریں پلیز میری عزت کی حفاظت کرنا۔۔۔" بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے دعا کی تھی۔۔۔۔

شیرا نے آگے بڑھ کر اس کی چادر کھینچی۔۔۔

صنم کو اپنی روح فنا ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

تبھی کسی نے پیچھے سے شیرا کو اپنی طرف کھینچا اور پوری قوت سے ایک گھونسا شیرا کے منہ پر دے مارا۔۔۔

وہ جو آگے ہی نشے میں دھت تھا سامنے والے کا وار سہ نا سکا اور لڑکھڑاتا ہوا زمین پر اوندھے منہ گر گیا۔۔۔۔

باقی سب بھی شیرا کی حالت دیکھ کر گر گئے۔۔۔۔

صنم نے حیرت سے پہلے زمین پر گرے شیرا کی طرف دیکھا اور پھر سر اُٹھا کر سامنے والے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

سامنے والے کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔۔۔۔

ہاں وہ وہی تھا مائل حسن۔۔۔۔

مائل وہاں موجود باقی غنڈوں پر ٹوٹ پڑا۔۔۔۔

سب کو مار مار کر ان کے چہرے کا نقشہ بگاڑ دیا۔۔۔۔۔

صنم کو ہوش آیا تو وہ فوراً مائل کی طرف بڑھی۔۔۔۔

"مائل چھوڑو انہیں یہ مر جائیں گے مائل۔۔۔" وہ مائل کا بازو پکڑے اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

"اچھا تو یہ ہے تیرا عاشق جس کے ساتھ تو روز منہ کالا کرنے کے لیے جاتی ہے۔۔۔ "

ان میں سے ایک نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔۔۔

مائل کا تو دماغ ہی گھوم گیا اس کی بات سن کر۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر اسے گریبان سے پکڑا اور مارنا شروع کر دیا۔۔۔۔

"مائل میں کہتی ہوں چھوڑو انہیں پلیززز۔۔۔" صنم غصے سے چلائی۔۔۔

مائل نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔۔

وہ گرتا پڑتا وہاں سے بھاگ نکلا جبکہ باقی سب پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔۔۔

"پاگل ہو گئے ہو تم مائل اگر وہ مر جاتے تو تمہے جیل ہو سکتی تھی۔۔۔" صنم نے غصیلے لہجے میں اسے باور کروایا۔۔۔

"کیا کہا تم نے ابھی زرا پھر سے کہنا۔۔۔"

اس لڑائی میں مائل کو بھی خاصی چوٹیں آئی تھیں لیکن وہ اپنا درد بھول کر صنم کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

کیا؟ صنم نے نا سمجھی کے عالم میں پوچھا۔۔۔۔

"تم نے میرا نام لیا نا پھر سے لو۔۔۔ "

اتنی کریٹکل سچویشن میں بھی مائل کی شوخی عروج پر تھی۔۔۔۔

"میں اتنی دیر سے تمہارا نام ہی لے رہی تھی اگر تمہے ان سب کو مارنے سے فرصت ہوتی تب سنتے نا۔۔۔" صنم نے دھیمی آواز میں طنز کیا۔۔۔۔

"یقین مانو مجھے آج تک اپنا نام اتنا اچھا کبھی نہیں لگا جتنا تمہارے منہ سے سنتے ہوئے لگا۔۔۔" مائل نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

صنم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

"چلو میں تمہے گھر ڈراپ کر دیتا ہوں یہ نا ہو وہ لوگ پھر سے آ جائیں۔۔۔" مائل نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ہمم اوکے۔۔۔ صنم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

اب انکار کرنے کی تو کوئی وجہ ہی نہیں تھی کیونکہ رات بہت ہو چکی تھی اور آگے ہی اس سارے تماشے میں اس کا اتنا وقت ضائع ہو چکا تھا۔۔۔۔

"گاڑی تو میں لایا نہیں ہوں کیونکہ میں واک کرنے آیا تھا چلو پیدل ہی چلتے ہیں۔۔۔۔" مائل نے کہتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیئے۔۔۔

صنم بھی اپنی چادر سہی کرتے ہوئے اس کی تکلید میں چل دی۔۔۔۔

بائے داوے تم اتنی رات گئے میرے ایریا میں کس لیے واک کرنے آئے تھے۔۔۔؟

صنم نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"اُف ایک تو تم لڑکیاں نا کتنی شکی ہوتی ہو۔۔۔اپنے ایک دوست کے گھر آیا تھا میں یہی پاس میں رہتا ہے۔۔۔وہاں سے نکلنے کے بعد گھر جانے کا دل نہیں کیا تو یہی واک کرنے لگا۔۔۔ تبھی تم پر نظر پڑی تو یہاں آگیا۔۔۔۔" مائل نے صفائی سے جھوٹ بولا۔۔۔۔

جبکہ وہ آفس سے نکلنے کے بعد سے ہی صنم کا پیچھا کر رہا تھا تھوڑے پیچھے ہی اسے اپنا ایک دوست نظر آگیا تو اس کے ساتھ بات چیت شروع ہوگئی اور دوست کے واپس جانے کے بعد جب وہ تھوڑا آگے آیا تو اسے صنم کچھ آوارہ غنڈوں سے لڑتی ہوئی دیکھائی دی۔۔۔

اس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔۔۔رات کے اس پہر صنم اکیلی گھر جارہی تھی اور اس وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا اکیلی لڑکی کا اس وقت اکیلے جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔۔یہی سوچ کر وہ صنم کے پیچھے نکل گیا تھا۔۔۔۔

صنم نے کچھ نہیں کہا بس اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔۔۔۔

مائل کو شرارے سوجھی۔۔۔

"صنم تیری قسم ہو وو"

"صنم تیری قسم"

مائل دھیمی آواز میں گنگنانے لگا۔۔۔

"استغفر اللہ مائل باز آجاؤ تم۔۔۔" ہاتھ میں پکڑی فائل اسے مارتے ہوئے صنم نے وارن کیا تھا۔۔۔۔

"میں نے کیا کیا ہے یار صرف سانگ ہی تو گا رہا ہوں۔۔۔" مائل مصنوعی معصومیت سے بولا۔۔۔

گویا اس سے زیادہ معصوم کوئی ہو ہی نا۔۔۔

ویسے ایک بات پوچھوں۔۔۔؟

مائل کے پوچھنے پر صنم نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔۔۔

تم سب کے ساتھ ہی ایسا رویہ رکھتی ہو یا صرف مجھ سے بات کرتے ہوئے ہی مرچیں چباتی ہو۔۔۔؟ مائل نے خفگی سے استفسار کیا۔۔۔

"صرف تم سے کیونکہ سب میں اور تم میں فرق ہے۔۔۔" صنم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا اور سب میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔۔۔" مائل نے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے پوچھا۔۔۔

"سب کے پاس آنکھیں ہیں نا جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔۔۔" صنم نے بمشکل اپنا قہقہہ روکتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

مائل کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی اس نے خفگی سے صنم کو گھورا جبکہ صنم کو قہقہ بلند ہوا۔۔۔۔

مائل نے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

"ہاں نا تمہارے پاس آنکھیں نہیں ہیں تب ہی تو تم ہمیشہ مجھ سے ٹکراتے ہو۔۔۔۔"

صنم نے ہنستے ہوئے بتایا۔۔۔۔

مائل کا دل چاہا وہ یوں ہی ساری زندگی صنم کے ہمقدم چلتا رہے اور اس کو دیکھتا رہے نا کبھی راستہ ختم ہو نا ہی ان کی باتیں۔۔۔۔ نجانے کیا تھا اس لڑکی میں کیا کشش تھی جو وہ کھنچا چلا جاتا تھا۔۔۔۔

محلے میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر دیکھ کر صنم کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔۔

اس کے گھر کے پاس محلے کی عورتیں کھڑی ہوئی زہر اگل رہی تھیں اور الماس بیگم سر جھکائے کھڑی آنسو بہا رہی تھیں۔۔۔۔

"آیئے آیئے لاڈو رانی۔۔۔ میں پوچھتی ہوں کون ہے یہ جس کے ساتھ اتنی رات کو منہ کالا کر کے آ رہی ہو۔۔۔" ایک خاتون نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

صنم انہیں نظر انداز کرتے ہوئے مائل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

"اب آپ جاسکتے ہیں مائل اور بہت بہت شکریہ میری عزت بچانے کے لیے۔۔۔۔" صنم نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تاکہ باقی سب تک اس کی آواز باآسانی پہنچ جائے۔۔۔۔۔۔

الماس بیگم نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا اور متفکر نگاہوں سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔۔۔۔

مائل نے ایک نگاہ صنم کے چہرے پر ڈالی جس پر بلا کی کرختگی تھی اور الوادعی کلامات کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

صنم نے فضا میں گہری سانس خارج کی اور ان سب کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

"الماس بہن میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ لگام ڈال کر رکھو اپنی بیٹی کو۔۔۔۔ اتنی رات کو ایک جوان لڑکے کے ساتھ گھر آنے کا کیا مطلب ہوا بھلا۔۔۔۔

اوہ بی بی یہ شریفوں کا محلہ ہے یہاں یہ سب نہیں چلے گا سمجھی۔۔۔۔" ان میں سے ایک عورت بولی باقیوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔ صنم زور سے ہنسی۔۔۔۔

سب نے اچھمبے سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"یہ شریفوں کا محلہ ہے۔۔۔۔ واؤ۔۔۔۔ مجھے تو آج پتہ چل رہا ہے کہ یہ شریفوں کا محلہ ہے۔۔۔۔" صنم نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔

اے کیا مطلب ہے تیرا لڑکی۔۔۔؟ خالہ بشیرا نے غصے سے پوچھا۔۔۔

یہ شریفوں کا محلہ ہے۔۔۔ صنم غصے سے چیخی۔۔۔۔

الماس بیگم نے گھبرا کر صنم کی جانب دیکھا۔۔۔۔

"خالہ بشیرا آپ کا بیٹا وہاں آوارہ غنڈوں کے ساتھ شراب پی کر لڑکیوں کو رات کے اندھیرے میں چھیڑتا ہے ان پر جملے کستا ہے۔۔۔ وہ بھی تو اسی محلے کا ہے نا شریفوں کے محلے کا۔۔۔" صنم مدھم آواز میں غرائی۔۔۔۔

خالہ بشیرا شرمندہ سی منہ چھپانے لگیں۔۔۔

"سلطانہ خالہ! آپ کے بیٹے نے سرعام سب کے سامنے اپنی سوتیلی بہن کو زیادتی کا نشانہ بنا کر کون سا شریفوں والا کام کیا تھا ذرا بتائیں مجھے۔۔۔۔"

صنم اتنی اونچی آواز میں چلائی کے سب عورتیں سہم گئیں۔۔۔

اور رضیہ خالہ آپ۔۔۔!

اس نے کڑے تیور لیے رضیہ خالہ کو مخاطب کیا۔۔۔

"آپ کی بیٹی شادی سے پہلے ہی پریگننٹ ہوگئی تھی آپ نے چھپتے چھپاتے اس معصوم اور بے قصور بچے کو پیدا ہوئے ہی کوڑے میں پھینکوا دیا اور اسی رات کتے اس معصوم جان کو نوچ نوچ کر کھا گئے میں پوچھتی ہوں آپ اور آپ کی بیٹی نے معصوم جان کا قتل کر کے کون سا ثواب کمایا۔۔۔۔"

صنم بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔۔۔

محلے میں چہ مگویاں شروع ہو گئیں۔۔۔

رضیہ خاتوں فوراً منہ چھپا کر اپنے گھر کو بھاگ گئیں۔۔۔

آدھی رات کو تھکی ہاری کام کر کر کے جب میں گھر کو نکلی تو راستے میں ان آوارہ کتوں نے میرا راستہ روک کر میری عزت پامال کرنی چاہی۔۔۔اور ایک فرشتہ صفت انسان نے میری عزت بچائی اور مجھے گھر چھوڑ گیا۔۔۔تو میں بدکردار ہو گئی۔۔۔؟

بولیے چپ کیوں ہیں آپ سب۔۔۔؟

"دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے اپنے گریبانوں میں جھانک کر تو دیکھیں گندگی کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا آپ سب کو۔۔۔" صنم نے کہا تو وہاں موجود تب ہی عورتیں شرم سے پانی پانی ہو گئیں۔۔۔

چلیں امی۔۔۔!

ان سب کی خوب عزت افزائی کرنے کے بعد وہ الماس بیگم کو سہارا دیتے ہوئے اندر لے گئی۔۔۔۔

❊❊

آج ایک ہفتے بعد وہ یونی آئی تھی۔۔۔۔۔

گھبراہٹ سے اس کا بُرا حال تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آس پاس سے گزرتے سٹوڈنٹس اسے کچھ اس طرح سے دیکھ رہے تھے بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ گھور رہے تھے گویا وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی نئ مخلوق ہو جسے پہلے زمین پر کسی نے دیکھا ہی نا ہو۔۔۔۔۔

گھر سے نکلتے وقت اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے کوئی کچھ بھی کہے وہ اپنا ارادہ نہیں بدلے گی لیکن اب ان سب کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھ کر وہ بُری طرح کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔۔

کچھ سٹوڈنٹس تو اس کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے ارد گرد چہ مگوئیاں شروع ہوں گئیں تھیں۔۔

وہ ان سب کو نظر انداز کرتی ہوئی پر اعتماد چال چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔

وہ تیزی سے کاریڈور میں چل رہی تھی جب سامنے سے صنم آتی ہوئی دیکھائی تھی۔۔۔اس پر نظر پڑتے ہی وہ رک گئی۔۔۔۔

صنم حیران نگاہوں سے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔

پنک کلر کے گھیرے دار فراک کے نیچے پنک ہی کلر کا پٹیالہ پجامہ پہنے سر پر ہم رنگ حجاب اوڑھا ہوا تھا۔۔۔اس کا گلابی رنگ اس گلابی سوٹ میں دھمک رہا تھا۔۔۔وہ سچ مچ کی باربی ڈول لگ رہی تھی۔۔۔۔

ہیں ہنی یہ تم ہو۔۔۔۔؟؟

صنم حیران پریشان سی بولی۔۔۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ کہی میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ ہنی کچھ کہتی صنم نے یہ یقین دہانی کرنے کے لیے کہ یہ سچ ہے خواب نہیں اپنی آنکھیں بند کر کے اور ایک دفعہ پھر سے کھولیں۔۔۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں بازو پر چٹکی کاٹی۔۔۔۔

ہنی نے اس کی حرکت پر اسے گھوری سے نوازا۔۔۔۔

"یا میرے اللہ میں سچ میں کوئی خواب نہیں دیکھ رہی تم ہنی ہی ہو۔۔۔۔ "

صنم نے بے یقینی کی کیفیت میں کہا۔۔۔۔

ہنی نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بکس زور سے صنم کے سر پر دے ماریں۔۔۔۔

صنم کو دن میں تارے نظر آ گئے۔۔۔۔۔

اب آگیا یقین یا ایک اور دوز دوں تمہے۔۔۔۔؟

ہنی نے تپے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

"اے لڑکی! یہ میرا سر ہے کوئی تربوز نہیں جسے تم کتابیں مار مار کر پھاڑ رہی ہو اس لیے اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں کا استعمال کم کیا کرو ہائے میرا سر۔۔۔۔" صنم نے آدھ کھلی آنکھوں سے بمشکل اپنے سر کو تھامتے ہوئے سخت لہجے میں اسے وارن کیا۔۔۔۔

ہنی کا دل کیا یا اپنا سر دیوار میں دے مارے یا سامنے کھڑی اس آفت کا۔۔۔۔

"اُف صنم اب یہ تربوز کہاں سے آ گیا بیچ میں اور تربور کاٹتے ہیں چھری کے ساتھ اسے پھاڑتے نہیں ہیں۔۔۔۔" ہنی نے کوفت سے اس کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لے کہا۔۔۔۔

بس شروع ہو گیا تمہارا لیکچر۔۔۔؟

"ایک تو میرا سر پھاڑ دیا اوپر سے نان سٹاپ ٹرٹر لگائی ہوئی ہے ہائے میرا سر۔۔۔۔"

صنم ابھی تک اپنے سر کا رونا رو رہی تھی۔۔۔۔

"اوہ گاڈ صنم بس کر دو یار کیا ٹرٹر میں نے نہیں تم نے لگائی ہوئی ہے اب مجھے کیا پتہ تھا کہ تمہے بکس اتنے زور سے لگ جائیں گیں میں نے تو دھنک والا فارمولا یوز کیا تھا جو وہ شافع بھائی پر آزماتی ہے۔۔۔"

ہنی نے اسے سخت سست سناتے ہوئے آخر میں مزے سے بتایا۔۔۔۔

ہیں۔۔۔؟

صنم کی آنکھیں پھیل گئیں ہنی کی بات سن کر۔۔۔۔

دھنک شافع بھائی کو بکس بھی مارتی ہے۔۔۔؟

صنم نے آنکھیں گھما گھما کر معصومیت سے کچھ اس طرح سے پوچھا کہ ہنی سے اپنی ہنسی روکنا محال ہو گئی۔۔۔

"ہاں شافع بھائی جب بھی لیٹ آئیں نا یا پھر کوئی الٹی سیدھی حرکت کریں تو دھنک ڈھیر ساری کتابیں ان کے سر پر دے مارتی ہے یہ تو پھر دو تین کتابیں ہیں لیکن وہ کم سے کم دس بارہ کتابیں ہوتی ہیں وہ بھی اچھی خاصی موٹی کتابیں۔۔۔"

ہنی نے رازداری سے بتایا۔۔۔

صنم نے ہنی کو غصے سے گھورا۔۔۔

خدا کا خوف کرو ہنی شافع بھائی اور دھنک تو ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں پھر دھنک جو مرضی کرے شافع بھائی کو سیدھا کرنے کے لیے۔۔ میں تمہاری کون سی محبوبہ ہوں جو تم مجھ پر یہ طریقے آزما رہی ہو۔۔۔؟؟

صنم نے ایک آبرو اچکا کر استفسار کیا۔۔۔

"اوہ فو صنم تم نے مجھے کن باتوں میں لگا دیا ہے مجھے نوٹس دے دو یار میں کاپی کروا کر تمہے واپس کر دوں گی۔۔۔ پتہ نہیں اب اتنی چھٹیاں کرنے پر سر ہادی اور سر عمر سے مجھے کیا کیا سننے کو ملے گا۔۔"

ہنی نے رونی شکل بنا کر کہا۔۔۔

لہجے سے پریشان جھلک رہی تھی۔۔۔

"ہاں رکھ دیتی ہوں۔۔۔" صنم سر اثبات میں ہلاتی ہوئی اپنے بیگ میں سے نوٹس نکالنے لگی۔۔۔۔

"یہ لو بھئی آج ہی کاپی کروالینا۔۔۔ "

ہنی نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نوٹس لے لیے اور اپنی فائل میں لگا دیئے۔۔۔۔

ویسے ہنی تم اس ڈریس میں کتنی پیاری لگ رہی ہو یار یہ اچانک کیا ہوا جو تم نے اپنا آپ ہی بدل لیا۔۔۔؟

صنم نے تجسس سے مجبور ہو کر بلآخر پوچھ ہی لیا۔۔۔

"وہ سب میں تمہے بعد میں بتاؤں گی ابھی مجھے لیٹ ہو رہا ہے مجھے ہادی سر سے ملنا ہے ورنہ کیسے کور ہو گا سب کچھ آلریڈی سب سٹوڈینٹس سے پیچھے رہ گئی میں۔۔۔اور تم چلو میں تم سے کلاس میں ملتی ہوں کچھ دیر میں۔۔۔"

ہنی نے عجلت میں کہا۔۔۔۔

"ہاں ہادی سر بھی روز پوچھتے ہیں مجھ سے تمہارے بارے میں۔۔۔ "

صنم کی بات سن کر ہنی نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا پوچھتے ہیں میرے بارے میں۔۔۔؟

ہنی نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔

"یہی کہ ہنی کہاں ہیں، یونی کیوں نہیں آرہیں، کب آئے گیں بلا بلا۔۔۔" صنم نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

ہنی کی چہرے پر چھائی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔۔

"ہمم اچھا میں چلتی ہوں اب یہ نا ہو کلاس کے لیے لیٹ ہو جاؤں پھر۔۔۔۔ "

ہنی دھیمی آواز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

"ہاں جاؤ اور ہادی سر کو بتا دینا کہ تم انہے کتنا مس کر رہی تھی۔۔۔۔ "

ہنی کے بڑھتے قدم رک گئے۔۔۔

"اس نے پلٹ کر صنم کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔۔

دھنک سہی کہتی ہے آگ دونوں طرف برابر کی لگی ہوئی ہے۔۔۔۔ "

صنم نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"جہنم میں جاؤ۔۔۔۔ "

ہنی غصے سے سُرخ چہرہ لیے ہادی سر کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ صنم قہقہ لگاتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

* *

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے ڈور ناک کیا۔۔۔

مے آئی کمنگ سر۔۔۔؟

ہادی کا صفحے پلٹتا ہاتھ ساکت ہو گیا۔۔۔۔

اسے اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔۔۔۔

کیا جو اس نے سنا وہ سچ تھا یہ اسی دشمن کی آواز تھی یا اس کا خیال تھا۔۔۔

سر مے آئی کمنگ۔۔۔؟

ایک دفعہ پھر سے جھنجھلائی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

اس دفعہ آواز کے ساتھ ساتھ ہنی کا چہرہ بھی نمودار ہوا۔۔۔۔

نہیں یہ اس کا خواب نہیں تھا وہ دشمن جان سچ میں سامنے ہی تھی۔۔۔

یس کمنگ۔۔۔۔

بک ٹیبل پر رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ کر اس نے اپنی سیٹ سمبھالی۔۔۔۔

یہ سچ تھا کہ ہنی کو سامنے دیکھ کر اسے بے حد خوشی ہوئی تھی لیکن اتنے دن بغیر اطلاع دیئے وہ غائب رہی تھی تو سزا کے طور پر تھوڑی ناراضگی تو دیکھانی تھی نا۔۔۔۔

ہنی آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے قریب آگئی۔۔۔۔

ہادی کو خوشگوار حیرت ہوئی ہنی کو اس لباس میں دیکھ کر۔۔۔۔ لیکن وہ ظاہر کیے بنا سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

بیٹھیں۔۔

ہادی کے اجازت دیتے ہی وہ چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

مس ہنی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اتنے دنوں سے آپ کہاں غائب تھیں۔۔۔۔؟

ہادی نے اپنی مخصوص لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔

"سر میں گھر پر تھی۔۔۔۔" ہنی نے مختصر جواب دیا۔۔۔۔

ہوں تو آپ گھر پر کیوں تھیں۔۔۔۔؟

ہادی نے پوچھا۔۔۔۔

"سر ایکچوئلی میری طبیعت خراب تھی۔۔ "

ہنی نے بتایا۔۔۔۔

ہوں اور آپ کی طبیعت کیوں خراب تھی؟؟

ہادی نے ایک اور سوال داغا۔۔۔

ہیں۔۔۔؟

ہنی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔

وہ شخص اگر اسے مشکلات سے نکالنا جانتا تھا تو مشکلات میں ڈالنا بھی اچھی طرح سے جانتا تھا یقیناً۔۔۔

وہ اسے اس وقت سب سے مشکل کام ہادی سر کے عجیب سے سوالوں کا جواب دینا لگ رہا تھا۔۔۔۔

"سر میری طبیعت خراب تھی بخار تھا مجھے اس کے علاوہ گھر میں کچھ مسائل بھی تھے جن کی وجہ سے میں ڈسٹرب تھی سو نہیں آسکی یونیورسٹی۔۔۔"

اب وہ انہیں صاف صاف لفظوں میں تو سب کچھ بتانے سے رہی اس لیے ڈھکے چھپے الفاظوں میں بتا دیا۔۔۔

تو اس لیے آپ گھر پر تھیں۔۔۔؟

وہ اسے زچ کر رہا تھا اور وہ ہو رہی تھی۔۔۔

ہیں۔۔۔یہ آج ہادی سر کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟

ہنی دل میں سوچا۔۔۔

"سر جب انسان بیمار ہوتا ہے تب وہ گھر پر ہی آرام کرے گا نا آپ کے خیال سے وہ اور کہاں پر ہو گا۔۔۔"

ہنی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو بلآخر اس نے چڑ کر پوچھا۔۔۔

ہادی نے گہری سانس بھرتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

جی مس ہنیہ گھر پر ہی ہوتا ہے لیکن آپ کو کسی قسم کی کوئی اطلاع تو دینی چاہیے تھی آپ کی فرینڈز یہاں پڑھتی ہیں آپ انہیں بتا سکتی تھیں میرا نمبر ہے آپ کے پاس آپ مجھے بتا سکتی تھیں اگر یہ سب بھی نہیں تو کم سے کم اپنا نمبر تو آن کر سکتی تھیں نا آپ۔۔۔۔؟؟

ناچاہتے ہوئے بھی ہادی کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔۔۔

مس ہنیہ۔۔۔۔؟

ہنی نے تو اس کی پوری بات سنی ہی نہیں تھی اس کی سوئی تو ایک ہی لفظ پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

آج پہلی دفعہ ہادی نے اس کا نام لیا تھا جو اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ وہ ناراض ہے ہنی سے۔۔۔۔

"آئی ایم سوری سر۔۔۔ ایکچوئلی میں ذہنی طور پر تھوڑی ڈسٹرب تھی سو مجھے دھیان ہی نہیں گیا اس طرف ورنہ میں آپ کو کال کر کے بتا دیتی۔۔۔۔"

ہنی نم آنکھوں سے کسی مجرم کی طرح سر جھکائے مدھم آواز میں بولی۔۔۔۔

ہادی کو شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔

وہ کچھ زیادہ ہی تلخ ہو گیا تھا۔۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔۔؟

ہادی نے اپنائیت سے پوچھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے والی ناراضگی اب کہی نہیں تھی۔۔۔

"پہلے سے بہتر ہے سر۔۔۔۔۔ "

صنم نے بمشکل چہرے کے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

دیکھیں ہنی آپ کا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے باقی سٹوڈینٹس سے کافی پیچھے رہ گئی ہیں آپ سو اب آپ کیا کریں گیں۔۔۔؟

ہادی سیدھا مدعے پر آیا۔۔۔

"سر میں اسی سلسلے میں آپ سے ملنے آئی تھی میں چاہ رہی تھی کہ آپ مجھے وہ سب دوبارہ سمجھا دیں جو اتنے دن آپ نے سٹوڈینٹس کو سمجھایا۔۔۔ "

ہنی کی بات پر انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

"ٹھیک ہے ہنی آپ فری پیریڈ میں میرے پاس آجایئے گا میں آپ کو سمجھا دوں گا۔۔۔" ہادی نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے سر میں آجاؤں گی ابھی میں جاؤں میری کلاس ہے۔۔۔؟

ہنی نے اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"جی آپ جا سکتی ہیں۔۔۔۔ "

ہادی کہہ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔

ہنی اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

"بائی داوے مس ہنی آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں اس لباس میں جسٹ لائک ہے باربی ڈول۔۔۔۔"

ہادی کی بات سن کر اس کے بڑھتے قدم رک گئے۔۔۔۔

گویا کسی نے زنجیروں میں جکڑ لیے ہوں۔۔۔

اس نے حیرت سے پلٹ کر ہادی کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

ان کی نگاہوں میں کچھ تھا جو ہنی ان سے نظریں نہیں ملا سکی۔۔۔

تھینکیو سر۔۔۔۔

وہ کہہ کر تیزی سے بھاگنے کے انداز میں باہر نکل گئی۔۔۔۔

"ڈول"

اُنہوں۔۔۔۔"میری ڈول۔۔۔"

ہادی نے فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

* *

اسلام علیکم۔۔۔

سلام کرتے ہوئے وہ لاؤنج میں داخل ہوئی جہاں سامنے ہی صوفے پر مسز مراد براجمان تھیں۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔

وہ جو سلام کا جواب دے کر دوبارہ فائل پڑھنے لگیں تھی اسے دیکھ ٹھٹک گئیں۔۔۔

ہنی بیٹا یہ سب کیا ہے۔۔۔؟

انہوں نے حیرت سے ہنی کے بدلے بدلے روپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

آج صبح وہ ہنی کے اُٹھنے سے پہلے ہی آفس چلی گئیں تھیں لیکن اب اس کے لباس کو دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں۔۔۔

کیوں ممی میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔؟

ہنی نے اپنا جائزہ لیتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

مسز مراد کھل کر مسکرا دیں۔۔۔

"ارے نہیں تو میری ڈول بہت کیوٹ لگ رہی ہے بھئی لیکن اچانک آپ نے خود کو اتنا چینج کر لیا حیران ہونا تو بنتا ہے نا۔۔۔۔"

مسز مراد کی بات پر وہ بھی مسکرا دی۔۔۔۔

عالیہ بیگم خود جو چاہے پہنیں اوڑھیں لیکن اپنے بچوں کو انہوں نے کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی تھی۔۔۔ ہنی پہلے جو لباس پہنتی تھی انہیں اس لباس سے بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا اور اب جس لباس میں وہ ملبوس تھی انہیں اس لباس میں کچھ بھی قابل اعتراز نہیں دیکھائی دیا تھا۔۔۔

"ہنی بیٹے آپ زرا بیٹھنا میرے پاس مجھے آپ سے کچھ امپورٹینٹ بات کرنی ہے۔۔۔"

مسز مراد کی بات سن کر ہنی ان کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

"دیکھو بیٹا میں یہ نہیں کہتی کہ تم روحاب سے دوستی کر لو یا اس کے ساتھ بے تکلف ہو جاؤ۔۔۔ بیشک تم ایک لڑکی ہو اور وہ جیسا بھی ہے مگر ہے تو نا محرم ہی نا تمہارے لیے۔۔۔ لیکن بیٹا تم اپنا رویہ اس کے ساتھ تھوڑا درست کرو پلیز۔۔۔۔

وہ تمہارا کزن ہے اور تم سے بڑا بھی ہے۔۔۔۔"

مسز مراد نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

"ممی پلیز۔۔۔ میں نے آج تک کبھی بھی روحاب بھائی سے بد تمیزی نہیں کی۔۔۔ وہ خود میرے ساتھ بہت فرینک ہونے کی کوشش کرتے ہیں جب بھی انہیں بھائی کہوں تو وہ فوراً مجھے ٹوک دیتے ہیں کہ بھائی نا کہو اب اس میں میری کیا غلطی ہے۔۔۔"

ہنی نے کسی طرح ماں کو قائل کرنا چاہا ورنہ دل تو بہت چاہ رہا تھا اس کا کہ روحاب کی پول کھول دے مگر ابھی اسے صحیح وقت کا انتظار کرنا تھا۔۔۔

"تو بھائی مت کہو لیکن اس کے ساتھ تم نے جس طرح کا رویہ اپنایا ہوا ہے یہ سہی نہیں ہے یہ تو اس کی اچھائی ہے کہ وہ ہمیشہ تمہاری بدتمیزیوں کو نظر انداز کر جاتا ہے لیکن بیٹا برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے آخر کب تک برداشت کرے گا وہ اس کی بھی تو کوئی عزت ہے کہ نہیں۔۔۔"

مسز مراد کے لہجے سے روحاب کے لیے محبت اور اپنائیت جھلک رہی تھی۔۔۔

ہنی نے اپنی ماں کو تاسف سے دیکھا۔۔۔

کتنی محبت کرتیں تھی وہ روحاب سے اور روحاب انہی کی بیٹی پر اپنی ناپاک نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ سمجھتی تھیں روحاب شاید ہنی کو پسند کرتا ہے اسی لیے اس کا اتنا خیال رکھتا ہے اس کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔ مسز مراد کا ارادہ تھا ہنی کے پیپرز کے بعد وہ سکندر صاحب سے ہنی اور روحاب کے رشتے کی بات کریں گیں۔۔۔ کیونکہ وہ سچ سے ناواقف تھیں۔۔۔

اور جب انہیں یہ معلوم ہوتا کہ روحاب لڑکیوں کی اسمگلنگ کا کاروبار کرتا ہے تب ان کے دل پر کیا گزرے گی کہ جس روحاب کو انہوں نے سگے بیٹے سے بڑھ کر سمجھا وہ اصل میں کیا ہے۔۔۔

"ممی ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے فلحال مجھے پیپرز کی تیاری کرنی ہے آلریڈی بہت کم وقت رہ گیا ہے۔۔۔"

ہنی نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔۔۔

مسز مراد نے گہری سانس فضا میں خارج کی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن تمہارے پیپرز کے بعد میں تم سے اس موضوع پر تفصیل سے بات کروں گی اور اس وقت میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گی۔۔۔"

مسز مراد نے بالآخر ہار مانتے ہوئے کہا۔۔۔

ہنی نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

"ٹھیک ہے ممی لیکن ابھی پلیز بہت زوروں کی بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔۔"

ہنی نے رونی شکل بنا کر کہا۔۔۔۔

"اچھا چلو تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں آج تمہاری پسند کے کوفتے بنے ہیں۔۔۔۔"

مسز مراد کی بات پر وہ خوشی سے نعرہ لگاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔

****

وہ یونی سے تھکی ہار گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔

الماس بیگم کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔۔۔

اسلام علیکم امی!

سلام کر کے وہ صحن میں موجود چارپائی پر گرنے سے کے انداز میں بیٹھ گئی۔۔۔

"وعلیکم السلام! آج جلدی آگئی تم۔۔۔"

الماس بیگم نے کچن کے دروازے سے سر باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"جی امی آج سر عمر نہیں آئے تھے نا لاسٹ پریڈ فری تھا اس لیے میں گھر چلی آئی۔۔۔"

صنم نے عام سے انداز میں بتایا۔۔۔

الماس بیگم سر ہلاتے ہوئے واپس اپنے سابقہ کام میں مصروف ہو گئیں۔۔۔

صنم پانی پینے کی غرض سے کچن میں چلی آئی۔۔۔

امی رضیہ خالہ آئی تھیں کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔؟

گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے اس نے سرسری سے انداز میں پوچھا۔۔۔

"ارے ہاں وہ میں نے رضیہ سے تمہارے لیے کوئی مناسب سا رشتہ ڈھونڈنے کو کہا تھا اسی سلسلے میں آئی تھی۔۔۔"

الماس بیگم نے بتایا۔۔۔

صنم کا گلاس منہ تک لے جاتا ہاتھ ایک پل کے لیے رُکا۔۔۔۔

اس نے الماس بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔

مگر ان کے چہرے کے تاثرات نارمل تھے۔۔۔۔

سر جھٹک کر اس نے گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔

"رضیہ بتا رہی تھی کہ اس کی نظر میں ایک بہت اچھا رشتہ ہے۔لڑکا انجینئر ہے ماں باپ کا اکلوتا ہے اچھے کھاتے پیتے لوگ ہیں شریف خاندان ہے۔۔۔اس لیے میں نے کل لڑکے والوں کو گھر بلانے کے لیے کہا ہے۔۔۔۔"

وہ جو پانی پی کر کچن سے باہر جا رہی تھی رُک گئی۔۔۔۔

اس نے پلٹ کر اچھمبے سے الماس بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔۔

امی۔۔۔!

اس نے احتجاج کرنا چاہا لیکن الماس بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔۔۔

"صنم میں مزید تاخیر کے حق میں بالکل نہیں ہوں۔دیکھا نہیں تھا تم نے اس دن کتنی باتیں بنا رہے تھے سب تمہارے کردار پر انگلیاں اُٹھا رہے تھے مجھ سے اور برداشت نہیں ہوتا بس میں جلد از جلد تمہارے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں بس۔۔۔۔"

الماس بیگم نے اٹل انداز میں کہا۔۔۔۔

"لیکن امی آپ کم از کم میرے پیپرز تک تو انتظار کر لیتیں لوگوں کی تو عادت ہے بولنا وہ تو کچھ بھی بولیں گے آپ انکی باتوں پر کیوں دھیان دیتی ہیں۔۔۔"

صنم نے الماس بیگم کو سمجھانا چاہا۔۔۔

"دیکھو صنم تم نہیں سمجھتی یہ سب تمہارے سر پر بس پڑھنے کا بھوت سوار ہے۔۔ دیکھو بیٹا عورت مرد کے سہارے کے بغیر ساری زندگی اکیلے نہیں گزار سکتی اور میں کون سا ابھی تمہاری شادی کر رہی ہوں ابھی صرف کل وہ لوگ دیکھنے آ رہے ہے۔۔۔ اور میری بات سمجھو پڑھے لکھے باشعور لوگ ہیں مجھے نہیں لگتا کہ شادی کے بعد انہیں تمہارے پڑھنے سے کوئی مسئلہ ہو گا تم پڑھنا اور اپنے شوہر کی اجازت سے نوکری بھی کرنا۔۔ لیکن فلحال تم پلیز میری بات مان جاؤ دیکھو میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے میں تمہے اس ظالم دنیا کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔۔۔"

الماس بیگم نے حقیقت پسندی سے اپنی بات مکمل کی۔۔۔

صنم نے خفگی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔

جس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔

ان کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ آج کوئی بہانہ سننے کے موڈ میں نہیں تھیں۔۔۔

"ٹھیک ہے امی جیسے آپ کی مرضی۔۔۔"

سنجیدگی سے کہہ کر بنا کچھ سنے وہ باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

الماس بیگم نے جو کچھ کیا یا کہا اس میں اسے کوئی بھی ایسی قابل اعتراز بات نظر نہیں آئی وہ ان کی بات سے متفق تھی۔۔۔

لیکن پھر بھی نجانے کیوں عجیب سے بے چینی تھی۔۔۔

ہاں کرتے وقت اس کے سامنے صرف ایک چہرے آیا تھا۔۔۔اور وہ چہرہ مائل حسن کا تھا۔۔۔

"کیا مصیبت ہے میں اس کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں۔۔۔امی ٹھیک کہہ رہی ہیں اور میں ہاں کر چکی ہوں۔۔۔"

کمرے میں اس کی جھنجھلائی ہوئی آواز گونجی۔۔۔

پھر بھی نجانے کیوں مائل کا مسکراتا چہرہ بار بار اس کے سامنے گھوم جاتا اور وہ پھر سے مائل کے خیالوں میں کھو جاتی۔۔۔۔

"اُف حد ہو گئی ہے۔۔۔"

وہ کوفت سے کہتی ہوئی فریش ہونے چل دی۔۔۔۔

* *

یہ منظر شہر سے دور فارم ہاؤس کا تھا۔۔۔۔

بے حد کشادہ اور خوبصورت گارڈن میں وہ تینوں موجود تھے۔۔۔۔

ہنی چیئر پر بیٹھی ہوئی ہاتھ میں فون لیے گیم کھیلنے میں مصروف تھے۔۔۔۔

لمحے بھر کو فون سے نظر ہٹا کر سامنے کا منظر دیکھ کر دلکشی سے مسکرا دیتی۔۔۔۔

مراد ولا میں مسز مراد کی غیر موجودگی میں وہ دھنک وہی موجود ہوتی لیکن ان کی موجودگی میں وہ ہنی اور شافع سے ملنے فارم ہاؤس آجاتی۔۔۔

"شافع! بس کر دو پلیز اور کتنا کھلاؤ گے مجھے۔ کیا ایک ہی دن میں کھلا کھلا کر موٹا کرنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔"

یہ آواز دھنک کی تھی جو شافع کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر بُرے بُرے منہ بنا رہی تھی۔۔۔

کچھ دن پہلے ہنی کو اچانک دھنک کا خیال آیا۔۔۔

اپنے مسائل میں وہ دھنک کو تو بھول ہی گئی تھی۔۔ اسی لیے وہ فوراً دھنک کے گھر جا پہنچی۔ وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ دھنک ایک ہفتے سے کافی بیمار ہے۔۔۔ لمحے بھر کی تاخیر کیے بغیر اس نے یہ خبر شافع کو دی تھی۔۔ وہ جو پہلے ہی اپنے مسائل کو لے کر پریشان تھا دھنک کی بیماری کی خبر سن کر مزید پریشان ہو گیا۔۔۔۔

اور آج شافع کے ہی حکم پر دھنک صبح سے فارم ہاؤس میں موجود تھی۔۔۔

"کوئی موٹی نہیں ہو رہی تم۔ شکل دیکھی ہے اپنی کتنی مرجھا سی گئی ہو۔ اور کچھ ہی دنوں میں کتنی کمزور ہو گئی ہو تم خبردار جو انکار کیا تو چپ کر کے کھاؤ۔۔۔۔"

دھنک کے مسلسل نا ختم ہونے والے نخرے دیکھ کر اس نے اسے بُری طرح جھڑکا۔۔۔

دھنک بُری سی شکل بنا کر اس کے ہاتھ سے دلیہ کھانے لگی۔۔۔۔

اس کے چہرے کہ زاویے دیکھ کر ہنی سے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گئی۔۔۔۔

"شافع خدا کا واسطہ ہے کھلانا ہی ہے تو کوئی ڈھنگ کا کھانا کھلاؤ نا یہ کیا کھچڑی اور دلیہ کھلائے جا رہے ہو قسم سے میں نے پھر کبھی تم سے ملنے نہیں آنا۔۔۔"

دھنک نے رونی شکل بنا کر کہا۔۔۔

جس پر ہنی اور شافع دونوں ہنس دیئے۔۔۔۔

"اے لڑکی! قدر کرو میرے معصوم بھائی کی جو اپنے کام کاج چھوڑ کر صبح سے تمہاری خدمتیں کرنے میں مصروف ہے۔۔۔"

ہنی نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

دھنک نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جس کا مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔

وہ ہنوز موبائل پر نظریں جمائے گیم کھیلنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

"اچھا تم اسے فنش کرو پھر میں اپنی جان کو اپنے ہاتھوں سے پاستا بنا کر کھلاؤں گا۔۔۔"

شافع کی بات سن کر دھنک کی آنکھوں میں چمک در آئی۔۔۔

سچی۔۔۔؟

اس نے تائید کے لیے شافع سے پوچھا۔۔۔

مچی۔۔۔

شافع نے مسکرا کر کہا۔۔۔

"اوکے پھر جلدی سے کھلاؤ۔۔۔"

دھنک بے تابی سے بولی۔۔۔

شافع نے چمچ بھر کر آگے کی جسے بنا کسی تاخیر کے دھنک نے منہ میں لے لیا۔۔۔

How romantic..

ہنی نے ان دونوں کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کمینٹ پاس کیا۔۔۔

"اپنا رنگ دیکھا کتنا پیلا پڑ گیا ہے اور رو رو کر پیاری پیاری آنکھوں کا کیا حال کر لیا ہے تم نے۔ ایسے کون کرتا ہے دھنک۔۔۔"

شافع خفگی سے گویا ہوا۔۔۔

سوری نا۔۔۔!

دھنک نے کان پکڑتے ہوئے معصومیت سے کہا جس پر شافع کھل کر مسکرا دیا۔۔۔

"ہنی جاؤ شاباش دھنک کے لیے جوس بنا کے لاؤ ۔۔۔ "

شافع کی بات پر جہاں ہنی نے حیرت سے سر اُٹھایا وہی دھنک کی آنکھیں بھی پھیل گئیں ۔۔۔

"بس کر دو شافع صبح سے چار دفعہ تم مجھے جوس پلا چکے ہو۔ اب تو دل بھر گیا میرا ۔۔۔"

دھنک نے بے زار لہجے میں کہا ۔۔۔

بھائی! کہیں تو گھر میں جوس کا ٹینک منگوا لوں ۔۔۔؟

ہنی نے طنزیہ لہجے میں پوچھا ۔۔۔

"اچھا جوس سے دل بھر گیا ہنی جاؤ سٹرابیری ملک شیک بلا لاؤ ۔۔۔"

شافع نے نیا حکم جاری کیا ۔۔۔

جسے سن کر دھنک تو مطمئن ہو گئی لیکن ہنی کا منہ حیرت سے کھل گیا ۔۔۔۔

"ہاں ہاں بس یہی کام رہ گئے میرے ۔۔ کبھی ان محترمہ کے رشتے تڑواؤں تو کبھی آپ کے ساتھ ان کی ملاقات کرواؤں اور کبھی ان کے لیے کھانے بناؤ کبھی جوس بناؤں ۔۔۔ بس ہنیہ مرادت انہیں کاموں کے لیے پیدا ہوئی ہو ۔۔"

ہنی پیر پٹکتی ہوئی اندر بڑھ گئی ۔۔۔

جبکہ شافع پھر سے بقول ہنی کے دھنک کی خدمتیں کرنے

میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔

❊ ❊

کئی دنوں بعد آج وہ یونی آیا تھا۔۔۔۔

یونیورسٹی میں ہادی کے علاوہ اس کے اور بھی بہت سے دوست تھے جن سے اکثر وہ ملنے کی غرض سے یہاں آیا کرتا تھا۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھا جب پیچھے سے ایک مانوس آواز نے اسے پکارا۔۔۔۔

خیر وہ اپنا وہم سمجھ کر پھر سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔

جب دوبارہ اسی مانوس آواز میں اسے پکارا گیا۔۔۔ اس دفعہ آواز پہلے کی نسبت قدرے اونچی تھی۔۔۔

اپنوں دوستوں کے اشارے پر وہ حیرت سے پلٹا۔۔۔۔

پیچھے کھڑی صنم کو دیکھ کر اسے ایک خوشگوار احساس نے گھیر لیا۔۔۔

آہ مائل! "مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔"

مائل بے پلٹ کر اپنے دوستوں کو دیکھا اور پھر ان سے ایکسکیوز کرتا ہوا صنم کو لے کر ایک سائیڈ پر آ گیا۔۔۔۔

واہ بھئی آج میری تیز چھری کو میری یاد کیسے آگئی۔۔۔؟؟

وہ شریر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

البتہ صنم کے چہرے پر سنجیدہ تاثرات جوں کے توں برقرار رہے۔۔۔۔

مائل! "ایکچوئلی میں تمہے انوائٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔"

صنم نے کچھ دیر کے توقف کے بعد کہا۔۔۔

صنم کی بات سن کر مائل متجسس ہوا۔۔۔

نیکسٹ منتھ میری شادی ہے یہ لیجئے میری شادی کا کارڈ۔۔۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ ششدر رہ گیا۔۔۔۔

اور شاک کی کیفیت میں اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھنے لگا جس میں اس کی شادی کا کارڈ تھا۔۔۔۔

ابھی تو ان کی محبت کا سہی سے آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ابھی تو وہ محبت کی پہلی سیڑھی چڑھنے جا رہا تھا۔۔۔ لیکن یہ کیا۔۔۔۔ راستہ شروع ہونے سے پہلے ہی منزل کسی اور نے پالی تھی۔۔۔۔۔سچ کہتے ہیں محبت کا دوسرا نام ہی جدائی ہے۔۔۔۔

نم آنکھوں سے ہاتھ بڑھا کر اس نے کارڈ لے لیا۔۔۔۔۔

کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو تلخ مسکراہٹ چھو گئی۔۔۔۔

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ہاتھ میں موجود شے اُس کی شادی کا کارڈ نہیں بلکہ اس کی موت کا پیغام ہے۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ محبوب کا بچھڑ جانا موت سے کم تھوڑی ہوتا ہے۔۔۔۔

تم آؤ گے نا۔۔؟

بہت مان سے سوال کیا گیا۔۔۔۔

اس نے فوراً اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو اندر دھکیلا۔۔۔۔

"ہاں ضرور آؤں گا"۔۔۔ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے اس نے یقین دلایا۔۔۔

بہت مشکل سے اسے اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکنا تھا۔۔۔

اور پھر بنا کچھ کہے وہ کارڈ لے کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

ابھی تو امتحان محبت شروع ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ محبت کے فرض بہت کڑے ہوتے ہیں۔۔۔

وہ وہاں تنہا کھڑی رہ گئی۔۔۔

مائل کی آنکھوں میں چھپی نمی سے وہ ناواقف تھوڑی تھی۔۔۔

خود اس کی آنکھیں بھی تو نم تھیں۔۔۔

مائل نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔

لیکن کچھ باتیں ان کہی ہوتی ہیں جو بن کہے سمجھ میں آجاتی ہیں۔۔۔

مائل کی آنکھوں میں بجھتے چراغ اسے صاف نظر آگئے تھے۔۔۔

اسے لگا تھا مائل کچھ تو کہے گا۔۔۔

شکوہ کرے گا یا اسے اپنی محبت کا یقین دلائے گا۔۔۔۔

لیکن مائل نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔اور شاید اس نے سب کہہ دیا تھا۔۔۔۔

وہ مرے مرے قدم اُٹھاتی ہوں ایک طرف بڑھ گئی۔۔۔جہاں درخت کے نیچے خالی بینچ پڑا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ چپ چاپ اس بینچ پر بیٹھ کر اپنی قسمت پر ماتم کرنے لگی۔۔۔۔

دو دن پہلے لڑکے والوں نے ہاں کہہ دی تھی۔۔۔۔

حیرت انگیز طور پر انہیں صنم کی جاب کرنے سے بھی کوئی اعتراز نہیں تھا۔۔۔صنم کی ساس تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔۔۔

بقول ان کے وہ خود بھی دو بیٹیوں کی ماں تھیں کل کو انہیں بھی رخصت کرنا ہے اس لیے وہ کسی قسم کی ڈیمانڈ کیے بغیر صنم کو اپنے گھر بہو نہیں بیٹی بنا کر لے جائیں گیں۔۔۔۔

الماس بیگم کا ارادہ تو ذرا دیر سے شادی کرنے کا تھا لیکن لڑکے کے ماں باپ کو بہت جلدی تھی اس لیے انہوں نے نا صرف شادی کی تاریخ طے کر دی تھی بلکے شادی کے کارڈ بھی سارے خاندان میں بٹ چکے تھے۔۔۔

اس نے نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور خالی خالی نظروں سے آسمان کو دیکھنے لگی۔۔۔

گویا شکوہ کر رہی ہو۔۔۔یا پھر آسمان میں کچھ تلاش کر رہی ہو۔۔۔؟؟

گہری سانس لیتے ہوئے وہ اُٹھ کر کلاس کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

****

کچھ دیر پہلے ملازم نے دروازہ کھولا تھا اور اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر خود نجانے کہاں چلا گیا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر تو انتظار کرتی رہی اور پھر بلآخر فیصلہ کرتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

بقول ملازم کے ہادی سر اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔۔۔

"بلا یہ بھی کوئی بات ہوئی مجھے یہاں بلا کر خود گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہے ہیں۔۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی ہادی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ اندر گھس گئی۔۔۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ تلاش کیا اور لائٹ جلائی۔۔۔

سامنے ہی وہ دشمن جاں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اپنے شاہی خواب گاہ میں براجمان تھا۔۔۔

کندھوں تک بلینکٹ اوڑھے وہ پیٹ کے بل الٹا لیٹا ہوا تھا۔۔۔

اف اب انہیں جگاؤں کیسے۔۔؟؟

دنیا میں نجانے کتنے مشکل کام ہوں گے لیکن اس وقت ہنیہ مراد کو یہی کام سب سے مشکل لگا۔۔۔

اس نے ہادی کا جائزہ لیا اور دلکشی سے مسکرادی۔۔۔

"ہاؤ کیوٹ۔۔۔"

وہ واقع ہی سوتے ہوئے کافی معصوم اور پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

بے اختیار اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔

"کیا کر رہی ہو ہنی وہ تمہارے لیے نامحرم ہے۔۔۔"

دل میں آئے خیالات کی سرزنش کرتے ہوئے اس نے سوچا۔۔

تبھی اس کی نظر سائڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ پر پڑی۔۔۔

"نہیں یہ غلط ہے بھلا اتنے کیوٹ بندے کو ٹھنڈا پانی ڈال کر اُٹھایا جائے نہیں بالکل نہیں۔۔۔"

اپنی سوچ کو بُری طرح جھٹکتے ہوئے اس نے اپنے فون میں الارم لگا کر ہادی کے سرہانے رکھ دیا۔۔۔

پانچ سیکنڈ گزرے اور ہادی ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔۔۔

جمائی روکتے ہوئے اس نے حیرت سے سامنے کھڑی آفت کو دیکھا۔۔۔

اس کی نیند میں خلل ڈالے جانے کے جرم میں وہ اب تک اسے کھڑی کھڑی سنا دیتا اگر وہ خوبصورت بلا اس کے

دل کی سرزمیں پر براجماں ناں ہوتی تو۔۔۔!!

ہنی یہ کیا طریقہ ہے کسی کو جگانے کا۔۔؟؟

ناچاہتے ہوئے بھی وہ شکوہ کر بیٹھا۔۔۔

وہ جو پہلے ہی تپی ہوئی تھی مزید تپ گئی۔۔۔

"سر! میں آپ کی سٹوڈینٹ ہوں بیوی نہیں جو آپ کے بالوں میں پیار سے ہاتھ چلاتے ہوئے پیشانی پر بوسہ

دے کر جگاتی۔۔۔"

بے اختیاری میں ہنی وہ کہہ گئی جو اسے شاید نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔

ہادی جو مزے سے اس کے خوبصورت چہرے کو نگاہوں کی پناہ میں لیے سراہ رہا تھا بُری طرح چونکا۔۔۔

اپنے لفظوں پر غور کرتے ہوئے وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔

"اوہ تیری۔۔۔"

"آہ سر آپ فریش ہو کر آجائیے گا۔۔۔۔"

کہ کر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

ہادی نفی میں سر ہلاتے ہوئے واشروم میں گھس گیا۔۔۔

"اس کا کچھ نہیں ہو سکتا"۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش فریش سا زینے اترتا ہوا دیکھائی دیا۔۔۔

کچھ دیر پہلے کی شرمندہ اب ہنی کے چہرے سے بالکل غائب ہو چکی تھی۔۔

وہ اب نارمل انداز میں نوٹ بک کر پچھ لکھنے میں مصروف تھی۔۔۔

ہادی کو اس کی یہ عادت کافی پسند تھی کہ وہ ہر بات کو پکڑ کر بیٹھی نہیں رہتی تھی جلد ہی خود کو کمپوز کر کے نارمل بیہیو کرتی تھی۔۔۔

ہنی آپ کی فرینڈز نہیں آئیں۔۔۔؟؟

وہ ہنی کے سامنے پڑی بک اُٹھا کر اس کے صفحے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

ہنی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

کیوں آپکو ان سے کوئی کام ہے۔۔؟؟

ہنی نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

"ہوں کچھ ایسا ہی سمجھ لیں۔۔۔۔"

ہادی اس کی نظروں سے محفوظ ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہنی نے ہادی کے ہاتھ سے بکس لے کر ایک طرف رکھی اور پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

کیا کام ہے آپ کو میری فرینڈز سے۔۔۔؟؟

ہادی نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

بے داغ پیشانی پر پڑے بل۔۔۔

خوبصورتی آنکھیں سکیڑے وہ سرخ چہرا لیے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

مائل نے تجسس سے اسے دیکھا۔۔۔۔

اتنا غصہ۔۔۔!!

چہرے پر اتنا تناؤ۔۔۔!!

کیا وہ جیلس ہو رہی تھی۔۔۔؟؟

لیکن کس سے۔۔۔۔؟؟

وہ الجھتی نگاہوں سے اس کے سرخ چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔

گہری سانس لے کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

"ہنی! مجھے لگتا ہے کہ مائل آپ کی دوست میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔"

واٹ۔۔۔؟؟

ہنی شاک کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"میں شیور نہیں ہوں لیکن جب سے اس نے آپ کی دوست صنم کی شادی کی خبر سنی ہے وہ کافی اپ سیٹ رہنے لگا ہے۔۔۔"

ہادی کی بات سن کر ہنی سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

: صنم اپنی شادی سے خوش نہیں ہے سر

دوسری لڑکیوں کی طرح اپنی شادی کی بات سن کر ناں اسکے چہرے پر کوئی حیا کے رنگ بکھرتے ہیں ناں کوئی خوشی جھلکتی ہے۔۔۔"

ہنی نے کچھ سوچتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

تو کیا اس کی وجہ مائل ہے۔۔۔؟؟

ہادی نے استفسار کیا۔۔۔

"شاید۔۔۔ شیور تو میں بھی نہیں"

ہنی نے بتایا۔۔۔

"تو پھر آپ کوشش کریں صنم کی دل کی بات جاننے کی۔۔۔"

ہادی کی بات سن کر ہنی نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

"کرتی ہوں کچھ۔۔۔"

* *

کہتے ہیں وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔۔۔

واقع ہی وقت بدلتے دیر تھوڑی لگتی ہے۔۔۔۔

وقت کیسے بدلتا ہے یہ کوئی صنم جہاں سے پوچھتا۔۔۔۔

جس کی دنیا صرف ایک دن میں پوری طرح سے بدل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

پیپرز کے بعد چند دن بعد اس کی شادی تھی۔۔۔

سب کچھ بالکل ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔۔

ہنی اور دھنک نے اس کے گھر میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔۔۔

الماس بیگم کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔۔

اس وقت شادی کی ساری تیاریاں چند روز میں کرنا ان کے لیے خاصا مشکل کام تھا۔۔۔

صنم کے پیپرز ہو چکے تھے وہ فری تھی لیکن وہ اپنی شادی کی کسی تیاری میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

اس نے بس خود کو ایک کمرے تک محدود کر لیا تھا۔۔۔

ایسے میں ہنی اور دھنک نے اپنا گھر بار چھوڑ کر صنم کے گھر آنا شروع کر دیا۔۔

اور اس کی شادی کی شاپنگ سے لے کر سارے چھوٹے بڑے کام سمبھال لیے۔۔۔

الماس بیگم تو انہیں دعائیں دیتی ناں تھکتیں۔۔۔

اس مشکل وقت میں کس طرح وہ دو نوب غیر لڑکیاں ان کے کام آ رہی تھیں۔۔۔

سچ کہتے ہیں "رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں "۔۔۔

بات وہاں سے بگڑی جب اچانک ایک دن صنم کی ساس نے صنم کی طرف سے جہیز میں فرنیچر کا مطالبہ کر دیا۔۔۔۔

اب الماس بیگم جن کا خود کا گھر تک نہیں تھا۔۔ گھر کا گزر بسر بھی بمشکل کیا کرتی تھیں وہ۔۔۔

بھلا وہ اتنا مہنگا فرنیچر کہاں سے لاتیں۔۔۔

انہوں نے ایک دو دفعہ مذحمت کرنے کی کوشش کی تو صنم کی ساس نے صاف صاف کہہ دیا۔۔۔

" دیکھیں بہن جی ہمارا ایک ہی ایک بیٹا ہے۔۔۔ یوں تو ہمارے گھر میں فرنیچر کی کوئی کمی نہیں لیکن ہم نے اپنے خاندان کی بہت سی خوبصورت لڑکیوں کو ٹھکرا کر آپ کی بیٹی کو چنا ہے۔۔۔ اب صنم کچھ تو ایسا لے کر آئے ناں جہیز میں کہ ہم بھی اپنے خاندان والوں کو کچھ کہہ سکیں۔۔۔"

یہ وہی ساس تھی جو صنم کی تعریفیں کرتی نہیں تھکتی تھیں۔۔۔۔

"آپ تو جانتی ہیں بہن ہم غریب لوگ ہیں جہیز کیسے افورڈ کر سکتے ہیں اتنا آپ ہماری مجبوری سمجھیں خدا کے لیے۔۔۔۔"

الماس بیگم نے ایک کوشش اور کرنی چاہی۔۔۔

"ہمیں کچھ نہیں پتہ آپ اور آپ کی مجبوریاں۔۔۔بیٹی کی شادی اونچے خاندان میں کرنی ہیں اور خود دینے کے لیے جہیز کے نام پر فرنیچر تک نہیں۔۔۔اگر ایسی ہی بات تھی تو آپ کوئی اپنی طرح کا خاندان ڈھونڈ لیتی ناں۔۔ بھئی صاف بات ہے شادی کرنی ہے تو ہماری ڈیمانڈ پوری کریں ورنہ ہمارے بیٹے کے لیے لڑکوں کی کمی تھوڑی ہے۔۔۔"

وہ ختمی لہجے میں کہتی ہوئی نکل گئیں۔۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا اچانک لڑکے والوں کی کایا کیسے پلٹ گئی۔۔۔

الماس بیگم تو صدمے میں چلی گئی۔۔۔

رضیہ خالہ سے ذکر کرنے پر پتہ چلا صنم کے ہونے والے شوہر کو ایک لڑکی کالج کے دنوں سے بہت پسند تھی۔۔۔

ماں باپ سے ذکر کیا تو ماں باپ نے کہا کہ ہم تو زبان دے چکے ہیں۔۔۔

خیر زبان کو چھوڑو لالچ آڑے آگیا۔۔۔

وہ لڑکی بہت رئیس باپ کی بیٹی ہے اور لڑکی کا باپ بھی راضی ہے۔۔۔

آخر وہ لڑکے والے تھے انکار کر بھی دیں تو کیا فرق پڑ جاتا۔۔ فرق کو لڑکی والوں کو پڑتا ہے۔۔۔ محلے والوں نے تو ابھی سے باتیں بنانا شروع کر دیں تھیں۔۔۔۔

صدمہ کچھ ایسا تھا کہ الماس بیگم بستر سے لگ گئیں۔۔۔۔

جہیز نہیں دیں گی تو شادی سے انکار کر دیں گے لڑکے والے۔۔۔

دھنک اور ہنی بھی اس سلسلے میں کافی پریشان تھیں۔۔۔ وہ روز یہی ہوتی تھیں تو ظاہر ہے وہ اس ساری بات سے ناواقف نہیں تھیں۔۔۔۔

ایک دن ہنی نے اپنے اکاؤنٹ سے نکال کر ایک لاکھ کا چیک الماس بیگم کو دے دیا۔۔۔

الماس بیگم ششدر رہ گئیں۔۔۔

"آنٹی میرے لیے بہن سے بڑھ کر ہے۔۔۔ ایک لاکھ جیسی رقم میرے لیے کچھ زیادہ معنی نہیں رکھتی۔۔ مجھے اچھا لگے گا اگر میں آپ لوگوں کے کام آسکوں تو۔۔۔"

الماس بیگم ناں ناں ہی کرتی رہ گئیں لیکن ہنی بھی اپنے نام کی ایک تھی چیک تھما کر ہی آرام سے بیٹھی آخر۔۔۔۔

ادھر دھنک نے اپنے پیرنٹس سے اس سلسلے میں بات کی تو دھنک کے ابو نے بارات کے لیے اپنی طرف سے میرج ہال بک کروالیا۔۔۔

الماس بیگم کو اپنی بیٹی پر رشک آرہا تھا جس کے اتنے چاہنے والے تھے۔۔۔۔

لیکن کیا فائدہ آخر۔۔۔

کہتے ہیں قسمت میں جو لکھا ہو وہ ہو کر رہتا ہے۔۔۔۔

الماس بیگم نے لڑکے والوں کو بتایا کہ جہیز کا انتظام ہو گیا ہے تو انہوں نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ ان کے بیٹے کو زیادہ اچھا رشتہ مل گیا ہے اب وہ کسی طور بھی اپنے بیٹے کی شادی صنم سے نہیں کرنا چاہتیں۔۔۔۔

کچھ لوگ خود غرض ہوتے ہیں یا شاید بہت لالچی۔۔۔۔

الماس بیگم کی تو مانو پوری دنیا ہی الٹ گئی۔۔۔۔

اس رات انہیں ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔۔۔

صنم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔۔

اس کی پوری دنیا اس کی ماں ہی تو تھیں۔۔۔انہیں اس حال میں دیکھنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔۔

****

رات کے اس وقت وہ سب ہسپتال کے کاریڈور میں کھڑے تھے۔۔۔۔

ہنی اور دھنک، صنم کو سمبھالنے میں مصروف تھیں۔۔۔

ہادی بلڈ وغیرہ کے لیے بھاگ دوڑ میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔

دھنک کے ابو بھی وہی موجود تھے۔۔۔۔

الماس بیگم کی حالت سمبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر بھی کچھ بتا نہیں رہے تھے۔۔۔۔

کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ آئی سی یو سے ڈاکٹر نمودار ہوئیں۔۔۔

ہادی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔۔۔

کیسی ہیں اب وہ ڈاکٹر۔۔۔؟؟

ہادی نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔۔

"پیشنٹ کی حالت بہت سیریس ہے وہ آپ کو بلا رہی ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر نے مختصر الفاظوں میں الماس بیگم کا بیغام اس تک پہنچایا۔۔۔۔

سب نے چونک کر اس طرف دیکھا۔۔۔۔

بھلا وہ ہادی کو کیوں بلا رہی تھیں۔۔۔؟؟

ہنی کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجی۔۔۔۔

ہادی کے پیچھے ہی وہ بھی اندر بڑھ گئی۔۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ دونوں آئی سی یو سے باہر آئے۔۔۔۔

صنم نے الجھن سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دھنک اور اس کے ابو کو دھیمے لہجے میں سارے حالات سے آگاہ کر رہے تھے۔۔۔۔

صنم نے حیرت سے ایک ایک کے چہرے کو دیکھا جہاں سکون اور اطمینان جھلک رہا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد دھنک اپنے ابو کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

وہ شاید اپنے گھر جا رہے تھے۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔؟؟

یہ صنم نہیں سمجھ سکی۔۔۔۔

ہادی نے فون کان سے لگا رکھا تھا۔۔۔

سوائے مائل کے نام کے وہ کچھ بھی صحیح سے سن نہیں سکی۔۔۔۔

مائل۔۔۔

صنم نے زیر لب دہرایا۔۔۔۔

بھلا وہ مائل کو کیوں بلا رہے تھے۔۔۔؟؟

ہنی نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اُٹھایا۔۔۔

وہ ایک نرس سے واشروم کا راستہ پوچھ رہی تھی۔۔۔

نرس کے اشارے پر وہ صنم کو لے کر اس طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

صنم کا دماغ جیسے ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا تھا کیوں ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

وہ بس کسی بے جان گڑیا کی طرح وہی کر رہی تھی جو اس سے کرنے کو کہا جا رہا تھا۔۔۔۔

سارا معاملہ اس تب سمجھ میں آیا جب اس نے ہادی کے ساتھ مولوی کو آتے دیکھا۔۔۔۔

دھنک کا لایا سرخ فراک جس پر سفید موتیوں کا کام ہوا تھا اس نے پہن لیا تھا۔۔۔۔

پھر دھنک نے اس کے چہرے پر سفید دوپٹہ ڈال کر زرا سا گھونگھٹ نکال دیا تھا۔۔۔۔

مولوی اس کے سامنے آ بیٹھا تھا۔۔۔

وہ اونچی آواز میں نکاح پڑھوانے لگا۔۔۔۔

اسے نہیں پتہ اس نے کس طرح قبول ہے کہا کس طرح سے سائن کیے۔۔۔

وہ بس ایک نام پر اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

مائل حسن۔۔۔۔

پھر اس نے ذہن میں دھنک کی کہی بات گونج گئی۔۔۔

"تم اللہ کی رضا کا خیال رکھو وہ تمہاری رضا کا خیال رکھے گا۔۔"

****

مائل اور صنم کا نکاح ہو چکا تھا۔۔۔ صنم تو جیسے خواب میں تھی۔۔۔

مائل سے نکاح کا خواب اس نے دیکھا ضرور تھا لیکن اس طرح کبھی نہیں۔۔۔

الماس بیگم کی طبیعت پہلے سے کچھ سنبھل گئی تھی لیکن ابھی بھی وہ پوری طرح سے خطرے سے باہر نہیں تھیں۔۔۔

صنم کو چپ سی لگ گئی تھی وہ ناں کچھ بولتی ناں کسی سے بات کرتی بس چپ چاپ بیٹھی رہتی۔۔۔

مائل کے والد حسن صاحب کو جب نکاح کی خبر موصول ہوئی تو وہ کافی ناراض ہوئے لیکن ہادی نے انہیں اس نکاح سے متعلق تفصلات سے آگاہ کر کے کافی حد تک مطمئن کر دیا۔۔۔

حسن صاحب کا حکم تھا کہ وہ دو دن بعد پاکستان آرہے ہیں اور یہاں آکر دھوم دھام سے بیٹے کی شادی کریں گے۔۔۔ اس بات سے باقی سب بھی کچھ حد تک متفق تھے کیونکہ اگلے چوبیس گھنٹے الماس بیگم کے لیے بہت اہم تھے اور فلحال سب کو انہی کی فکر تھی اور حسن صاحب دو دن بعد آنے والے تھے جبکہ شادی کی تیاریوں کو کم سے کم ایک ہفتہ تو لگ ہی جانا تھا۔۔۔

ہنی ابھی ابھی تھکی ہاری مراد ہاؤس کے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

سامنے ہی مسز مراد کو لاؤنج میں بے چینی سے ٹہلتا ہوا پایا۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی وہ جو تیزی سے اس کی طرف لپکیں۔۔۔

کہاں سے آرہی ہو تم۔۔۔؟؟

"کچھ اندازہ ہے تمھیں ہنی کہ تم دو دن بعد گھر واپس آرہی ہو دو راتیں تم نے گھر سے باہر گزاری ہیں۔۔۔"

مسز حسن نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"مام پلیز میں تھکی ہوئی ہوں ہسپتال سے آرہی ہوں ابھی۔۔۔۔"

ہنی نے بے زار لہجے میں کہا۔۔۔ چہرے پر تھکن کے آثار واضح تھے۔۔۔۔

"ایسا کون سا ضروری کام تھا ہنی جو دن تم نے ہسپتال میں گزار دیئے تمھیں اندازہ بھی ہے میں کتنی پریشان تھی تمہارے لیے۔۔۔۔"

مسز مراد کے لہجے سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔۔۔۔

ہنی دھیرے سے چلتی ہوئی اپنی سینڈلز اتار کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔۔

"بوا پانی لا دیں مجھے پلیز۔۔۔" اس نے بوڑھی ملازمہ کو آواز لگائی۔۔۔

"مام میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ میری فرینڈ کی مما بیمار ہیں ان کی فیملی میں اور کوئی نہیں ہے اس لیے میں وہاں رک گئی تھی۔۔۔"

ہنی نے ملازمہ کے ہاتھوں سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے سنجیدگی سے بتایا۔۔۔

بہت غلط بات ہے تمہارے بھائی کو پتہ چلا ناں کہ تم دن گھر سے باہر رہی ہو تو وہ بہت غصہ کرے گا اور ایسی بھی کون سی مجبوری تھی ہنی وہاں کوئی اور بھی تو رہ سکتا تھا تم ہی کیوں۔۔۔؟؟

ہنی کی بات سن کر ان کا پارا اور ہائی ہو گیا۔۔۔

ہنی نے گہری سانس فضا میں خارج کی اور گلاس ٹیبل پر رکھ کر اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

"کیسی بات کر رہی ہیں مام میری بیسٹ فرینڈ ہے صنم اور میں اسے مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دیتی اور میں اکیلی نہیں تھی وہاں میری دوسری فرینڈ اور اس کے ابو بھی تھے اور تو اور ہمارے ایک پروفیسر جو مجھے ٹیوشن پڑھاتے ہیں وہ بھی تھے وہاں۔۔۔ رہی بات بھائی کی تو آپ فکر ناں کریں وہ جانتے ہیں میری فرینڈز کو بھی اور ان کے پیرنٹس کو بھی وہ کچھ نہیں کہیں گے مجھے۔۔۔"

ہنی نے تفصیل سے انہیں حالات سے آگاہ کیا تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں۔۔۔

لیکن وہ ماں تھیں ماؤں کا دل کہاں مطمئن ہوتا ہے ایسی وضاحتوں پر۔۔۔ پورے دو دن اور دو راتیں ان کی بیٹی نے انجان لوگوں کے ساتھ ہسپتال میں گزاری آخر وہ کیسے فکر ناں کرتیں۔۔۔

"اچھاٹھیک ہے ہنی تم کہہ رہی ہو تم میں مان جاتی ہوں لیکن پھر کوئی سچویشن بنی تو تم روحاب کو ساتھ لے کر جانا ٹھیک ہے ناں۔۔۔۔"

مسز مراد کی بات سن کر ہنی کا دل چاہا کہ یا تو اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے یا پھر چھت سے چھلانگ لگا دے کیونکہ یہ روحاب نامی بلا تو اس کے سر پر تھوپ دی گئی تھی۔۔۔۔ لیکن دونوں صورتوں میں کوئی فائدہ نہیں ہونے والا اس لیے فلحال اس نے دونوں ارادے ترک کرنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔۔

ایک جھٹکے سے وہ صوفے سے اُٹھی۔۔۔

"بہت ہو گیا مام۔ بہت سن لیا میں نے یہ روحاب نامہ۔ اب آپ میری بات غور سے سنیں مام۔۔۔ میں ہمیشہ سے روحاب کے ساتھ کہیں بھی جانے سے اس لیے کتراتی ہوں کیونکہ اس کی نظریں مجھے کچھ صحیح نہیں لگتی۔۔ بیشک وہ میرا کزن ہے لیکن مجھے اس پر رتی بھر بھی اعتبار نہیں مجھے تو یہ سوچنے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ رات میں تو دور دن میں بھی میں اس کے ساتھ اکیلی کہی جاؤں وہ شخص آوارہ اور لوفر ٹائپ ہے اگر اس نے کچھ ایسا ویسا کر دیا تو۔۔۔ میں مر جاؤں گی لیکن کبھی اس پر بھروسہ نہیں کروں گی میری عزت کو خطرہ ہے اس انسان سے۔۔۔۔"

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ جذبات میں بہہ کر وہ کیا کہہ گئی تھی اس کے خیال سے آج نہیں تو کل اس کی مام کو روحاب کی اصلیت پتہ چلنی ہی ہے لیکن معاملے کی سنگینی کا احساس اسے مسز مراد کی بدلتی رنگت دیکھ کر ہوا۔۔۔۔

مسز مراد کچھ دیر فق ہوتے چہرے کے ساتھ ہنی کے کہے الفاظ پر غور کرتی رہیں۔۔۔

اور پھر ان کا ہاتھ اُٹھا تھا جو ہنی کے چہرے کو سُرخ کر گیا تھا۔۔۔

وہ حیرت سے ایک ہاتھ گال پر رکھے ساکت نگاہوں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"شرم نہیں آتی تمہیں۔۔۔ تم اپنے مفاد کی خاطر اتنا گر گئی ہو کہ کسی کے بھی کردار کشی کر لو گی ہاں۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری روحاب کے لیے اتنے گھٹیا الفاظ استعمال کرنے کی۔۔۔ اگر تم اس کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تو صاف صاف کہو ناں اس پر الزام کیوں لگا رہی ہو۔۔۔ شیم آن یو ہنی شرم سے ڈوب مرو تم میں نے یہ سب تو نہیں سیکھایا تمہیں۔۔۔"

وہ شرخ چہرہ لیے بولے جا رہی تھیں اس بات سے انجان کے ان کی بے اعتباری ہنی کے گال پر لگنے والے تھپڑ سے کئی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی تھی۔۔۔

ہنی نے اپنی صفائی میں مزید کچھ بھی نہیں کہا تھا۔۔۔

وہ بس پتھرائی آنکھوں سے مسز مرد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

پھر گرم سیال آنکھوں سے نکل کر اس کے رخساروں کو بھگو گیا تھا۔۔۔

تبھی اس کی نظر چوکھٹ پر کھڑے شافع پر پڑی۔۔۔

مسز مراد نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو نظر شافع پر پڑی جو نجانے کرنی ہی دیر سے وہاں پر کھڑا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سب سن اور دیکھ چکا ہے۔۔۔

شافع بیٹا تم کب آئے۔۔۔؟؟

انہوں نے تعجب سے یونیفارم میں ملبوس شافع کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولا تیزی سے چلتا ہوا ان تک آیا اور ہنی کو اپنے ساتھ لگا کر پچکارنے لگا۔۔۔

"تم ہی کچھ سمجھاؤ اسے شافع ورنہ میری ہمت جواب دے جائے گی۔۔۔اس کے لیے بہتر ہے کہ یہ جتنا جلدی سمجھ جائے اتنا جلدی ہے ورنہ میں کل ہی سکندر بھائی کو ہاں کہہ دوں گی اور ان سے کہوں گی کہ آ کر اس کی اور روحاب کی شادی کی تاریخ لے جائیں۔۔۔"

مسز مراد نے سخت لہجے میں کہہ کر اٹل انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

"ناں تو میں ہنی کو کچھ سمجھاؤں گا اور ناں ہی اسے کچھ سمجھنے کی ضرورت ہے مام۔۔۔اگر کسی کو سمجھنے کی ضرورت ہے تو وہ ہیں آپ۔۔۔"

اپنے اندر سے اُٹھتے وبال کو دبائے اس نے قدرے دھیمے مگر اٹل انداز میں کہا تھا۔۔۔

مسز مراد نے اچھنبے سے بیٹے کی جانب دیکھا۔۔۔

شافع۔۔۔!!

"پلیز مام۔۔۔ ہو گا روحاب اچھا لڑکا اور سکندر انکل کے ہم پر بہت سے احسانات لیکن میں یہ قطعی برداشت نہیں کروں گا کہ کسی کے لیے بھی آپ میری بہن پر ہاتھ اُٹھائیں۔۔۔ اگر ہنی کو روحاب پر شک ہے بھی تو وہ عورت ہے۔۔ خود پر پڑی مرد کی ایک نگاہ سے اندازہ لگا سکتی ہے وہ نظریں صاف ہیں یا گندی۔۔۔۔ روحاب اچھا ہو یا گندا لیکن ہنی کے لیے نامحرم ہے اور اسے کسی نامحرم پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔"

لیکن شافع تم۔۔۔

مسز مراد نے احتجاج کرنا چاہا مگر شافع نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا۔۔۔

"مام ہنی کو اگر کہی جانا ہو گا تو اسے کسی ایرے غیرے کو اپنے ساتھ لے کر جانے کی ضرورت نہیں ہے میں ابھی زندہ ہوں۔۔۔ اور میں ہنی کا بھائی ہوں میں قطعی برداشت نہیں کروں گا کہ میری بہن کسی نامحرم پر بھروسہ کرے۔۔۔ اور رہی بات شادی کی تو ابھی ہنی کی سٹڈی ختم نہیں ہوئی سٹڈی کے بعد اگر یہ چاہے تو بیشک جاب کر سکتی ہے۔۔۔ پھر میں خود اپنی بہن کی رضامندی سے اس کے لیے ایک اچھا لائف پارٹنر چنوں گا۔۔۔ لیکن ان کی لسٹ میں روحاب کبھی شامل نہیں ہو گا وہ میری بہن کو پسند نہیں ہے اس لیے بھول جائیں روحاب کو۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے ایک لفظ چبا چبا کر کہتا ہوا اپنی بات مکمل کر کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

مسز مراد بھی گہری سانس خارج کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔

اور وہ جو ساکت کھڑی تھی زمین پر بیٹھتی چلتی گئی۔۔۔۔

یا اللہ یہ وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔؟؟

کس راستے پر چل رہی تھی۔۔۔؟؟

ہنی کا دل چاہا چیخ چیخ کر روئے۔۔۔۔

اس کے بھائی کو اس پر بھروسہ تھا۔۔۔وہ اس کے مرضی کے خلاف کسی کو کوئی فیصلہ نہیں کرنے دے گا۔۔وہ اس سے کتنا پیار کرتا تھا اس پر کتنا اعتبار کرتا تھا۔۔۔

اور وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔؟؟

اپنے بھائی کے مان اور اعتبار کو خاک میں ملا رہی تھی۔۔۔

اس کے بھائی نے کہا تھا اس کے ہوتے ہوئے اس کی بہن کو کسی نا محرم پر بھروسہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔

مگر وہ تو ایک نا محرم پر نا صرف اعتبار کرتی تھی بلکہ اس کی محبت میں بھی مبتلا تھی۔۔۔۔

کیا وہ روز ہادی کے گھر نہیں جاتی تھی۔۔۔؟؟

لیکن وہ تو سٹڈی کے لیے جاتی تھی۔۔۔۔

ہاں مگر تھا تو وہ بھی اس کے لیے نا محرم۔۔۔وہ روز گھنٹوں اس کے ساتھ تنہا اس کے گھر پر موجود ہوتی تھی۔۔۔دو نا محروموں کے بیچ تیسرا شیطان ہوتا ہے تو اگر کسی دن شیطان نے اسے بہکا دیا تو۔۔؟؟

کیا شریعت و اسلام اسے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ ایک نا محرم سے محبت کرے اس سے بات چیت کرے۔۔۔؟؟

ٹھیک ہے وہ اس کا استاد تھا اور وہ وہاں پڑھنے کے لیے جاتی تھی لیکن اس بات سے اس کا بھائی بے خبر تھا۔۔۔ماں کو کچھ حد تک بات معلوم تھی تو کچھ نہیں۔۔۔وہ روز پانچ گھنٹے وہاں رکتی تھی چار گھنٹے پڑھائی کے لیے اور ایک گھنٹہ وہ ہادی سر کے ساتھ باتیں کرتی تھی ہنسی مذاق کرتی تھی۔۔۔یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ اللہ نے کسی مرد یا عورت کو نا محرم کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کی اجازت قطعی نہیں دی۔۔۔

وہ صرف وہاں پڑھنے جاتی تھی اور اسے پڑھنا ہی چاہیے غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔۔۔

وہ وہی زمین پر بیٹھی بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

****

الماس بیگم کی طبیعت کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔۔۔بیٹی کی شادی کی خبر سن کر وہ تیزی سے ریکور کر رہی تھیں۔۔۔

حسن صاحب نے پاکستان پہنچتے ہی سب سے پہلے مائل کو اچھی خاصی جھاڑ پلائی پھر ارینجمینٹس میں بزی ہو گئے۔۔۔۔

جو بھی تھا وہ اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی دھوم دھام سے کرنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ ایک دفعہ ہسپتال جاکر الماس بیگم اور صنم سے بھی مل چکے تھے۔۔۔۔

صنم کو دیکھتے ہی ان کے دل میں جو تھوڑے بہت خدشات باقی تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔۔۔انہیں صنم بہت باحیا اور سلجھی ہوئی لگی تھی۔۔۔۔

صنم نے ہونٹوں پر جو "چپ" کا قفل اب تک نہیں ٹوٹا تھا۔۔۔۔

ہنی اور دھنک باقاعدگی سے ہسپتال آتی تھیں ان کے لیے ناشتہ وغیرہ لے کر۔۔۔۔

شفقت صاحب ایک دن کے وقفے سے لازمی چکر لگایا کرتے تھے۔۔۔جبکہ مائل روزانہ باقاعدگی سے آتا تھا۔۔۔

وہ الماس بیگم سے گھنٹوں باتیں کیا کرتا تھا۔۔۔بات بات پر صنم کو بھی مخاطب کرتا کہ وہ چڑھے، کچھ بولے یا کم سے کم اس کے ساتھ لڑھ ہی لے لیکن لیکن صنم کی خاموشی ہنوز برقرار تھی۔۔۔۔

دن تیزی سے گزرتے جارہے تھے آخر وہ دن بھی آ گیا جب الماس بیگم کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا اور صنم کے انکار کے باوجود حسن صاحب کے حکم پر ان دونوں کو حسن ولا شفٹ ہونا پڑا۔۔۔۔

وہاں میڈ تھیں جو الماس بیگم اور ان کے کھانے پینے کا اچھے سے خیال رکھتی تھیں۔۔۔۔

حسن صاحب نے صنم کو کہا تھا کہ وہ اگر چاہے تو اپنی مرضی سے مائل کے ساتھ جا کر شاپنگ کر لے لیکن صنم نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ شاپنگ کوئی بھی کرے اسے کوئی اعتراز نہیں۔۔۔۔

آج موسم زرا خراب تھا۔۔۔ ٹھنڈی اور تیز ہوائیں اس بات کا واضح ثبوت تھیں کہ طوفانی بارش ہونے والی ہے۔۔۔۔۔

حسن صاحب آفس گئے ہوئے تھے۔۔۔ الماس بیگم میڈیسن لے کر سو رہیں تھیں۔۔۔۔

صنم لاؤنج میں موجود صوفے پر براجمان مائل کے لیپ ٹاپ پر حسن صاحب کا آسٹریلیا والا گھر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بلاشبہ وہ بے حد خوبصورت بنگلا تھا۔۔۔۔

حسن صاحب نے ہی اسے کہا تھا کہ وہ اگر چاہے تو بیرونے ممالک میں موجود ان کے بنگلے اور فلیٹس دیکھ سکتی ہے۔۔۔۔

اس کی شادی کی تقریباً ساری شاپنگ مکمل ہو چکی تھی۔۔۔ شادی میں دو دن باقی رہ گئے تھے اس لیے مائل اس کے مہندی بارات اور ولیمے کے ڈریسز لینے گیا ہوا تھا۔۔۔۔

صنم بور ہو رہی تھی اس لیے اس نے مائل کا لیپ ٹاپ بغیر اجازت اس کے کمرے سے لے لیا تھا۔۔۔ایک دفعہ دل میں آیا کہ فون کر کے پہلے اس سے پوچھ لے۔۔۔ لیکن پھر اسنے فوراً اس خیال کو جھٹکا۔۔۔ بھلا وہ کیوں اجازت لے حق ہے اسکا۔۔۔۔

وہ ستائش سے گھر کا ایک ایک حصہ اوپن کر کے دیکھ رہی تھی۔۔۔ساتھ ساتھ ایک نگاہ گھڑی پر بھی ڈال لیتی۔۔۔اتنی دیر ہو گئی تھی مائل ابھی تک نہیں آیا تھا اب تو ہلکی سی ہوا نے طوفان کی شکل اختیار کر لی تھی قریب ہی تھا کہ تیز بارش شروع ہو جاتی۔۔۔اسے مائل کی فکر ہو رہی تھی کہ آخر ابھی تک وہ آیا کیوں نہیں۔۔۔اس سے پہلے کے موسم زیادہ خراب ہو جائے اور وہ وہی پھنس جائے بہتر ہے کہ وہ جلدی واپس آ جائے۔۔۔

کچھ سوچ کر صنم نے سامنے ٹیبل پر پڑا اپنا فون اُٹھایا اور مائل کو کال ملا دی۔۔۔

شرم و حیا اپنی جگہ اور اس دشمن جان کی فکر اپنی جگہ۔۔۔۔

تیسری بیل پر کال اُٹھا لی گئی تھی۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔ دوسری طرف سے مائل کی گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔

کہاں ہیں آپ۔۔۔۔؟؟

اس نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔۔

بوتیک میں ہوں یار یہاں رش اتنا ہے تم بتاؤ سب خیریت ہے۔۔۔؟؟

مائل نے جھنجھلائی ہوئی آواز میں بتایا اور پھر سوال کیا۔۔۔

"مائل موسم ٹھیک نہیں لگ رہا مجھے آپ واپس آجائیں ڈریس کل لے آیئے گا پلیز۔۔۔"

صنم نے فکر مند لہجے میں کہا۔۔۔

مائل کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی اس لہجے کی فکر محسوس کر کے۔۔۔

"جو حکم ہونے والی بیگم صاحبہ میں بس آدھے گھنٹے تک پہنچتا ہوں گھر۔۔۔"

لہجے میں محبت سموئے اس نے کہا تھا۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔ کہہ کر صنم نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

اور پھر وہ آدھے گھنٹے کی بجائے پندرہ منٹ میں اس کی گاڑی کا ہارن گونجا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے شاپنگ بیگز اُٹھائے لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔۔

سامنے ہی اس کی ہونے والی بیگم صاحبہ بڑے آرام سے صوفے پر براجماں اپنے سامنے لیپ ٹاپ رکھے مزے سے کچھ سرچ کر رہی تھیں۔۔۔

وہ مائل کی موجودگی سے واقف ہونے کے باوجود انجان بنی اپنے کام میں متوجہ تھی۔۔۔

مائل نے تعجب سے اس کے سامنے پڑے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھا جو بلاشبہ اس کا تھا مگر اسے تو وہ صبح اپنی سٹڈی میں لاک کر کے گیا تھا تو پھر یہ صنم کے پاس کیسے۔۔۔۔؟؟

اسلام علیکم۔۔۔۔اس نے صنم کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سلام کیا۔۔۔

صنم نے سر کر جنبش دے کر سلام کا جواب دیا اور اُٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں وہ ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے واپس آئی۔۔۔

کلاس اسے پکڑا ایا اور اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔۔

میرا لیپ ٹاپ تمہے کہاں سے ملا۔۔۔۔؟؟

دل میں آنے والا سوال آخر وہ زبان پر لے ہی آیا۔۔۔

"سائیڈ ٹیبل کے دراز میں کیز تھیں آپ کی سٹڈی کی۔۔۔وہی سے نکالا یہ لیپ ٹاپ۔۔۔"

صنم نے مصروف سے انداز میں بتایا۔۔۔۔

مائل نے مسکراتے ہوئے شاپنگ بیگز صنم کی طرف بڑھا دیئے۔۔۔۔

"اس میں تمہارا مہندی اور بارات دونوں فنکشنز کے ڈریسز ہیں تم چیک کر لو اگر کوئی کمی رہ گئی تو میں کل ولیمے کا ڈریس لینے جاؤ ں گا تو ساتھ انہیں بھی ایکسچینج کروالوں گا۔۔۔۔"

وہ بیگز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

"انہوں۔۔۔ آپ نے لیے ہیں تو صحیح ہی لیے ہوں گے باقی نخرے کرنے کی میری عادت نہیں ہے میں یہی پہن لوں گی۔۔۔"

صنم کے لہجے میں موجود محبت اور اطمینان محسوس کر کے اس کی روح تک سرشار ہو گئی تھی۔۔۔

ویسے کون سے حربے تلاش کر رہی ہوں گوگل سے روپ نکھارنے کے لیے۔۔۔؟؟

مائل کے بے تکے سوال پر صنم نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

"اہ میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا شادی کو دو دن رہ گئے ہیں ناں تو مجھے لگا تم یہی سرچ کر رہی ہو گی۔۔۔"

مائل نے سٹپٹا کر فوراً وضاحت دی۔۔۔

"آپ کی معلومات میں اضافے کے لیے بتاتی چلوں کہ میں انکل کا آسٹریلیا والا گھر دیکھ رہی ہوں۔۔۔"

صنم نے سنجیدگی سے بتایا۔۔۔

رئیلی۔۔۔ کیا خیال ہے پھر ہنی مون پر یہی چلیں ہونے والی بیگم صاحبہ۔۔۔؟؟

مائل نے شرارت سے اسے چھیڑا۔۔۔

لیکن سامنے بھی صنم تھی جس پر اس کی چھیڑ چھاڑ کا رتی بھر بھی اثر نہیں ہوا۔۔۔

"آئیڈیا بُرا نہیں ہے لیکن وہ سب بعد کی باتیں ہیں فلحال فریش ہو کر ریسٹ کریں آپ میں چلتی ہوں۔۔۔"

وہ بڑے مزے سے اپنی بات مکمل کر کے لیپ ٹاپ اور فون اُٹھا کر لاؤنج کے سرے پر موجود سیڑھیوں کی طرف جانب گئی۔۔۔۔

"اف یہ کیسی لڑکی ہے ناں شرماتی ہے ناں مسکراتی ہے۔۔۔"

مائل نے رونی شکل بنا کر اپنا دُکھرا دیواروں کو سنایا۔۔۔۔

باقی تو کوئی موجود تھا ہی نہیں اس کے دکھ سننے کے لیے۔۔۔

اے رُکو۔۔۔!!

"دل تو پہلے ہی لے گئی ہو کم سے کم لیپ ٹاپ تو پاس رہنے دو ناں اس میں پکچر زہیں تمہاری۔۔۔۔"

کچھ دن پہلے ہی بہت منتوں کرنے پر ہنی نے اسے صنم کی کچھ پکس سیڈ کی تھیں۔۔۔۔

صنم کے زینے چڑھتے قدم رکے تھے۔۔۔۔

"دل تو اب واپس نہیں ملنا البتہ لیپ ٹاپ منہ دکھائی میں لے لینا۔۔۔"

مسکرا کر کہتے ہوئے وہ تیزی سے زینے چڑھ گئی۔۔۔

* *

یہ منظر چھوٹے سے کمرے کا تھا جو دھنک کا تھا۔۔۔۔

شائستہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے کا نقشہ دیکھ کر ان کا سر ہی گھوم گیا۔۔۔

دھنک! یہ سب کیا ہے بیٹا۔۔۔؟؟

انہوں نے حیرت سے کمرے کی حالت دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔

الماری سے سارے کپڑے نکل کر بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ دھنک کی جیولری، جوتے اور میک اپ کا سامان بھی یوں ہی پورے کمرے میں بکھرا پڑا تھا۔۔۔

پورے کمرے کا نقشہ کچھ یوں بدل گیا تھا گویا جنگ کے بعد کا منظر ہو۔۔۔

"امی! دو دن رہ گئے ہیں شادی میں اور ابھی تک میری شاپنگ مکمل نہیں ہوئی۔۔ ابو کے پاس بھی ٹائم نہیں ہے مجھے بازار لے جانے کا ناں آپ کے پاس۔۔ اور وہ عاشر میاں تو ایسے اپنی تیاریوں میں جٹے ہیں جیسے میری سہیلی کی نہیں اُس کی سہیلی کی شادی ہو۔۔۔"

دھنک نے کوفت زدہ لہجے میں کہا۔۔۔

خدا کا خوف کرو دھنک پچھلے ایک ہفتے سے مسلسل تم اپنے ابو کو لیے روزانہ بازار کے چکر لگاتی رہی ہو۔۔ ایسی کون سی شاپنگ ہے جو ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔۔ موسم دیکھا ہے تم نے۔۔۔؟؟

شائستہ بیگم نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔۔۔

"ہاں تو ایسے کاموں میں ٹائم تو لگتا ہے ناں امی۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں میری سہیلی کی پہلی پہلی شادی ہے اور میں اچھی ناں لگوں کتنا بُرا لگے گا ناں۔۔۔"

دھنک نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

"شکر ہے شادی پہلی ہے اور اکلوتی بھی۔۔ ورنہ ہوتی دو تین شادیاں تو ہم گھر سے باہر سڑک پر کٹورا لیے بیٹھے ہوتے اور تم کہہ رہی ہوتی کہ ابھی تک شاپنگ باقی ہے۔۔۔"

شائستہ بیگم نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"امی میری پیاری امی پلیز میری ہیلپ کر دیں ناں یہ میری عزت بے عزتی کا سوال ہے مائل بھائی اتنے بڑے گھرانے سے ہیں۔۔۔"

دھنک نے ان کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے مکھن لگایا۔۔۔

اچھا بتاؤ کیا کیا رہتا ہے تمہارا۔۔۔؟؟

سائستہ بیگم کو آخر بیٹی پر ترس آ ہی گیا۔۔۔۔

"زیادہ کچھ نہیں بس بارات پر پہننے کے لیے ڈریس، مہندی کے سوٹ کے ساتھ میچنگ جوتے، تینوں فنکشنز کے لیے جیولری، تینوں ڈریسز کے ساتھ میچنگ حجاب، ولیمے کے سوٹ کے ساتھ دوپٹہ نہیں ہے وہ علہدہ لینا پڑے گا، ولیمے کے ڈریس کے ساتھ جوتے لیے تو ہیں لیکن وہ میچنگ نہیں ہیں وہ چینج کروالوں گی، پالر سے مہندی لگوانی ہے اور بس۔۔۔"

دھنک نے بڑے مزے سے لسٹ گنوائی۔۔۔۔

بس۔۔۔شائستہ بیگم کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں اس کی لسٹ سن کر۔۔۔

بس۔۔۔دھنک نے عام سے لہجے میں کہا۔۔۔

پیچھے ہٹو تم۔۔۔!!

انہوں نے فوراً دھنک کو خود سے الگ کر کے پیچھے ہٹایا۔۔۔

"اس سے تو بہتر تھا تم ہمیں کپڑے جوتوں کی دکان پر ہی بٹھا دو پکا۔۔۔وہاں سے سوٹ اور جوتے خریدتے رہیں اور تمہارے لیے بھیجتے رہیں گھر رہنے کی کیا ضرورت ہے ہمیں۔۔۔"

آئیڈیا اچھا ہے۔۔۔دھنک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

"معاف کرو ہمیں بی بی۔۔میں جا رہی ہوں خود ہی کرو تم اپنی شاپنگ مکمل۔۔۔"

شائستہ بیگم کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔

امی رکیں تو۔۔۔اس نے روکنا چاہا لیکن وہ جا چکی تھیں۔۔۔

"ایسی کون سی لمبی لسٹ بتا دی میں نے بس دو چار چیزیں ہی تو تھیں۔۔۔"

دھنک نے حیرت سے سوچا۔۔۔

تبھی اس کا فون وائبریٹ کرنے لگا۔۔۔

دھنک نے بے زاری سے فون اُٹھایا مگر سکرین پر جگمگاتا شافع کا نام دیکھ کر اس کی بے زاری ہوا ہو گئی اور دوبارہ سے اپنے دکھ یاد آنے لگے۔۔۔

آگئی میری یاد۔۔۔!!

ناں سلام ناں ناں دعا سیدھا سوال داغا گیا۔۔۔

"جی جانم ہمیں آپ ہی کی یاد آتی ہے وہ تو اس لیے کال نہیں کی کہ شادی کی تیاریوں میں بزی ہو گی ناں میری جان۔۔۔"

لہجے میں محبت سموئے کہا گیا۔۔۔

"بس بس زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں ہے پتہ ہے مجھے کتنی یاد آتی ہے تمہے میری۔۔۔"

دھنک نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

اوہ ہو پہلے یہ بتاؤ کہ کس بات کا غصہ مجھ پر اتارا جا رہا ہے۔۔۔؟؟

وہ اچھی طرح واقف تھا دھنک کی نیچر سے جانتا تھا وہ کسی اور کا غصہ اس پر نکال رہی ہے۔۔۔

"کیا کروں شادی میں صرف دو دن باقی ہیں اور میری تھوڑی سی شاپنگ رہ گئی ہے امی ابو عاشر کوئی بھی شاپنگ پر نہیں لے جا رہا۔۔۔"

دھنک نے بے چارگی سے اپنا دُکھ بیان کیا۔۔۔

"ارے بھئی ایسی کون سی چیزیں رہ گئیں ہیں جو تمہے کوئی شاپنگ پر نہیں لے جارہا جانا چاہیے کسی کو تمہارے ساتھ تم اکیلی تو نہیں جاسکتی ناں۔۔۔"

شافع کو دھنک کا غصہ بلاوجہ نہیں لگا بظاہر اسے اس کی بات صحیح لگ رہی تھی۔۔۔۔

"بس دو چار چیزیں ہی تو رہ گئیں ہیں لیکن امی کہتی ہیں ہمیں دکان پر ہی بٹھا آؤ جاکر تم۔۔۔۔"

دھنک نے کہتے ہوئے اسے وہ ساری لسٹ جو کچھ دیر پہلے شائستہ بیگم کو بتائی تھیں اسے بھی بتادیں۔۔۔

واٹ۔۔۔

"دھنک یہ مجھے دو چار تو کہیں سے نہیں لگ رہیں۔۔۔"

شافع نے حیرت انگیز لہجے میں کہا۔۔۔۔

"ہاں تو کیا ہوا دو چار نہیں تو دس بارہ ہو جائیں گی تو بھی کیا ہو جائے گا آخر میری سہیلی کی اکلوتی شادی ہے۔۔۔"

دھنک نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"یار شادی تو سب کی اکلوتی ہوتی ہے ہماری بھی اکلوتی ہی ہو گی ناں۔۔۔ اور مجھے آنٹی کی بات بالکل صحیح لگ رہی ہے ابھی تمہاری سہیلی کی شادی ہے تو یہ حال ہے اپنی شادی پر تو مجھے بھی دکان پر ہی بیٹھنا پڑے گا پر اپر۔۔۔"

شافع نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنی قسمت پر افسوس کیا۔۔۔

"دفع ہو جاؤ تم جاؤ جا کر کسی ایسی لڑکی سے شادی کر لو جو شاپنگ ناں کرے بد تمیز لوفر لفنگا۔۔" وہ جو پہلے ہی تپی ہوئی تھی شافع ہی بات سن کر اس کا غصہ ساتویں آسمان سے بات کرنے لگا۔۔

ہیں ہیں ہیں اتنا غصہ۔۔ کون سے اینگل سے تمہے میں لوفر لفنگا لگتا ہوں لڑکی۔۔۔ معصوم سا انسپکٹر ہوں۔۔۔ اور تم یہ جو مجھے لوفر لفنگا کہہ رہی ہو میں نے کیا تمہے گلی سے گزرتے ہوئے چھیڑا ہے تمہارے ہونٹوں پر پیار کیا ہے کون سی گستاخی کی ہے ہاں بتاؤ مجھے۔۔۔؟؟

شافع اس کے الزامات پر صدمے میں کچھ زیادہ ہی بول گیا۔۔

دھنک کا چہرہ سرخ ہو گیا غصے سے نہیں شرم سے۔۔۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔ کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔۔"

کہتے ہوئے اس نے کھٹک سے فون بند کر دیا۔۔۔

تھوڑی دیر میں پھر شافع کی کال آنے لگی لیکن اس نے کال کاٹ دی۔۔۔

کچھ دیر بعد میسج ٹیون بجی۔۔۔

غصہ اپنی جگہ لیکن محبت تو تھی ناں۔۔۔ شافع پر ترس کھاتے ہوئے اس نے فون اُٹھا کر میسج چیک کیا۔۔۔

"ہنی کو کہہ دیا ہے اس کے ساتھ کل شاپنگ پر چلی جانا رہتی ساری شاپنگ کر کے آنا۔۔"

میسج پڑھ کر وہ دلکشی سے مسکرا دی۔۔۔

لو یو۔۔۔ مسکراتے ہوئے میسج سینڈ کیا۔۔

لو یو ٹو جانم۔۔۔ تھوڑی دیر میں ہی اس کا جواب موصول ہوا۔۔

وہ فون رکھ کے چیزیں سمیٹنے لگی۔۔۔

دوسری طرف ہنی بچاری گھن چکر بن کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

مائل بھائی کا دوست تھا اسے مائل کی ہیلپ کرنی ہوتی تھی شاپنگ میں کیونکہ صنم محترمہ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ شاپنگ کرنے نہیں جائے گی جو چاہے جیسی مرضی شاپنگ کرلے۔۔۔

اب صنم کو تو فکر نہیں تھی لیکن اسے تو تھی ناں اپنی دوست کی فکر۔۔ کہیں کوئی کمی ناں رہ جائے اس لیے وہ روزانہ جا کر مائل کے لائے ہوئے سارے سوٹ اور جیولری وغیرہ دیکھتی اور پھر جو رہ جاتا وہ اس کے ساتھ جا کر لانی پڑتی۔۔۔۔

الماس بیگم کے بیمار ہونے کی وجہ سے ان کے حصے کے سارے کام اسے کرنے پڑ رہے تھے۔۔۔۔ اس کا ہر دن اپنے گھر سے زیادہ حسن ولا میں گزرتا تھا۔۔۔

ان سارے چکروں میں اپنی شاپنگ بھی وہ ڈھنگ سے نہیں کر سکی تھی۔۔۔

شافع بھائی ایک ضروری کیس نپٹا رہے تھے کام میں وہ اس قدر مصروف تھے کہ اپنی شاپنگ کے لیے ان کے پاس وقت ہی نہیں تھا، مام بھی آفس چلی جایا کرتی تھیں اور اگر انہیں اپنا مسئلہ بتایا جائے تو فوراً مسئلے کا حل آتا تھا۔۔۔روحاب۔۔۔لو بھئی اب یہ آفت بھی بچپن سے ہی اس کے سر پر ڈال دی گئی تھی۔۔۔

یہ ہنی جانتی تھی کہ اتنے کم دنوں میں اپنی صنم کی اور شافع بھائی کی شاپنگ اس نے کس طرح نپٹائی تھی۔۔۔ابھی بھی وہ اپنے لائے ہوئے ڈریسز دیکھ رہی تھی جب اس کا فون بجا۔۔۔

"اسلام علیکم! جی بھائی بولیں۔۔۔۔"

وہ جانتی تھی اس وقت شافع ہی اسے کال کر سکتا ہے۔۔۔۔

وہ ہنی شاپنگ کمپلیٹ ہو گئی ساری۔۔۔؟؟

شافع نے پوچھا۔۔۔

"جی بھائی آپ کی شاپنگ بھی ہو گئی ہے میں نے آپ کے کپڑے آپ کے کمرے کی الماری میں ہینگ کروا دیئے تھے۔۔۔۔"

ہنی نے چہرے پر آئی لٹ پیچھے کرتے ہوئے کپڑے واپس احتیاط سے سائیڈ پر کرتے ہو کہنے لگی۔۔۔۔

ہنی وہ ایکچوئلی دھنک کی کچھ شاپنگ رہ گئی تھی تم کل اسے ساتھ لے جاؤ گی پلیز۔۔۔؟؟

شافع نے جھجھکتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

واٹ۔۔۔

بھائی آئی یو اوکے۔۔۔؟؟

آپ اپنے حواسوں میں ہیں ناں۔۔۔؟؟

ہنی نے ایک جھٹکے سے بیڈ سے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"ہاں یار میں حواسوں میں ہوں کیا کروں وہ پریشان ہے کافی اس کی شاپنگ ہی پوری نہیں ہو رہی تم جاؤ کی تو اسے جلدی جلدی ساری چیزیں سلیکٹ کروادو گی ناں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔"

شافع نے اپنا مسئلہ بتایا۔۔۔

ماشاءاللہ بھائی آپ کی شادی ہونے میں کتنا وقت ہے۔۔؟؟

ہنی نے سوال داغا۔۔۔

میری شادی میں ابھی بہت وقت ہے کیوں۔۔۔؟؟

نہیں آپ کہتے ہیں تو آپ کے ہونے والے بچوں کے لیے بھی شاپنگ ناں کرلوں جا کر میں۔۔۔۔؟؟

ہنی کے سوال پر شافع کا قہقہ بلند ہوا۔۔۔۔

"ارے نہیں نہیں اس کی ابھی ضرورت نہیں ہے ابھی ہونے والی بیگم کی شاپنگ مکمل کروادو پلیز۔۔۔۔"

"بھائی آپ کو اندازہ ہے میں کتنی مشکل میں پھنسی ہوئی ہوں۔۔۔ابھی مجھے صنم کے سسرال جا کر حسن انکل سے ولیمے کی ساری ارینجمینٹس ڈسکس کرنی ہیں۔۔۔میں ایک ہفتے سے مسلسل شاپنگ کیے جا رہی ہوں خدا کا واسطہ ہے کچھ تو رحم کریں مجھ پر۔۔"

"ہنی بیٹا مجھے اندازہ ہے لیکن کیا کروں میں اور کسی کو کہہ بھی تو نہیں سکتا ناں تم جانتی ہو اگر میں فری ہوتا تو خود کروا دیتا پلیز یار سمجھو مجھے تو شادی کے فنکشنز کے لیے بھی بمشکل چھٹی ملی ہے۔۔۔"

شافع نے اپنی بات مکمل کی تو ہنی الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

شافع نے دوبارہ کال نہیں کی۔۔۔

وہ جانتا تھا ہنی کبھی اس کی بات نہیں ٹالے گی۔۔۔۔

"یا خدایا کہاں جاؤں میں۔۔۔یہاں تو اتنے بُرے حالات ہیں کہ زلزلہ آجائے لیکن کسی کی شادی ناں آئے۔۔۔"

جل بھن کر کوفت سے دعا کرتی ہوئی وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

****

Mehendi Special:-

آج شام مہندی ہونی تھی۔۔۔

پورے حسن ولا کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔ گھر میں نوکروں کی بھاگ دوڑ لگی ہوئی تھی۔۔۔ پورے گھر کو گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ سٹیج کو بھی بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا۔۔۔

نیچے والے پورشن میں دولہے میاں کی تیاریاں جاری تھیں جبکہ اوپر والے پورشن میں دلہن اور اس کی سہیلیوں نے قبضہ کرر کھا تھا۔۔۔

صنم کو تیار کرنے بیوٹیشن آئی ہوئی تھی۔۔۔ ہنی اور دھنک کو بھی اسی نے میک اپ کیا تھا۔۔۔

مہمانوں کی آمد ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ہادی اور شافع مہمانوں کو ویلکم کرنے کے لیے داخلی دروازے کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ حسن صاحب باقی ارینجمینٹس پر نظر ثانی پر رہے تھے کہ سب کچھ ٹھیک سے ہو گیا یا نہیں۔۔ آخر کو ان کے اکلوتے بیٹے کی مہندی تھی آج۔۔۔

ہنی اور دھنک اوپر صنم کے ساتھ کمرے میں موجود تھیں۔۔۔

"واہ بھئی آج تو مائل بھائی پر بجلیاں گرنے والی ہیں۔۔۔ میرے خیال سے اس لڑکی کو گھونگھٹ کروا کر لے جانا چاہیے یہ ناں ہو بیچارے مائل بھائی دیکھتے ہی بیہوش ہو جائیں کیوں دھنک۔۔۔"

ہنی نے صنم کے خوبصورت روپ کو آنکھوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا اور ساتھ میں دھنک سے بھی تائید چاہی۔۔۔

دھنک کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

جبکہ صنم کا چہرہ شرم سے لال ٹماٹر ہو گیا۔۔۔ آج بات بات پر اویں ہی اسے شرم آ رہی تھی۔۔۔

اس نے ہلکے ہرے رنگ کے شرارے کے ساتھ ہلکے پیلے رنگ کی شرٹ زیب تن کی ہوئی تھی جس پر خوبصورت کام ہوا تھا۔۔۔ سر پر ہلکے سے پیلے رنگ کا نیٹ کا دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا، براؤن بالوں کو کرس کر کے ایک طرف کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔ ہلکے سے میک اپ میں گولڈن جیولری پہنے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

"ہنی یار یہ جگ تو خالی ہو گیا تم زرا نیچے جا کر کچن سے اس میں پانی بھر لاؤ پلیز۔۔۔"

دھنک نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"رُکو یار میں دوپٹہ سیٹ کر لوں نیچے مہمان ہوں گے کتنا عجیب لگے گا۔۔۔"

ہنی نے ہاتھوں میں گجرے پہنتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔

"اوہ فو ہنی یار تم بالکل تیار ہو اس لیے تمہے کہہ رہی ہوں میری تیاری ابھی اچھی خاصی رہتی ہے۔۔۔ اور رہی بات مہمانوں کی تو سٹیج لان میں بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام بھی وہی ہو گا ناں تم جاؤ جا کر لے آؤ صنم کو پانی پلا کر اس کی تیاری کو آخری ٹچ دینا ہے ورنہ لپ اسٹک خراب ہو جائے گی۔۔۔"

دھنک نے اسے تفصیل سے بتایا اور کپڑے اُٹھا کر چینج کرنے چلی گئی۔۔۔

"اف یار۔۔ اچھا جاتی ہوں۔۔۔ واپس آ کر کر لوں گی دوپٹہ سیٹ۔۔۔"

ہنی نے عجلت میں کہتے ہوئے اپنا دوپٹہ اُٹھا کر یوں ہی گلے میں ڈالا اور تیزی سے جگ اُٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

وہ تیز رفتار سے زینے اُترتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

"ایک تو یہ دوپٹہ اف۔۔۔۔"

بازو میں جھول رہے دوپٹے کو ایک ہاتھ سے کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ کچن میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔۔

سارا دھیان دوپٹے کی طرف ہونے کی وجہ سے وہ کچن سے باہر نکلتے ہوئے ہادی سے بُری طرح ٹکرا گئی۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑا جگ گرتے گرتے بچا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ سامنے والے کو کچھ سخت سست سناتی سامنے ہادی سر کو دیکھ کر اس کی سیٹی ہی گم ہو گئی۔۔۔۔

جو بڑی دلچسپی سے اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری اور کوئی کام ہو ہی ناں۔۔۔

سر آپ۔۔۔۔!!

ہنی کی آواز پر اس نے پہلی دفعہ نگاہیں اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

ڈارک گرین شارٹ فراک کے نیچے گولڈن کلر کی کیپری میں ملبوس، بالوں کو خوبصورت ہیئر سٹائل میں قید کیے پیچھے کمر پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔ کانوں میں بھاری جھمکے پہنے ہلکا سے میک اپ میں وہ بالکل ڈول لگ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی نظروں میں کچھ ایسا تھا کہ ہنی فوراً گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

ہادی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

ہنی نے فوراً اپنا دوپٹہ صحیح کیا اور سائیڈ سے گزرتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

دل میں یہی دعا کی کہ ہادی سر جلد سے جلد یہاں سے چلے جائیں۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے جگ میں پانی ڈالا۔۔۔۔

ہادی کی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر اسے ہوا کیا ہے۔۔۔۔

ہنی!۔۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟

بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔۔۔۔

ج ج جی سر۔۔۔ ہنی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

مہندی سے بھرے ہاتھوں سے جگ اُٹھا کر وہ واپس پلٹی۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔!!

وہ جو تیزی سے کچن سے باہر نکل رہی تھی ہادی کی آواز پر رک گئی۔۔۔۔ مگر پلٹی نہیں۔۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔"

یا اللہ۔۔۔ ہادی کے منہ سے نکلے الفاظ سن کر اسے لگا وہ یہی بیہوش ہو جائے گی۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی پلٹ کر اس نے ہادی کو دیکھا۔۔۔

اس کے چہرے پر بکھرے حیا کے رنگ دیکھ کر ہادی حیران ہوئے بغیر ناں رہ سکا۔۔۔

پھر بغیر کچھ کہے وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔۔۔

ہادی کی حیرت کی انتہاناں رہی۔۔۔

یہ مجھ سے شرمارہی ہے۔۔۔؟؟

ہادی نے تعجب سے سوچا۔۔

ہنی کا یہ روپ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔۔۔

پھر مسکراکر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا وہ بھی باہر نکل گیا۔۔۔

وہ دھڑ سے دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

چوڑیاں پہنتی ہوئی دھنک نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

کیاہوا ہنی۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟

دھنک کے فکرمندی سے استفسار کرنے پر اس نے محض سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔۔

اب وہ اسے کیا بتاتی۔۔۔ہادی اور اس کی معنی خیز نگاہیں۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں تم لوگ جلدی کرو پھر صنم کو باہر لے کر جانا ہے۔۔۔"

وہ عجلت میں کہتے ہوئے اپنا دوپٹہ پن اپ کرنے لگی تاکہ فنکشن کے دوران یہ بار بار ڈھلکے ناں۔۔۔

دھنک سر ہلاتے ہوئے بیوٹیشن سے صنم کی تیاری کے بارے میں تفصیلات پوچھنے لگی۔۔۔

جو اب صنم کی تیاری کو فائنل ٹچ دے رہی تھی۔۔۔۔

* *

حسن ولا کا لان مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ہادی نے اپنی نگرانی میں بڑی خوبصورتی سے یہاں لائٹنگ کروائی تھی۔۔۔لان کے بیچ و بیچ ایک خوبصورت جھولا رکھا تھا جسے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

سٹیج پر بیٹھا ہوا مائل بڑی توجہ سے ڈیکوریشن دیکھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ ہادی کو سراہ بھی رہا تھا۔۔۔

ہادی مائل اور شافع نے ایک جیسے سفید کُرتے بچامے پہنے ہوئے تھے جبکہ اوپر سرخ اور کالے رنگ کی واسکٹ ذیب تن کی ہوئی تھی۔۔۔گلے میں کالی چادریں ڈالے وہ تینوں ہی کسی سلطنت کے شہزادے معلوم ہو رہے تھے۔۔۔

ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے یوں ہی مائل کی نگاہ اپنے ساتھ بیٹھے شافع پر پڑی۔۔۔

جس کی بے چین نگاہیں نجانے کس کو ڈھونڈنے میں مہو تھیں۔۔۔

مائل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر مائل کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

شادی میری ہے تو کس کو اتنی بے چینی سے تلاش کر رہا ہے ویرے۔۔۔؟؟

مائل کے بے تکے سوال پر شافع نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

ابے کون سی کتاب میں لکھا ہے کہ صرف دولہا ہی اپنی دولہن کو ڈھونڈ سکتا ہے کیا دولہے کے علاوہ کسی اور کو محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔؟؟

شافع نے الٹا اس سے سوال پوچھ ڈالا۔۔۔

ارے نہیں یار میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا ویسے بتا تو صحیح کون ہے وہ حسین پری جس پر میرے یار کا دل آ گیا ہے۔۔۔؟؟

مائل کے استفسار کرنے پر شافع خجل سا ہو گیا۔۔۔

"کوئی نہیں یار میں تو بس ایسے ہی انتظامات دیکھ رہا تھا سارے۔۔۔"

شافع نے مسکراتے ہوئے بات بنائی۔۔۔

"ابے تو شرماتو مت بتا تو صحیح تاکہ میرے بعد تیرا نمبر آئے۔۔۔"

مائل اسے چھیڑتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا۔۔۔

تبھی ہادی سٹیج کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔

"اور ویرے کیسے لگے سارے انتظامات تجھے بھئی میرے بھائی کی شادی ہے کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے ناں۔۔۔"

ان کے قریب آتے ہی ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہی مائل کے ساتھ جھولے پر براجماں ہو گیا۔۔۔

اب تم دونوں کیا کر رہے ہو۔۔۔ اتنا وزن ڈال رکھا ہے کیا میری بیوی کے آنے سے پہلے جھولا توڑنے کا ارادہ ہے۔۔۔؟؟

مائل نے فکرمندی سے کہتے ہوئے ان دونوں کو ڈپٹا۔۔۔۔

اووووووو۔۔۔!!

شافع اور ہادی نے ایک ساتھ ہوٹنگ کی۔۔۔۔

"بیوی کیا آئی یاروں کو بھول گیا تو۔۔۔"

ان دونوں نے مائل کے دونوں کندھوں پر بازو رکھتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

یہ تم دونوں مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے قربانی سے پہلے بکرے کو دیکھا جاتا ہے۔۔۔؟؟

مائل نے ان دونوں کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

" بھئی ہم تمہے کیوں قربان کریں گے کل تو تم نے اویں بھی قربان ہو ہی جانا ہے۔۔۔ پھر تم تمہے ایسے ہی دیکھیں گے جیسے قربانی سے پہلے بکرے کو دیکھا جاتا ہے خاص کر تمہاری بیوی۔۔۔"

شافع نے ہنسی دباتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

جوروں کا غلام۔۔۔

ہادی نے ہنستے ہوئے اسے نئے لقب سے پکارا۔۔۔

زن مرید۔۔۔۔

شافع نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔۔۔۔

"ہاں ہاں۔۔۔ فکر ناں کرو بچوں بس کچھ دن اور پھر تم بھی دولہے کے عہدے پر فائز ہونے والے ہو۔۔ بس ایک دفعہ مجھے پتہ چل جائے یہ تم اتنی بے صبری سے کون سی خاتون کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔"

مائل نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔۔۔

مارے گئے۔۔۔۔!!

شافع نے سٹپٹا کر کہا۔۔۔۔

ہادی نے مائل کی بات سن کر چونک کر شافع کی طرف دیکھا۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔ یہ کیا کہہ رہا ہے شافع۔۔۔؟؟

"لو جی۔۔۔ پکڑے گئے۔۔۔۔" شافع نے ہادی کے سوال پر دل میں کہا۔۔۔۔

تبھی اچانک شافع کے فون پر میسج ٹون بجی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ فون چیک کرتا مائل نے فون اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔۔۔۔

Missing you....

اووووو۔۔۔۔

"لو جی اس کو بھی ابھی میسج کرنا تھا۔۔۔" اب پھنسنے کی باری شافع کی تھی۔۔۔

"مائل زرا نام پڑھنا۔۔۔"

ہادی کے کہنے پر مائل نے فوراً میسج بھیجنے والی کا نام پڑھا۔۔۔

Jaan E Shafey

زرا ہمیں بھی تو پتہ چلے یہ ایس پی شافع کی جان کس میں بستی ہے۔۔۔؟؟

ہادی کے شرارت سے کہنے پر شافع نے اسے گھورا۔۔۔

ہاں یار نام تو بتا۔۔۔؟؟

مائل نے بھی پوچھا۔۔۔

دھنک رضا۔۔۔!!

اس سے پہلے کہ وہ اس کا مزید ریکارڈ لگاتے بالآخر اس نے نام بول ہی دیا۔۔۔

ہیں۔۔۔؟؟

میری والی کی سہیلی۔۔۔؟؟

مائل اور ہادی نے ایک ساتھ کہا تھا۔۔۔

وہ تینوں ایک دم رک گئے۔۔۔

شافع نے تعجب سے گردن گھما کر مائل ساتھ بیٹھے ہادی کو دیکھا تھا۔۔۔

مائل نے بھی حیرت سے شافع کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو چونک گیا۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی ان دونوں کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

کون۔۔۔۔؟؟

دونوں نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"بھاگ لے ہادی ورنہ اس ایس پی کو پتہ چل گیاناں کہ تیری نظر اس کی بہن پر ٹکی ہے تو یہی سب کے سامنے دھوڈالے گا۔۔۔

"وہ مجھے ایک کام یاد آگیا ہے میں چلتا ہوں۔۔۔"

دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نے تیزی سے دوڑ لگا دی۔۔۔

پیچھے وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

)نہیں بچے گا ہمارے ہاتھوں سے یہ(

****

کچھ ہی دیر میں وہ تینوں ایک ساتھ لان میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔۔

خوبصورت بڑے سے سرخ دوپٹے کے سائے تلے چلتی ہوئی وہ حسن کی ملکہ۔۔۔!!

"دوپٹے کو چاروں اطراف سے پکڑ کر لڑکیوں نے بازو کی مدد سے خاصا اونچا کیا ہوا تھا۔۔۔"

صنم کے دائیں طرف سے دوپٹہ دھنک نے پکڑ رکھا تھا اور بائے طرف سے ہنی نے۔۔۔

جبکہ پیچھے سے دھنک کی ایک کزن اور صنم کی یونی فیلو نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ چلتی ہوئیں سٹیج پر رکھے جھولے کے قریب پہنچیں اور بہت احتیاط سے صنم کو مائل کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔۔۔

شافع کی بے قرار نگاہوں کو جیسے قرار ملا تھا۔۔۔

لائٹ گرین کلر کے لانگ فراک پر ہم رنگ دوپٹہ سینے اور بازو پر پھیلایا ہوا تھا اور دوپٹہ کندھے سے لے جاتے ہوئے سر پر ڈال پر پن اپ کیا ہوا تھا۔۔۔ سنہری بالوں کی ایک لٹ چہرے پر جھول رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی ایک کندھے پر لائٹ پنک کلر کی چنری شال کی طرح ڈال رکھی تھی۔۔۔ مہندی لگے ہاتھوں پر سفید موتیے کے پھولوں سے بنے گجرے پہنے ہوئے تھے ساتھ ہی لائٹ پنک رنگ کی چوڑیاں بھی۔۔۔ کانوں میں سفید رنگ کے جھمکے ڈالے ہلکے سے میک اپ میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

دھنک نے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی تو نگاہ اُٹھا کر خود سے کچھ فاصلے پر کھڑے شافع پر پڑی۔۔۔

لبوں پر تبسم بکھر گیا۔۔۔

شافع آنکھوں سے اس کے اس سحر انگیز وجود کو سراہتے ہوئے دلکشی سے مسکرا دیا۔۔۔

دھنک نے بے اختیار ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔۔۔

"ہائے آپ کا یہ دلکشی سے مسکرا۔۔۔ دل کو گھائل کر گیا۔۔۔"

دھنک نے مسکراتے ہوئے اسے میسج ٹائپ کیا۔۔۔

"مت لگا کرو اتنی پیار۔۔۔ قتل کرنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔"

شافع کے جوابی میسج پر دھنک کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

"یہ تو اظہار محبت کرنے سے پہلے سوچنا تھا ناں جناب۔۔۔"

میسج پڑھ کر شافع نے اسے گھورا۔۔۔

"مہندی تو دیکھاؤ زرا اپنی۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں تم نے میرا نام لکھا ہے یا نہیں۔۔۔"

شافع کے میسج پر اس نے تیزی سے جوابی میسج ٹائپ کیا۔۔۔

"ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی اس لیے ان ہاتھوں پر آپ کا نام سجانے کا حق نہیں مجھے۔۔۔"

"تمہارے ان مہندی بھرے ہاتھوں پر اپنا نام لکھنے کا، تمہارے اس دلکش سراپے کو نگاہوں سے سراہنے کا،

تمہارے ان خوبصوت لبوں کو اپنی لبوں سے چھونے کا۔۔۔ اختیار صرف میرا ہے۔۔۔"

میسج پڑھ کر اس کے چہرے کا رنگ شرم سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

"یا خدایا یہ تم دن بادن زیادہ رومینٹک نہیں ہوتے جارہے۔۔۔ شرم کرو کچھ تو۔۔۔"

اس کا میسج پڑھ کر شافع نے جوابی میسج میں نجانے کیا لکھا تھا مگر اس نے اگنور کیا اور فون سائلنٹ پر لگا دیا تھا۔۔۔

شافع نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔(مجھے تنگ کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے گی(

پھر وہ تیزی سے سٹیج کی جانب بڑھ گئی جہاں رسمیں شروع ہونے لگی تھیں اور ہنی دھنک کو بُلا رہی تھی۔۔۔

جھولے دونوں طرف سنگل صوفے قریب قریب ہی لگائے گئے تھے۔۔۔

پاس ہی صنم کی امی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ الماس بیگم کی طبیعت ابھی پوری طرح سے صحیح نہیں ہو سکی تھی۔۔۔ زردی مائک کمزور سا چہرہ لیے وہ محبت سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں جو اتنے اچھے اور پیار کرنے والے لوگوں میں بیاہ کے جا رہی تھی۔۔۔

"ایک منٹ بھئی سب سے پہلے رسم میں کروں گی۔۔۔"

ہنی کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

کس خوشی میں۔۔۔؟؟

"مائل کا دوست میں ہوں پہلے میں رسم کروں گا۔۔۔"

شافع نے کہا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔میں صنم کی دوست ہونے کے ساتھ ساتھ مائل بھائی کی بہن ہونے کا بھی فرض نبھا رہی ہوں یہ جو اتنے سارے انتظامات دیکھائی دے رہے ہیں ناں یہ سب میں نے کیے ہیں اس لیے سب سے پہلے رسم کرنے کا حق بھی میرا ہے کیوں مائل بھائی۔۔۔؟؟

ہادی نے حیرت سے اس افلاطون کو دیکھا۔۔۔جو اس کی ساری محنت کو بڑے آرام سے اپنے کھاتے میں ڈال چکی تھی۔۔۔خیر کوئی بات نہیں(وہ خود بھی تو پورا کا پورا اسی کا تھاناں(

ہنی نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے مائل سے تائید چاہی۔۔۔

"ہاں بالکل اور تو اور شادی کی تمام شاپنگ بھی ہنی نے کی ہے پہلا حق ہنی کا ہی ہے۔۔۔"

مائل نے تائیدی انداز میں کہا۔۔۔

جی بالکل اور بھائی آپ نے یہ جو کپڑے پہن رکھے ہیں یہ کس بے خریدے ہیں بھول گئے۔۔۔؟؟

ہنی آج بدلے لینے کے موڈ میں تھی۔۔۔

چناچہ شافع کو میدان سے پیچھے ہٹنا ہی پڑا۔۔۔

ہادی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

اچھا تو یہ ساری شاپنگ اس نے کی تھی۔۔۔نائس چوائس۔۔۔

ہنی کے اشارے پر دھنک بھی اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ گئی۔۔۔

وہ صنم کی رسم ادا کرنے لگی۔۔۔

جبکہ ہنی محترمہ مائل کے سر پر ڈھیر سارا تیل لگا رہی تھیں۔۔۔ اپٹن اس کے چہرے پر لگاتے ہوئے ساتھ ہی ناک پر بھی لگا رہی تھی۔۔۔ اور کیک اسے کھلانے کے ساتھ ساتھ اس کے ہونٹوں پر بھی مل رہی تھی۔۔۔

مائل نے حیرت سے اپنا بگڑا ہوا حولیہ دیکھا۔۔۔ اور پھر شافع کی جانب دیکھا۔۔۔

جس کے چہرے پر صاف لکھا تھا۔۔۔

"اور کرو طرفداری اس چڑیل کی۔۔۔"

سب سے پہلے حسن صاحب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔۔

ہادی نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔۔ مبادا بعد میں مائل اس کی خبر ہی نا لے لے۔۔۔

"مائل بھائی ایک سیلفی تو بنتی ہے ناں۔۔۔"

ہنی نے کہتے ہوئے اپنے فون میں فرنٹ کیمرہ آن کر کے فون میں ان چاروں کے چہروں کو فوکس کیا۔۔۔

اور پھر سمائل کا نعرہ لگاتے ہی سیلفی بنا لی۔۔۔

مائل بچارہ فون میں بھی کسی دوسری دنیا سے آیا ایلین ہی لگ رہا تھا۔۔۔

"بہت ہنسی نہیں آ رہی تمہے۔۔۔"

مسلسل ہنسی کنٹرول کرتی ہوئی صنم کو گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ کی شکل دیکھ کر تو کسی کو بھی ہنسی آ سکتی ہے جائیں جا کر صاف کر لیں۔۔۔"

صنم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"جا رہا ہوں۔۔۔"

مائل اسے گھورتا ہوا تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اس کے واپس آنے کے بعد سب باری باری رسمیں کرنے لگے۔۔۔

"ایک ایک منٹ بھئی ایک رسم رہتی ہے ابھی۔۔۔"

دھنک کے کہنے پر ہنی نے تجسس سے اسے دیکھا۔۔۔

کون سی رسم۔۔۔؟؟

دھنک نے تیزی سے ہنی کے قریب جا کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"اب یہ پیارا سا کپل ایک دوسرے کو مٹھائی کھلائے گا۔۔۔"

ہنی کے اونچی آواز میں کہنے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

کیوں مائل بھائی پہلے آپ کھلائیں گے یا آپ کی دلہن۔۔۔؟؟

ہنی کے استفسار پر سب نے ہوٹنگ کی۔۔۔

مائل نے بڑے پیار سے چمچ میں مٹھائی لے کر صنم کی طرف بڑھائی۔۔۔

"چلو بھی یار شرمانا بند کرو اور کھالو۔۔۔"

دھنک نے کہا۔۔۔۔

صنم مسلسل شرماتے ہوئے چہرہ جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"یار کھا بھی لو دیکھو مائل بھائی کتنے پیار سے کھلا رہے ہیں۔۔۔"

ہنی نے بھی اسرار کیا۔۔۔۔

آخر مائل نے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی کی مدد سے صنم کی ٹھوڑی زرا اوپر کی۔۔۔۔

پھر تو صنم کو منہ کھولنا ہی پڑا۔۔۔۔

مائل نے بہت محبت سے چمچ اس کے منہ میں ڈال دی۔۔۔۔

اووووووووووو۔۔۔۔۔

سب نے ہوٹنگ کرتے ہوئے خوب آوازیں نکالیں۔۔۔۔

"چلو صنم بیٹا اب آپ کی باری۔۔۔۔"

حسن صاحب نے شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔۔

صنم نے چمچ میں مٹھائی ڈالی لیکن وہ چمچ مائل کی طرف نہیں بڑھا رہی تھی۔۔۔۔

مائل بچارہ منہ کھولے منتظر تھا کہ وہ مٹھائی کھلائے۔۔۔۔

"صنم کھلا دو یار ورنہ مائل بھائی کا منہ تھک جائے گا کھلا کھلا۔۔۔۔"

دھنک کے شرارت سے کہنے پر سب کے قہقہے بلند ہوئے۔۔۔۔۔

"کھلا دو یار کیا اب یہ بھی تمہارا ہاتھ پکڑ کر خود منہ میں ڈالنا پڑے گا مجھے۔۔۔۔"

مائل نے بے چارگی سے کہا۔۔۔۔

صنم نے آخر شرماتے ہوئے اسے مٹھائی کھلا ہی دی۔۔۔۔

رسموں کا دور ختم ہوا تو کھانے کا دور شروع ہوا۔۔۔۔

کھانے کھانے کے بعد ہادی اور شافع نے جو مائل کی شادی کے لیے ڈانس پریکٹس کر رکھی تھی۔۔۔۔۔

دونوں نے اکھٹے سٹیج پر انٹری ماری۔۔۔

"واہ بھئی آج کون سا تاریخی دن ہے۔۔۔ ہمارے ایس پی صاحب ڈانس کرنے لگے ہیں۔۔۔۔"

کسی نے اونچی آواز میں کہا تو دھنک نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

ڈی جے کے سانگ لگانے پر ان دونوں نے اتنا زبردست ڈانس کیا کہ بس۔۔۔ ہنی اور دھنک تو گئیں کام

سے۔۔۔۔

کیسا لگا میرا ڈانس۔۔۔۔؟؟

وہی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا گیا۔۔۔۔

"کوئی نہیں میں تو امپریس نہیں ہوئی۔۔۔۔"

دھنک نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔۔

اچھا واقع ہی۔۔۔

شافع نے جان بوجھ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

دھنک جو دوسری جانب جارہی تھی پلٹ کر شافع کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر ادھر اُدھر دیکھا کہ کوئی ان کی طرف متوجہ تو نہیں۔۔۔

پھر مسکرا کر شافع کو فلائنگ کس دے کر بھاگ گئی۔۔۔۔۔

ہائے میں مرجاواں۔۔۔

شافع نے باقاعدہ دل پر ہاتھ رکھ کر مرنے کی ایکٹنگ کی۔۔۔۔۔

"ایک دفعہ جو آؤ گی دسترس میں پھر زندگی بھر چھوڑنا نہیں میں نے۔۔۔۔"

اس نے دل میں کہا۔۔۔۔

* *

رات 12 بجے تک ہلا گلا کرنے کے بعد بالآخر فنکشن اختتام پزیر ہوا۔۔۔۔

ارادہ تو کچھ دیر اور انجوائے کرنے کا تھا لیکن حسن صاحب نے یہ کہہ کر سب کو منع کر دیا کہ پورے دن کی تھکن ہے صبح پھر جلدی اُٹھنا ہو گا جا کر سب آرام کرو۔۔۔۔

آدھے سے زیادہ مہمان تقریباً گھر جا چکے تھے۔۔۔ جو تھوڑے بہت رہ گئے تھے انہیں گیسٹ روم اور باقی رومز میں ٹھہرا دیا گیا تھا۔۔۔

دھنک صنم اور ہنی نے ایک ہی روم میں سونا تھا جبکہ مائل شافع اور ہادی نے۔۔۔۔

مائل تھکا ہارا سو چکا تھا جبکہ شافع اور ہادی ابھی تک نجانے کہاں تھے۔۔۔ ظاہر ہے کام میں بزی ہوں گے۔۔۔۔

ہادی جو ابھی ابھی نیند سے خمار آنکھیں لیے سونے کی غرض سے اپنے اور ان دونوں کے مشترکہ کمرے میں جا رہا تھا ٹیرس پر ایک سایہ سا دیکھ رک گیا۔۔۔

"شاید کوئی مہمان ہو گا۔۔"

لیکن تجسس سے مجبور ہو کر وہ ٹیرس کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ٹیرس پر کھڑی ہنی کو دیکھ کر وہ چونک گیا۔۔۔

کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا تو رات کے 1 بج چکے تھے۔۔۔

"بھلا اس وقت وہ یہاں اکیلی کیوں کھڑی تھی بھلا۔۔۔"

سوچتے ہوئے وہ اس کی جانب بڑھ گیا جہاں وہ ارد گرد سے غافل اس کی طرف پشت کیے نجانے کیا سوچنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

ہنی اتنی رات کو آپ یہاں کھڑی ہیں اتنی ٹھنڈ میں سب ٹھیک ہے۔۔۔؟؟

ہنی کی پشت پر کھڑے ہو کر اس نے تشویش سے استفسار کیا۔۔۔

ہنی جو بڑی توجہ سے چاند کو دیکھنے میں مصروف تھی ایک دم ہادی کی آواز پر ڈر کر اچھلی۔۔۔

نئ جگہ ہونے کی وجہ سے اسے نیند نہیں آرہی تھی تو دھنک اور صنم کی نیند ناں ڈسٹرب ہو اس لیے وہ ٹیرس پر چلی آئی۔۔۔۔

"کیا ہو گیا ہنی۔۔۔ میں ہوں۔۔۔"

ہادی نے اس کے خوفزدہ چہرے لی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ہنی نے ڈریس چینج کر لیا تھا۔۔۔ اب وہ سادہ سے کالے رنگ کی قمیض شلوار میں ملبوس تھی۔۔۔ کالے رنگ کی چادر اپنے گرد لپیٹے سیاہ بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا جو اس کی کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ چاند کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ اور بھی خوبصورت اور روشن لگ رہا تھا۔۔۔

ہادی جانتا تھا اس وقت اس نے خود کو کیسے کسی گستاخی سے روکا تھا۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔۔؟؟

نگاہیں چراتے ہوئے پوچھا گیا۔۔۔

کھڑی ہوں۔۔۔

بڑی معصومیت سے جواب موصول ہوا۔۔۔

ہادی نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

"وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے کہ آپ یہاں کھڑی ہیں یہ بتائیں کہ اتنی ٹھنڈ میں آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں بیمار ہو جائیں گیں۔۔۔"

ہادی نے فکر مند لہجے میں کہا۔۔۔

"وہ مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔"

ہنی نے نظریں جھکاتے ہوئے بتایا۔۔۔

میں سلا دوں۔۔۔؟؟

وہ دل میں ہی سوچ سکا تھا دل کی بات کو زبان پر نہیں لا سکا تھا۔۔۔

)چپیڑ تھوڑی کھانی تھی اس آفت سے(

"آپ کو کمرے سے باہر نہیں آنا چاہیے تھا یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔۔۔"

ہادی نے کہا کیونکہ ٹھنڈی ہوائیں اگر اس کے وجود سے پتھر کی طرح ٹکرا رہی تھیں تو اس نازک وجود کا کیا حال ہو رہا ہوگا۔۔۔۔

ہنی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

وہ ابھی تک انہی کپڑوں میں ملبوس تھا بس واسکٹ اُتار دی تھی اور چادر اچھی طرح سے اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں آپ فکر ناں کریں ابھی چلی جاؤں گی کمرے میں۔۔۔۔"

ہنی نے اس کے لہجے میں فکر محسوس کی تو اسے تسلی دیتے ہوئے کہہ دیا۔۔۔۔

ہوا کی وجہ سے اس کے بال بار بار چہرے پر آرہے تھے۔۔۔۔

ہادی نے زرا آگے ہو کر اس کے رخسار پر الجھتے بالوں پر پھونک ماری۔۔۔۔

ہنی کا پورا وجود کانپ گیا وہ فوراً دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔

"انہوں۔۔۔۔ زیادہ پیچھے مت ہو گر جاؤ گی۔۔۔۔"

ہادی نے کہا۔۔۔ بیشک پیچھے ریلینگ تھی لیکن پھر بھی احتیاط لازم تھی۔۔۔۔

آہ آپ۔۔۔۔ آپ ابھی سوئے نہیں۔۔۔۔؟؟

ہادی کی اتنی قربت میں اور کچھ ناں کہا گیا تو ہلکلاتے ہوئے ہنی نے یہی پوچھ لیا۔۔۔

وہ معدوم سا مسکرا دیا۔۔۔

"ہاں بس جا رہا تھا کمرے میں لیکن ایک پری کی جھلک دیکھی تو سوچا آج پری کا دیدار کر لیا جائے۔۔۔"

ہادی کے شرارت سے کہنے پر وہ متجسس ہوئی۔۔۔

پری۔۔؟؟"کون پری کہاں ہے۔۔مجھے تو نہیں دیکھ رہی۔۔"

ہنی نے حیرت سے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

لبوں پر بکھرا تبسم مزید پھیل گیا۔۔۔

"میں آپ کی بات کر رہا تھا ہادی کی جان۔۔"

ہادی نے اس کے ریلنگ کے ساتھ کمر ٹکاتے ہوئے کہا۔۔۔

ہنی ششدر رہ گئی۔۔۔

بیشک ہادی کے دل کی بات سے وہ واقف تھی لیکن اتنی بے باکی کی امید نہیں تھی اسے۔۔۔۔

اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہوا تھا۔۔۔۔

پیشانی پر پسینے کی بوندیں انگلی سے چنتے ہوئے اس نے حیرت سے دیکھا۔۔۔

وہ ہنی جو دو منٹ میں سب کی بولتی بند کر دیا کرتی تھی آج اس کی خود کی زبان یوں بند تھی گویا قفل لگ گیا ہو۔۔۔

بغیر کچھ کہے وہ تیزی سے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

ارے رکو تو۔۔۔!!

ہادی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

)اچھا طریقہ تھا ٹیرس سے بھگانے کا، ٹھنڈ سے بچانے کا(

پیاری ہے۔۔۔

ایکچوئلی بہت پیاری ہے۔۔۔بالکل ڈول کی طرح۔۔۔

ہادی کی باربی ڈول۔۔۔

وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

****

سب ہی جانتے ہیں کہ ہر شادی میں بارات کا فنکشن سب سے اہم مانا جاتا ہے۔۔۔کیونکہ اس فنکشن کے دن دو اجنبی ایک خوبصورت بندھن یعنی نکاح میں بندھ جاتے ہی۔۔۔

صنم اور مائل کا چونکہ نکاح پہلے ہی ہو چکا تھا اس لیے آج صرف بارات کے حوالے سے کچھ رسمیں اور رخصتی ہونی تھی۔۔۔

فنکشن میرج ہال میں ہونا تھا۔۔اسی لیے ہادی اور شافع نے رات کو ہی سارا گھر جو مہندی کے فنکشن کے بعد بکھرا پڑا تھا صاف کروا کر اس کی حالت درست کر دی تھی۔۔۔پورے گھر کو سفید اور سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔لائٹنگ جو کل لان میں کی گئی تھی اب حسن ولا کے بیرونی جانب چاروں اطراف میں مختلف رنگوں کی لائٹنگ کر دی گئی تھی۔۔۔۔

ہنی اور دھنک صنم کو لے کر بیوٹی پارلر جا چکی تھیں۔۔۔حسن صاحب نے کہا تھا کہ ان سب کو ہادی یا شافع میں سے کوئی ایک پک کر کے ہال ڈراپ کر دے گا۔۔۔

لیکن ہنی نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔اس کا کہنا تھا کہ وہ خود جلدی سے ساری تیاری مکمل کر کے ان دونوں کو اپنی گاڑی میں ہی لے کر ہال پہنچ جائے گی۔۔۔

تاکہ بارات کا استقبال کر سکیں۔۔۔۔

حسن صاحب نے بھی زیادہ زور نہیں دیا ان کے خیال سے ہنی سے سمجھدار ہے وہ ہر چیز اچھے سے سمبھال لے گی۔۔۔۔

2 گھنٹوں بعد ساری تیاری مکمل کر کے یہاں سے بارات روانہ ہوئی تھی۔۔۔۔

"بارات آگئی بارات آگئی۔۔۔۔"

ہنی صنم کا دوپٹہ صحیح کر رہی تھی جب دھنک نے آکر اطلاع دی۔۔

"ہاں ٹھیک ہے تم یوں کرو پلیٹس اُٹھاؤ میں بس آتی ہوں۔۔۔"

ہنی نے اس کا دوپٹہ پن اپ کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔۔

دھنک سر ہلا کر جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس نیچے بھاگ گئی۔۔۔۔

"لو بھئی صنم تم ہو گئی تیار۔۔۔اب میں زرا نیچے جا کر بارات کو دیکھ لوں تھوڑی دیر میں آ کر تمہے بھی لے جائے گے ہم لوگ۔۔۔"

ہنی نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں گجرے پہنائے اور اپنا دوپٹہ سمبھالتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اور سنو۔۔۔

وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر صنم کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

"تمہے بارات دیکھنی ہوئی تو بالکونی سے دیکھ لینا۔۔۔نیچے موقع نہیں ملے گا اپنے دولہے کو دیکھنے کا۔۔۔"

ہنی نے اسے آنکھ مارتے ہوئے شرارت سے کہا اور روم سے باہر نکل گئی۔۔۔

اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔

صنم اپنا لہنگا سمبھالتے ہوئے اُٹھی ہو بالکونی سے نیچے جھانکا۔۔۔۔

سامنے ہی اس کا دولہا سفید گھوڑے پر بیٹھا کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

گھوڑے کے آگے ہی بلیک شیر وانیوں میں ملبوس وہ شافع اور ہادی بھنگڑے ڈالنے میں مصروف تھے۔۔۔

وہ دونوں ایسے ناچ رہے تھے جیسے ان کی اپنی شادی ہو۔۔۔

صنم نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھ کر ماشاٗاللہ کہا۔۔۔

کہیں اسی کی ہی نظر ناں لگ جائے۔۔۔

ہادی اور شافع نے حسن صاحب کو بھی کھینچ کر اپنے پاس لے آئے۔۔۔

پھر وہ تینوں بھنگڑے ڈالنے لگے۔۔۔ ساتھ ہی بارات میں موجود کچھ اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔۔۔

شافع نے جیب سے گن نکال کر فائرنگ شروع کر دی۔۔۔ فضا گولیوں کی گونج سے دھڑ دھڑ گونج اُٹھی۔۔۔

وہ سب بھنگڑے ڈالتے ہوئے ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔

اوئے رکو۔۔۔!!

مائل نے اونچی آواز میں چیخ کر کہ تو وہ س رک گئے۔۔۔ باقی سب نے بھی اسے تعجب سے دیکھا۔۔۔

بھلا دولہے صاحب بیچ میں کیوں ایسے چیخ پڑے تھے۔۔۔؟؟

صنم نے بھی تجسس کے مارے زرا نیچے جھانک کر دیکھا۔۔۔

ان سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

شادی میری ہے یا تم سب کی۔۔۔؟؟

مائل کے پوچھنے پر سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔ آخر وہ کہنا کیا چاہتا تھا۔۔۔؟؟

"خود ہی ناچے جا رہے ہو شادی میری ہے تو مجھے بھی ناچنے دوناں۔۔۔"

مائل کی بات سن کر ہر طرف گہرا سکوت چھا گیا۔۔۔۔

پھر سب سے پہلے حسن صاحب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ بھئی کیوں نہیں آؤ آؤ تم بھی اپنے سارے ارمان پورے کرو۔۔۔"

حسن صاحب نے ہنستے ہوئے اسے بھی شامل ہونے کی دعوت دی۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں لالے آجا یار۔۔۔"

شافع کے کہنے پر وہ گھوڑے سے نیچے اُترا۔۔۔۔

پھر پورے جوش و خروش کے ساتھ ڈھول بجا تھا۔۔۔۔

اور وہ تینوں ہر طرف تقریباً چھا گئے تھے۔۔۔۔

ان تینوں کو پورے جوش کے ساتھ بھنگڑے ڈالتے ہوئے دیکھ کر صنم کا دل چاہا کاش وہ بھی ان سب کے ساتھ شامل ہو جائے۔۔۔۔

ہال کا داخلی دروازہ کھلا تھا۔۔۔۔

سامنے ہی ساری لڑکیاں دو لائنز کی صورت میں ہاتھوں میں پھولوں کی پتیوں سے بھری پلیٹس اُٹھائے کھڑی تھیں۔۔۔ دونوں لائینوں کی شروعات میں ایک طرف ہنی اور دوسری طرف دھنک کھڑی تھی۔۔۔ دونوں کے ہی ہاتھ میں پلیٹس تھیں۔۔۔

ہنی کے ہاتھ میں البتہ دودھ کے گلاس کا اضافہ ہوا تھا۔۔۔ جبکہ ایک اضافی چیز دھنک نے کمرے کے پیچھے چھپا رکھی تھی۔۔۔۔

ان سب کو ایسے بھنگڑے ڈالتے ہوئے دیکھ کر ان دونوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔۔

ہادی سر بھنگڑا بھی ڈالتے ہیں۔۔۔؟؟

ہنی تو بیہوش ہونے کے قریب پہنچ چکی تھی۔۔۔

شافع کی نگاہ دھنک پر پڑی تو اس نے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کیا تھا۔۔۔

"بہترین"

وہ سب قریب آئے تو سب لڑکیوں نے بہت خوبصورت انداز میں ان سب پر پھولوں کی بارش کر کے بارات کا استقبال کیا تھا۔۔۔

ہادی نے مسکراتے ہوئے ہنی کی جانب دیکھا تھا اور ہونٹوں کو جنبش دے کر اس کی تعریف کی تھی۔۔۔

ہنی نے دائیں ہاتھ کو چہرے کے زرا قریب کر کے جھک کر آداب کہا تھا۔۔۔

ہادی کو لگا وہ گیا بس۔۔۔

ہنی کی حرکت نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔۔۔

گولڈن لہنگے کے ساتھ ہم رنگ چولی زیب تن کیے براؤن بالوں کو بہت خوبصورت انداز میں کرس کر کے چہرے اور کمر پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔ پیشانی پر بڑا سا گول ٹکا، کانوں میں ساتھ کے جھمکے ڈالے، سراہی دار گردن میں گولڈن ہی کلر کا نیکلس اور مہندی لگے ہاتھوں میں سفید موتیے کے پھولوں کے بنے گجرے پہنے ہوئے تھے۔۔۔ چہرے پر نفیس سا میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ آج مہندی کے دن کی نسبت اس نے ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔۔

ایک تو وہ تھی ہی بلا کی حسین دوسرا اس کی حرکتیں اُف۔۔۔۔

ہنی نے اسے خود میں گم پایا تو موقع غنیمت جان کر سب لڑکیوں کو اشارہ کر دیا۔۔۔

اور پھر جو ہوا وہ مائل شافع اور ہادی کا نقشہ کافی حد تک بدل چکا تھا۔۔۔۔

سب لڑکیوں نے اپنے پاس ایک عدد سپرے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔

ہنی نے دھنک نے ایسی حرکتیں ہی جان بوجھ کر کی تھیں تا کہ ان دونوں کا دھیان بھٹک جائے۔۔۔۔

ان تینوں کے سر کپڑے یہاں تک کے چہرے بھی جھاگ سے بھر چکے تھے۔۔۔۔

چونکہ ہادی مائل اور شافع سب سے آگے تھے اس لیے ان پر جاگ کی بارش زیادہ ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ تینوں شاک کی کیفیت میں ان دونوں چڑیلوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

جو اب آپس میں ہائے فائے کرتی ہوئیں بے تحاشہ ہنس رہی تھیں۔۔۔۔

ہادی کی غصے سے دی گئی گھوری پر ان ہنی کی ہنسی رکی تھی۔۔۔

نہیں یہ غصے سے سرخ چہرہ ان پر سپرے چھینکنے پر نہیں تھا بلکہ سب باراتیوں کے سامنے یوں کھکھلا کر ہنسنے کی وجہ سے تھا۔۔۔

ان دونوں نے جلد ہی خود کو نارمل کر لیا تھا۔۔۔

پھر ہنی دودھ کا گلاس لے کر مائل کی طرف بڑھ تھی۔۔۔۔

سچ سچ بتاؤ کیا ملایا ہے تم دونوں نے اس دودھ میں۔۔۔؟؟

گلاس میں موجود دودھ کو غور سے دیکھتے ہوئے مائل نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔۔۔

انداز کچھ یوں تھا گویا دودھ کا یا گلاس کا ایکسرے کر رہا ہو۔۔۔

غلط بات مائل بھائی ایک تو ہم اتنے پیار سے آپ کے لیے دودھ لائی ہیں اور آپ ہم پر شک کر رہے ہیں۔۔۔؟؟

ہنی نے ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

"سچ سچ بتاؤ۔۔۔"

مائل چونکہ ان کی فطرت سے بخوبی واقف تھا اس لیے ان کے معصوم چہرے دیکھ کر پگلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔

"ناں ناں مائل بھائی ہم نے جوتے تھوڑی کھانے ہیں آپ کی دولہن سے۔۔ ویسے بھی یہ دودھ آپ کی دلہن نے خود ہی بھیجا ہے۔۔۔"

بظاہر معصوم نظر آنے والی دھنک اندر سے تھی بڑی چالاک۔۔۔ تبھی تو اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔

اب دودھ میں زہر بھی ہوتا تب بھی مائل نے پینا تھا۔۔۔

"اچھا تو ایسے کہو ناں۔۔۔"

مائل نے کہتے ہوئے گلاس تھام لیا۔۔۔

تین چار گھونٹ پینے کے بعد ہی اس کی حالت کچھ یوں تھی کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

اس نے فوراً گلاس ہادی کی طرف بڑھا دیا۔۔۔

"لے تو بھی پی۔۔۔"

چونکہ دودھ ہنی لائی تھی اس لیے بغیر کسی جھجھک کے اس نے گلاس تھام لیا تھا۔۔

دودھ پیتے ہی اس کو زور کا اچھو لگا تھا۔۔۔

شافع چونکہ دھنک کے جائزے میں مصروف تھا اس لیے اس نے ناں ان کو دودھ پیتے ہوئے دیکھا تھا ناں ان کے چہروں کے تاثرات۔۔۔

"مجھے بھی دو ناں خود ہی پیئے جا رہے ہو۔۔"

شافع نے گلاس تقریباً چھینتے ہوئے کہا۔۔

ایک ہی گھونٹ میں وہ ڈھیر سارا دودھ پی گیا تھا۔۔۔

دودھ میں نجانے ہنی نے کیا کڑوا سا ملایا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھے۔۔۔

پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ تینوں بار بار پانی کی بوتلیں ایک دوسرے سے چھین کر پانی پی رہے تھے۔۔۔

ہنی اور دھنک کا ہنس ہنس کر بُرا حال ہو چکا تھا۔۔۔

"تم دونوں کو تو میں بعد میں دیکھوں گا۔۔۔"

مائک دھمکی دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جب دھنک دوڑ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔

رکیں رکیں رکیں۔۔۔!!

دھنک نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روکا۔۔

کیا ہے۔۔؟؟

ابھی بھی کچھ رہ گیا ہے کیا۔۔؟؟

مائل نے بے زاری سے انہیں گھورتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

"ارے بھئی ایسے کیسے اندر جا رہے ہیں آپ لوگ وہ بھی بغیر پیسے دیئے۔۔۔"

ہنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ہیں کس چیز کے پیسے۔۔۔؟؟

ان تینوں نے حیرت سے ہنی سے پوچھا۔۔۔

"یہ جو دودھ بھی آپ نے پیا ہے ناں۔۔اس کے پیسے۔۔۔"

وہ دونوں بولیں تو ان کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔؟؟

تم دونوں کا دماغ تو نہیں گھوم گیا۔۔۔

دودھ کے کون سے پیسے ہوتے ہیں ہاں؟؟ اور وہ بھی اس کڑوے دودھ کے۔۔۔

مائل کو ان کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔۔۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ مائل بھائی۔۔۔دودھ جیسا بھی تھا پیا تو ہے ناں آپ سب نے۔۔اب نکالیں پیسے۔۔۔"

دھنک کسی صورت اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔۔۔

"دے دے یار پیسے اس سے پہلے کہ یہ دونوں چڑیلیں مزید ہمارا نقشہ بگاڑ دیں۔۔۔"

ہادی نے مائل کے کان میں کہا تو شافع تو گویا تڑپ اُٹھا۔۔۔

"اوئے میری والی کو چڑیل مت بول۔۔ اتنی پیاری تو ہے۔۔۔"

اس نے ہادی کو کہنی مارتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہیں۔۔۔؟؟؟ پیاری۔۔؟؟

ابے کون سے اینگل سے یہ آفت تجھے پیاری لگتی ہے۔۔۔۔؟؟

ہادی تو پیاری کا لفظ سن کر گویا صدمے میں ہی چلا گیا۔۔۔۔

"خبر دار جو کسی نے میری جان کو آفت یا چڑیل کہا تو اتنی پیاری ہے وہ۔۔ آئیندہ میں ناں سنوں تم دونوں کے منہ

سے یہ الفاظ۔۔۔۔"

شافع نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔۔۔

گویا یہاں بھی اپنا ایس پی والا روعب دیکھانا چاہا۔۔۔

"تیرا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

ہادی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا جو اتنی زبردست ٹریٹمنٹ کے بعد بھی اس کی تعریف کر رہا تھا۔۔۔

اف چپ کرو گے تم دونوں۔۔۔؟؟

مائل نے ان دونوں کو ڈپٹا۔۔۔۔

"ہاں بھئی بتاؤ کتنے پیسے چاہیے تم دونوں کو۔۔۔"

مائل بے جان چھڑواتے ہوئے انداز میں کہا۔۔۔

"زیادہ نہیں بس دو لاکھ۔۔۔"

دھنک نے پر سکون لہجے میں کہا۔۔۔

دولاکھ۔۔۔؟؟

مائل کو جھٹکا لگا۔۔۔

تم دونوں ہوش میں تو ہو۔۔؟؟

اس کڑوے جوس کا دولاکھ۔۔۔۔؟؟

ہنی آہستہ سے چلتی ہوئی مائل کے قریب چلی آئی۔۔۔۔

"مائل بھائی لگتا ہے آپ آج صنم کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جانا چاہتے۔۔۔"

مائل نے جھٹکے سے چہرہ گھما کر اسے دیکھا۔۔۔

پتہ ہے ناں۔۔۔ ہمارا ایک دفعہ کہنا ہی کافی ہے اور صنم رخصتی سے انکار کر دے گی۔۔۔ کیا خیال ہے پھر بارات

واپس لے کر جانی ہے یا صنم چاہیے۔۔۔؟؟

ہنی نے اس کے کان کے قریب ہو کر پوچھا۔۔۔

"اس کی بات سن کر مائل بوکھلا گیا۔۔۔

ارے نہیں نہیں بہنا تم تو ناراض ہی ہو گئی بھئی میں دیتا ہوں ناں پیسے۔۔۔ہادی زرا میرا کریڈٹ کارڈ دینا۔۔۔"

مائل نے فوراً سے کہتے ہوئے ان ہادی کو مخاطب کیا۔۔۔۔

کتنے پیسے ہیں ٹوٹل آپ کے کریڈٹ کارڈ میں اس وقت۔۔۔؟؟

ہنی نے پوچھا۔۔۔۔

"دس لاکھ۔۔۔۔"

ہادی نے بتایا تو اس نے فوراًہادی کے ہاتھ سے کارڈ جھپٹ لیا۔۔۔

"اس میں سے دو لاکھ کی شاپنگ کرنے کے بعد کارڈ واپس مل جائے گا آپ کو۔۔۔"

ہنی چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے کارڈ لے کر سائیڈ پر ہو گئی۔۔۔

"چل بھئی ہادی۔۔۔تیار ہو جا کنگلا ہونے کے لیے۔۔۔یہ محترمہ تو لاکھوں کی شاپنگ کرتی ہیں۔۔۔"

ہادی نے دل میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔

* *

یار جلدی کروا اتنی دیر ہو گئی ہے کب لاؤ گے صنم کو سٹیج پر۔۔۔؟؟

مائل نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔

شافع نے ہادی کو کہنی ماری۔۔۔

"اپنی والی سے کہتا ہوں دلہن کو لاؤ جلدی ورنہ جتنا یہ بے چین ہے قریب ہے کہ یہ دلہن کو خود ہی اُٹھا کے سٹیج پر لے آئے۔۔۔"

شافع کی بات سن کر ہادی نے بھی سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کی تائید کی۔۔۔

پاس بیٹھے مائل کے تیز کانوں نے یہ بات با آسانی سن لی تھی اس نے چہرہ گھما کر ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔

مگر سامنے بھی ایس پی شافع تھا جس پر رتی بھر بھی اس کی گھوریوں کا اثر نہیں ہوا۔۔۔ البتہ ہادی نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی مبادا وہ اس کا راز ہی ناں کھول دے۔۔۔

تبھی سامنے سے وہ دونوں بقول ہادی کے چڑیلیں صنم کو تھامے سٹیج کی جانب بڑھتی ہوئی دیکھائی دیں تھیں۔۔۔

مائل نے نگاہ اُٹھا کر دیکھی تو نظریں ہٹانا ہی بھول گیا۔۔۔

ڈارک ریڈ لہنگے ہے ساتھ ہم رنگ چولی میں ملبوس وہ ڈارنک میک اپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔ گولڈن کلر کی جیولری پہنی ہوئی تھی۔۔۔ آج اس کی جیولری میں ایک بڑی سی نوز رنگ کا اضافہ ہوا تھا۔۔۔ سر پر سلیقے سے دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔

وہ دونوں اسے لیے سٹیج کے قریب پہنچیں جہاں مائل پہلے سے کھڑا ہوا تھا تاکہ صنم کو سٹیج پر چڑھنے میں مدد دے۔۔۔فوٹو گرافر نے بھی اسے سمجھا دیا تھا کہ جب برائیڈ سٹیج کے قریب آئے گی تو اس کا ہاتھ پکڑنا ہے اور پھر اسے سٹیج پر چڑھنے میں مدد دینی ہے۔۔۔۔

لیکن مائل صاحب صنم کو دیکھنے میں اتنے مہو تھے کہ انہیں کسی کی بات یاد ہی ناں رہی۔۔۔۔

ہادی اسے دو دفعہ کہہ چکا تھا کہ " مائل ہاتھ آگے بڑھا بھابی انتظار کر رہی ہیں۔۔"

لیکن مائل صاحب اتنا کھوئے ہوئے تھے کہ ہادی کی آواز بھی اس کو اس سحر سے ناں نکال سکی۔۔۔۔

آخر تنگ آکر ہادی نے اس کے پاؤں پر زور سے اپنا پاؤں مارا تو وہ ہوش میں آیا۔۔۔۔

درد سے بلبلا کر اس نے کھا جانے والی نظروں سے ہادی کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"مائل ہاتھ آگے بڑھاؤ۔۔۔"

غصے کو دبا کر اس نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا تھا کیونکہ سب لوگ انہی کی طرف متوجہ تھے۔۔۔۔

مائل نے ہڑبڑا کر فوراً صنم کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔۔پھر فوٹو گرافر کے ایک پک بنانے کے بعد وہ صنم کو لے کر بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

سنو۔۔۔!!

وہ پوری شان اور حق کے ساتھ مائل کے پہلو میں براجمان تھی جب مائل کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

جی۔۔۔؟؟

وہ جانتی تھی مائل اب اس کی تعریف میں کچھ کہے گا اس لیے بڑے احترام سے جواب دیا تھا۔۔۔

وہ مجھے تم سے کہنا تھا کہ۔۔۔

وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔

کیا کہنا تھا۔۔۔؟؟

صنم کے لبوں پر تبسم بکھرا ہوا تھا۔۔۔

"مجھے تم سے کہنا تھا کہ۔۔۔ سب تمہے ہی دیکھ رہے ہیں"

وہ جو اس کے منہ سے اپنے لیے تعریف سننے کی منتظر تھی مائل کی بے تکی بات پر اس کا غصہ ساتویں آسمان کو چھونے لگا۔۔۔

مائل سب لوگ دلہن اور دلہے کو نہیں دیکھے گے تو کسے دیکھیں گے۔۔۔؟؟

غصہ تو بہت تھا لیکن فوٹو گرافر چونکہ انہی کی طرف متوجہ تھا اور ایک کے بعد ایک منظر کو کیمرے میں قید کر رہا تھا تو اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"تو تمہیں گھنگھٹ اوڑھ کر آنا چاہیے تھا ناں۔۔۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے ناراضگی سے بولا تھا۔۔۔

واٹ۔۔۔ گھنگھٹ۔۔۔؟؟

اب کی بار صنم نے سب کی پرواہ کیے بغیر حیرت کی زیادتی سے چیخ کر کہا۔۔۔

"شش۔۔چپ کرو۔۔۔کان کے پردے کیوں پھاڑ رہی ہو یار۔۔۔"

مائل نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تم نے مجھے کہا تھا گھنگھٹ کرنے کو۔۔۔؟؟

صنم نے اسے گھورتے ہوئے استفسار کیا تھا۔۔۔

"ہاں تو مجھے کب پتہ تھا کہ تم اتنی پیاری لگو گی مجھے لگا ہمیشہ کی طرح چڑیل لگو گی بارات والے دن بھی۔۔۔۔"

صنم نے خود کو یقین دلانا چاہا کہ وہ مذاق کر رہا ہے لیکن مائل کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا۔۔۔۔

اگر تعریف ہی کرنی تھی تو سیدھی طرح سے نہیں کر سکتے تھے۔۔۔بات کو اتنا گھمانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟؟

صنم نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے نارمل لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ایک منٹ۔۔۔۔!!

میں نے تمہاری تعریف کب کی۔۔۔؟؟

بات کرتے کرتے اس نے حیرت سے استفسار کیا۔۔۔

صنم کا دل چاہا یا یہاں بیٹھ کر دھاڑے مار مار کر روئے یا پھر اپنے اس حسین دولہے کو اُٹھا کر سٹیج سے نیچے پھینک دے۔۔۔۔

"جہنم میں جاؤ تم۔۔۔۔"

وہ غصے سے کہتی ہوئی اس سے تھوڑے فاصلے پر ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

اوکے۔۔مائل بڑے مزے سے کندھے اچکا کر جیب سے فوم نکال کر اس میں بزی ہو گیا۔۔۔۔۔

****

ہنی نے اپنا جھمکا جو بالوں میں الجھ گیا تھا صحیح کرتے ہوئے تعجب سے ساتھ کھڑی دھنک کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

جو مسکراتے ہوئے بڑی توجہ سے کسی کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔۔۔

پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو کچھ فاصلے پر سٹیج پر کھڑا اشافع دیکھائی دیا۔۔۔۔

جو اپنے ساتھ کھڑے ہادی سے کچھ ڈسکس کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

دھنک!!!

ہنی نے اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی غرض سے مخاطب کیا۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

وہ ہنوز شافع کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔

"اگر تم میرے بچارے بھائی کو دیکھ دیکھ کر نظروں میں اتار چکی ہو تو خدا کا واسطہ ہے اب میری طرف بھی متوجہ ہو جاؤ۔۔۔۔"

ہنی نے جلے بھنے انداز میں کہا۔۔۔۔

"دیکھنے دوناں یار۔۔۔ آج مجھے جی بھر کر دیکھ لینے دو۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر ہنی کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔۔

پہلی دفعہ دیکھ رہی ہو کیا۔۔۔۔؟؟

ہنی نے غصیلے انداز میں پوچھا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ لیکن آج وہ بلیک شیروانی میں اتنا پیارا لگ رہا ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہ رہا ہے۔۔۔۔"

بڑے غور سے شافع کو دیکھتے ہوئے جواب آیا۔۔۔۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔۔ اس سے پہلے کے میں اپنی اس بیوقوف سہیلی کے ہاتھوں ماری جاؤں۔۔۔۔"

ہنی نے دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔

پھر اس نے دھنک کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔۔۔

لیکن وہ سیل کی گڑیا کی طرح پھر سے گھومتی ہوئی شافع کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔

"دھنک ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔"

اب کی دفعہ ہنی نے اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف گھمایا۔۔۔

"کیا ہے یار دیکھنے دوناں۔۔۔"

ہنی نے بے زاری سے اسے دیکھتے ہوئے احتجاج کیا۔۔۔

"چپ بالکل چپ۔۔۔ ہنی نے اسے ڈپٹا۔۔۔

کیا کروں میں تمہارا دھنک۔۔۔۔ بجائے میری مدد کرنے کے تم بار بار بھائی کو دیکھے جارہی ہو کچھ خدا کا خوف کرو یار بھائی کا ایکسرے کرنا بند کردو بعد میں کرلینا۔۔۔"

ہنی کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی بے بسی کے مارے رو دے گی۔۔۔۔

"اوہ فوا چھا بتاؤ کیا کہنا ہے۔۔۔۔"

دھنک آخر اس پر ترس کھاتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہو ہی گئی۔۔۔۔

بدتمیز لڑکی تم بھائی کو دیکھتی رہو گی تو جوتا چھپائی کی رسم کون کرے گا۔۔۔؟؟

ہنی نے غصے سے کہا۔۔۔۔

"اوہ ہاں میں تو بھول ہی گئی۔۔۔ابھی تو جوتا چھپائی کی رسم بھی کرنی ہے پھر صنم کے ساتھ ڈھیر ساری سلفیاں لیں گے ناں۔۔۔۔"

دھنک اپنی یاداشت کو کوستی ہوئی بولی۔۔۔۔

ہاں لیکن ہم جوتا چھپائیں گے کیسے۔۔۔؟؟

"ہم نہیں میں۔۔۔میں چھپاؤں گی جوتا۔۔۔"

ہنی اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہاں لیکن چھپاؤ گی کیسے وہ جو سٹیج پر دو چوکیدار کھڑے ہیں وہ کہاں چھپانے دیں گے جوتا۔۔۔۔"

دھنک نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں ناں وہی تو اصل مسئلہ ہے۔۔۔اس دفعہ تو ہم ان کا دھیان بھی نہیں بھٹکا سکتے کیونکہ پہلے ہی ہماری حرکتوں کی وجہ سے وہ دونوں ناراض ہیں ہم سے۔۔۔۔"

ہنی نے بے چارگی سے کچھ دیر پہلے والے مناظر یاد کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"تم فکر مت کرو۔۔۔میں شافع اور ہادی بھائی کا دھیان بھٹکا دوں گی۔۔۔"

دھنک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگی۔۔۔۔

ہنی نے فوراً اس کا بازو پکڑ کر اسے روکا۔۔۔

وہ کیسے۔۔۔؟؟

ہنی کے استفسار کرنے پر وہ محفوظ سی مسکرادی۔۔۔

"وہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو بس تم موقع پاتے ہی مائل بھائی کا جوتا لے لینا اور چھپا دینا۔۔۔۔"

دھنک مسکرا کر کہتے ہوئے تیزی سے ایک کونے میں جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

اور جھوٹ موٹ کے آنسو بہانے لگی۔۔۔۔۔

نہیں یار تم میری بات سمجھ نہیں رہے ناں میں۔۔۔۔!!

وہ جو ہادی سے بہت سنجیدگی سے کوئی بات ڈسکس کر رہا تھا کونے میں کھڑی دھنک پر نگاہ پڑتے ہی رک گیا۔۔۔۔

وہ کونے میں کھڑی نجانے کس بات پر مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا خاموش کیوں ہو گیا۔۔۔؟؟

ہادی نے اسے تجسس سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"ایک منٹ رک میں آتا ہوں۔۔۔"

وہ تیزی سے کہتا ہوا اسٹیج سے نیچے اُتر کر دھنک کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

دھنک نے جان بوجھ کر اس جگہ کا انتخاب کیا تھا تاکہ کسی کی نظر اس پر ناں پڑ سکے۔۔۔۔

تبھی شافع پریشان سا اس کی جانب بڑھتا ہوا دیکھائی دیا۔۔۔

دھنک کے رونے میں مزید تیزی آگئی۔۔۔

دھنک میری جان کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟؟

وہ حیرت سے اس کے بھیگے رخسار دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

دھنک کچھ نہیں بولی بس خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔۔۔

دھنک پرنسسز بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے آخر۔۔۔؟؟

دھنک کے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اسی لیے بے چینی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"تمہیں کیا اس سے میں جو بھی کروں مروں یا جیوں۔۔۔"

دھنک روتے ہوئے ناراضگی سے بولی۔۔۔

اللہ ناں کرے کیوں ایسی فضول باتیں منہ سے نکال رہی ہو۔۔۔؟؟

شافع تڑپ اُٹھا مرنے کی بات سن کر۔۔۔

"ہاں تمہیں تو جیسے بہت فرق پڑتا ہے ناں میرے رونے سے تبھی اتنی دیر سے مجھے اگنور کر رہے تھے ہیں

ناں۔۔۔"

وہ بے دردی سے اپنے آنسو رگڑتی ہوئی بولی۔۔۔

کیا کہہ رہی ہو دھنک یار میں نے کب کیا تمہے اگنور۔۔۔؟؟

وہ ششدر رہ گیا تھا اس الزام پر۔۔۔ بھلا وہ اور دھنک کو اگنور کرے ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

ہاں تو اتنی دیر سے میں تمہے دیکھ رہی تھی تم نے ایک دفعہ بھی میری طرف دیکھا۔۔۔؟؟

دھنک نے غصے سے پوچھا تو شافع کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔۔۔۔

"ایم سو سوری میری جان میں ہادی سے بات کرنے میں مصروف تھا کہیں اور دھیان ہی نہیں گیا۔۔۔"

شافع نے دل سے معافی مانگی۔۔۔

"ہاں رہنے دو تم مجھے پتہ ہے تم اب مجھ سے پیار نہیں کرتے تبھی تو تم اور ہادی بھائی مجھے چڑیل کہہ رہے تھے اور آفت بھی۔۔۔"

دھنک معصومیت کے تمام تر ریکارڈ توڑتی ہوئی بولی۔۔۔۔

"کس نے کہا میں تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔ پاگل لڑکی میری تو صبح شام ہی تمہارا یہ معصوم چہرہ دیکھ کر ہوتی ہے اور میں نے نہیں کہا تمہے چڑیل میں کیوں بولوں گا اپنی جان کو چڑیل یا آفت۔۔۔ وہ تو ہادی بول رہا تھا تمہے اور ہنی کو۔۔۔"

شافع بڑی محبت سے ٹشو سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

پھر اس کا کاجل جو رونے کی وجہ سے پھیل گیا تھا سلیقے سے صاف کیا۔۔۔

"تو ہادی بھائی نے مجھے ایک دفعہ بھی سوری نہیں کہا۔۔۔"

وہ کسی بچے کی طرح اسے شکایت لگانے لگی تو شافع مسکرا دیا۔۔۔۔

"کیوں نہیں ابھی بلا کر لاتا ہوں میں اسے میرے سامنے وہ تمہے سوری کہے گا۔۔۔"

شافع کہتا ہوا تیزی سے واپس سٹیج پر کھڑے ہادی کی طرف بڑھ گیا تو دھنک نے دل ہی دل میں خود کو اتنی اچھی ایکٹنگ کر داد دی۔۔۔۔

ابے کہاں لے کر جا رہا ہے مجھے۔۔۔؟؟

ہادی نے تعجب سے شافع سے پوچھا جو اسے کھینچتا ہوا آگے لے کر جا رہا تھا۔۔۔

"یار اتنی معصوم ہے میری دھنک اور حساس بھی کیوں کہا تم نے اسے چڑیل۔۔۔ اب وہ رو رہی ہے بچاری۔۔۔"

ساتھ چلتے شافع نے کہا۔۔۔

"خدا کا خوف کر شافع۔۔۔ کیوں معصوم لفظ کی بے عزتی کر رہا ہے یار۔۔۔۔"

ہادی کی بات پر شافع نے رک کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"چپ کر کے چلو میرے ساتھ اور اسے سوری بولو میں اسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔"

شافع نے کہتے ہوئے اس کی گردن دبوچی اور اسے دھنک کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا۔۔۔۔

"آہ مر گیا ابے گردن تو چھوڑ۔۔۔"

ہادی نے کراہتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہادی چلو جو بولنے آئے ہو وہ بولو۔۔۔۔"

شافع نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

سوری بھابھی میں آئندہ آپ کو کبھی چڑیل نہیں کہوں گا آپ چڑیل تھوڑی ہیں آپ تو چڑیلوں کی سردارنی۔۔۔!!!!

"آہ میرا مطلب ہے سنو وائٹ ہیں۔۔۔"

شافع نے اپنی پکڑ مضبوط کی تو وہ جو الٹا بولنے والا تھا فوراً بات سمبھالی۔۔۔

دوسری طرف ہنی اپنے پلین کو سرانجام دیتے ہوئے سٹیج پر صنم سرمائل کی طرف آئی۔۔۔۔

اس نے پاس کھڑے ہو کر صنم کے ساتھ دو تین سلفیاں لیں۔۔۔۔

مائل بھائی! وہ صنم کا موبائل صوفے کے نیچے گر گیا ہے زرا ڈھونڈ دیں گے۔۔۔۔؟؟

سلفیاں لینے کے بعد اس نے بڑے مزے سے مائل کو اطلاع دی۔۔۔۔

میرا فون۔۔۔؟؟ لیکن میرا فون تو۔۔۔

اَوچ ہاں صوفے کے نیچے گر گیا تھا ابھی۔۔۔

ہنی کی زور سے چٹکی کاٹنے پر وہ فوراً بات بدل گئ۔۔۔

حالانکہ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ اس کا فون ہنی کے پاس ہی تھا جو اس نے صنم سے پارلر میں ہی لے لیا تھا۔۔۔

"اچھا رکو میں ڈھونڈ دیتا ہوں۔۔۔"

مائل نے سادہ سے انداز میں کہا اور نیچے بیٹھ کر صوفے کے نیچے موبائل ڈھونڈے لگا۔۔۔

ہنی نے اس کے پاؤں سے بڑے آرام سے کھسے اُتارے اور دبے پاؤں وہاں سے بھاگ گئ۔۔۔

یار ہنی کہاں ہے فون مجھے تو نہیں نظر آرہا کہیں۔۔۔؟؟

شافع نے صوفے کے نیچے دیکھنے کے بعد اپنے دھیان میں کہا۔۔۔

مگر یہ کیا سامنے تو ناں ہنی تھی ناں ہی اس کے پیروں میں اس کے جوتے۔۔۔

اس نے شاک کی کیفیت میں صنم کی جانب دیکھا جو بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

ان کی شرارت سمجھتے ہی اس کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔

****

وہ اپنی چادر اور دوپٹہ سمبھالتے ہوئے اپنے واشروم سے نکل رہی تھی جب سامنے سے آتے انسان سے ٹکرا گئی۔۔۔

اف۔۔۔۔!!

دھنک کا تو مانو سر ہی گھوم گیا سامنے کھڑے انسان کے چٹان جیسے سینے سے ٹکرا کر۔۔۔۔

اپنے چکراتے سر کو تھام کر بمشکل اس سے سامنے کھڑے انسان کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس وہ شخص بلاشبہ ہینڈسم تھا مگر کم سے کم دھنک کو تو اس وقت وہ ظالم ہی لگا تھا جس نے اس کا سر تقریباً ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

اوہ ہیلو مسٹر! دیکھ کر نہیں چل سکتے۔۔۔؟؟

روحاب جو فون میں بزی تھا اس نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔۔

خوبصورت پرپل رنگ کا فراک زیب تن کیے وہ کوئی بھی تھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ سر پر ہم رنگ حجاب اوڑھے، کندھوں پر بلیک کلر کی بڑی سی چادر ڈالے ہلکے سے میک اپ میں وہ کافی جچ رہی تھی۔۔۔ سفید گندمی مائل رنگت پر معصومیت اور پھر غصہ۔۔۔۔!!

روحاب اس کا سر سے پیر تک جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔

وہ خوبصورت نہیں تھی۔۔۔ سحر انگیز تھی۔۔۔

دھنک نے جب مسلسل اس کی نگاہیں خود پر جمی ہوئی دیکھی تو نا محسوس انداز میں اپنی چادر درست کر کے اسے مزید اپنے وجود کے ارد گرد لپیٹ لیا۔۔۔

"ایکسکیوز می مسٹر میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔۔۔"

دھنک کی آواز پر وہ ہوش میں آیا اور اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

اپنے اس موبائل سے نظریں ہٹا کر انسان کو کسی اور طرف بھی دیکھ لینا چاہیے۔۔۔ شرم آنی چاہیے آپ کو جو غلطی کر کے یوں بے شرمی سے میرے سامنے کھڑے ہیں۔۔ اور گھور کس خوشی میں رہے ہیں کبھی لڑکی نہیں دیکھی۔۔۔؟؟

وہ کبھی اس سے اتنی بدتمیزی سے پیش ناں آتی اگر اس کا پارہ ہائی ناں ہوتا تو۔۔۔

"دیکھو لڑکی تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو تم میرے بارے میں کچھ نہیں جانتی ورنہ بات کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچتی۔۔۔"

روحاب لڑکیوں کے اس رویے کا عادی نہیں تھا اس نے آج تک صرف لڑکیوں کو اپنے آگے پیچھے گھومتے ہوئے ہی دیکھا تھا اور اس لڑکی سے بھی اسے یہی اُمید تھی لیکن اسے بدتمیزی کرتے دیکھ روحاب کو بھی غصہ آ گیا تھا۔۔۔

"یہ حکم آپ میری زبان کو کیوں نہیں دیتے کہ وہ چلنے سے پہلے دیکھ لے کہ سامنے کون کھڑا ہے ویسے مجھے تو آپ کے سر پر کوئی سینگ نظر نہیں آئے تو پھر آپ میں کیا خاص بات ہوئی۔۔۔ "

بے نیازی سے کہی گئی بات سامنے والے کو آگ لگانے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

لیکن پھر جیسے اس کے نازک سراپے سے الجھ کر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔۔

"میں خوبصورت لڑکیوں پر غصہ نہیں کرتا ڈارلنگ۔۔۔ورنہ تمہاری اس قینچی کی طرح تیز چلتی زبان کو کب کا بند کر چکا ہوتا۔۔۔"

خباثت سے کہہ کر روحاب نے اسے آنکھ ماری۔۔۔۔

دھنک کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچ چکا تھا۔۔۔

پھر اس نے ارد گرد دیکھا اور مسکرا دی۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔۔!!

وہ کہہ کر وہ دور ایک ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

روحاب کمینگی سے مسکرا دیا تو گویا یہاں بھی وہ کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔

ہاں ہارنا تو روحاب سکندر نے دیکھا ہی کہاں تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں دھنک واپس آئی اور اپنی بند مٹھی کھول کر ڈھیر ساری سرخ مرچیں روحاب کی آنکھوں میں ڈال دیں۔۔۔

روحاب جو اس خوش فہمی میں دبا ہوا تھا کہ دھنک بھی اس کے جال میں پھنس چکی ہے اس کے اتنے سخت رد عمل پر چیخ پڑا۔۔۔

اوہ ہیلو مسٹر۔۔۔!!

دھنک نے ہاتھ سے چٹکی بجائی۔۔۔

"تم جیسے گھٹیا مردوں سے میں اچھی طرح سے واقف ہوں۔۔۔اُمید ہے دوبارہ تمہاری یہ بٹن جیسی آنکھیں کسی لڑکی کی طرف غلط ارادے سے نہیں اُٹھیں گیں۔۔۔اگلی دفعہ کسی لڑکی کے ساتھ بات کرتے وقت نظریں جھکا کر بات کرنا۔۔۔ورنہ اس دفعہ تو سرخ مرچیں ڈالی ہیں ناں اگلی دفعہ آنکھیں نکال لوں گی میں تمہاری۔۔۔"

اس کی چیخ و پکار کی پرواہ کیے بغیر وہ اپنی بات مکمل کر کے آگے بڑھ گئی۔۔۔

پھر جیسے رُکی۔۔۔

"اور ہاں دھنک رضا دھمکی نہیں دیتی کر کے دیکھاتی ہے مائینڈ اٹ۔۔۔"

کہ کر وہ اپنی چادر سمبھالتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ گئی۔۔۔

اور وہ پیچھے گالیاں بکتا ہوا زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہنی کے پاس آئی جو حسن صاحب سے کچھ بات کر رہی تھی۔۔۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے اس نے نظریں اُٹھائیں تو سامنے وہی شخص کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔

اس نے گھبرا کر ہنی کو بلایا جو اب حسن صاحب سے بات کرنے کے بعد سٹیج کی طرف جا رہی تھی۔۔۔

ہاں کیا ہوا۔۔؟؟

اس نے رک کر دھنک سے پوچھا جس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں تھیں۔۔۔

کیا ہوا دھنک تم ٹھیک ہو۔۔؟؟

ہنی نے فکر مندی سے اس کی حالت دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

"ہنی وہ آدمی کون ہے وہ کب سے مجھے گھور رہا ہے پہلے بھی اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔۔۔"

دھنک کے تفصیل سے بتانے پر ہنی نے اس طرف دیکھا تو ساکت رہ گئی۔۔۔

روحاب سکندر۔۔۔

ہنی زیر لب بڑبڑائی۔۔۔

تم جانتی ہو اسے۔۔؟؟

دھنک کے پوچھنے پر اس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

"ہاں۔۔۔اچھی طرح سے جانتی ہوں۔۔۔کزن ہے یہ میرا۔۔۔"

دھنک ششدر رہ گئی۔۔۔۔

"اوہ نو میں نے تو بہت بدتمیزی کی ہے اس کے ساتھ مجھے نہیں پتہ تھا یہ شافع کا کزن ہے۔۔۔"

دھنک نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بے بسی سے کہا۔۔۔

ہنی نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے کھینچتی ہوئی ایک طرف لے گئی۔۔۔۔

میری بات سنو دھنک۔۔۔

ہنی کے کہنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

اس شخص سے جتنا ہو سکے اتنا دور رہو گی تم سمجھی۔۔۔؟؟

کیوں۔۔؟؟

دھنک کو سمجھ میں ناں آیا وہ اپنے کزن کے بارے میں ایسا کیوں کہہ رہی ہے۔۔۔

"تم اب بچی نہیں ہو کہ تمہے ہر بات سمجھائی جائے دھنک۔۔۔بس اتنا سمجھ لو اس شخص سے ہمیشہ دور رہنا ہے کبھی اکیلے میں کہیں اس سے سامنا ہو بھی جائے تو بھائی کے پاس بھاگ جانا یا ضرورت پڑی تو جان سے بھی مار دینا۔۔۔لیکن ایک دفعہ تم اس کے ہاتھ اگئی تو تم ساری زندگی پچتاؤ گی اور اس وقت کو واپس نہیں لا سکو گی۔۔۔۔"

تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات۔۔۔؟؟

ہنی کا لہجہ برف سے بھی ٹھنڈا تھا۔۔۔

دھنک نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔۔۔

"تم صنم کے پاس جاؤ مجھے انکل نے بلایا تھا کچھ دیر میں رخصتی ہونے والی ہے تو مجھے سامان گاڑی میں رکھوانا ہے۔۔۔"

وہ دھنک کو تاکید کرتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

دھنک سٹیج پر آ گئی اور صنم اور مائل کے ساتھ سلفیاں بنوانے لگی۔۔۔

ہادی اور شافع البتہ ان دونوں سے ناراض تھے کیونکہ وہ ایک دفعہ پھر ان کے ہاتھوں بے وقوف بن چکے تھے۔۔۔

ہنی کی چالاکی بعد میں سامنے آئی تھی جب اس نے جوتے کے بدلے مائل سے پیسے مانگے تھے۔۔۔تب شافع کو سمجھ میں آیا کہ دھنک کی اتنی سخت باتیں جن پر وہ تڑپ اُٹھا تھا وہ صرف ایک ناٹک تھا۔۔۔

اسی لیے وہ اس وقت سے دھنک سے ناراض تھا۔۔ بھلا کوئی ایکٹنگ میں بھی ایسی باتیں کہتا ہے کیا۔۔

دھنک مسکراتے ہوئے ان دونوں سے باتیں کر رہی تھی جب اس کی نظر سامنے پڑی۔۔

روحاب اب سٹیج پر یقیناً مائل کو مبارک باد دینے آیا تھا۔۔

ہنی کی تاکید یاد آتے ہی وہ سرعت سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اور دوسری جانب کھڑے شافع کے ساتھ جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

شفقت صاحب اور عاشر یہاں ہوتے تو وہ شاید ان کے ساتھ گھر چلی جاتی مگر وہ دونوں ہی باہر حسن صاحب کے پاس تھے جبکہ شائستہ بیگم گھٹنوں کے درد کی وجہ سے شادی میں آ ہی نہیں سکی تھیں۔۔۔

شافع اس کی موجودگی سے بخوبی واقف تھا لیکن ناراضگی تو دیکھانی تھی اس لیے جان بوجھ کر موبائل میں مصروف رہا۔۔۔ مگر اس کا دھیان پورا کا پورا ساتھ کھڑی دھنک کی طرف ہی تھا۔۔۔

دھنک نے اسے فون میں گم دیکھا تو غصے سے اس کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر اس کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔۔۔اور آف کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑے کلچ میں ڈال لیا۔۔۔

وہ اس کے پھولے منہ کو دیکھ کر ناراضگی کے باوجود مسکرا دیا۔۔۔

یہ لڑکی آخر اسے اتنی پیاری کیوں تھی۔۔۔؟؟

****

کھانے کے بعد ہر طرف رخصتی کا شور مچ گیا۔۔۔

صنم تو اپنی امی سے لگ کر خوب روئی۔۔۔ آج کے دن اسے اپنے ابو کی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

الماس بیگم نے مائل سے وعدہ لیا کہ وہ ان کی بیٹی کا بہت خیال رکھے گا۔۔۔

"ابو میں بعد میں گھر آجاؤ نگی ناں ابھی میں ہنی کے ساتھ صنم کے سسرال جا رہی ہوں وہاں ہمیں بہت سی رسمیں کرنی ہیں۔۔۔۔"

دھنک نے شفقت صاحب سے مائل کے گھر جانے کا اسرار کیا۔۔۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے پھر تم مجھے بتا دینا میں لینے آجاؤ نگا۔۔۔"

شفقت صاحب اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر الوداعی کلامات کہتے ہوئے چلے گئے۔۔۔

سب سے پہلے ہنی کی گاڑی روانہ ہوئی جسے شافع ڈرائیو کر رہا تھا دھنک بھی انہی کے ساتھ تھی۔۔۔اس کے بعد شافع اور ہادی کی گاڑی روانہ ہوئی جس میں حسن صاحب اور الماس بیگم بھی تھیں۔۔۔پھر دولہے کی کار جس میں صنم اور مائل موجود تھے۔۔۔۔

گھر پہنچتے ہی کچھ ابتدائی رسموں کے بعد ہنی صنم کو اس کے کمرے میں بٹھا آئی تھی۔۔۔

جب مائل اپنے کمرے میں جانے لگا تو دروازے پر ان دونوں آفتوں کو کھڑے دیکھ کر اس کا دل چاہا بیٹھ کر بے بسی سے روئے۔۔۔

یہ دونوں چڑیلیں اسے صبح سے اتنا لوٹ چکی تھیں کہ بس۔۔۔

اب کیا چاہیے تم دونوں کو۔۔۔؟؟

وہ ان دونوں کو گھورتا ہوا استفسار کرنے لگا۔۔۔

"ہمیں نیگ چاہیے۔۔۔"

ہنی نے شاہانہ انداز میں کہا۔۔۔

"یار ایک کام کرو۔۔وہ جو کریڈٹ کارڈ ہے ناں تم دونوں کے پاس وہ پورا کا پورا ہی رکھ لو۔۔۔اس میں جتنی بھی رقم ہے اس کی شاپنگ کرنا۔۔پر خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دو پلیز۔۔۔"

وہ ان کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوا بے بسی سے بولا۔۔۔۔

"ڈیٹس گڈ آئیڈیا چلو دھنک چلتے ہیں۔۔۔"

وہ دونوں خوشی سے جھومتی ہوئیں آگے بڑھ گئیں۔۔۔۔

"اے رکو۔۔۔بات تو سنو میں مذاق کر رہا تھا یار۔۔۔۔میرا کریڈٹ کارڈ۔۔۔"

وہ بچارہ انہیں روکتا رہ گیا مگر وہ جا چکی تھیں۔۔۔۔

خیر ابھی سوگ منانے کا وقت نہیں تھا۔۔

اس لیے وہ اس ارادے کو کسی اور دن پر چھوڑتے ہوئے دروازی کھول کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔

سامنے ہی بیڈ پر اس کی دلہن پوری شان سے براجمان تھی۔۔۔۔

سفید گلاب کے پھولوں نے اس کا موڈ فریش کر دیا تھا۔۔۔پورے کمرے کو خوبصورت گلاب کے تازے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔بیڈ کے ارد گرد بھی سفید اور سرخ پھول لگائے گئے تھے۔۔۔جبکہ بیڈ کے چاروں اطراف ریشم لگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ دھیمی چال چلتا ہوا بیڈ کے قریب پہنچا اور پھر صنم کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

وہ سر جھکائے کنفیوز سی بیٹھی تھی۔۔۔گود میں دھرے ہاتھوں کو کچھ اضطراب سے آپس میں رگڑ رہی تھی۔۔۔

مائل اس کی حالت سے کھل کر محفوظ ہوا۔۔۔

آہستہ سے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی تھوڑی تلے رکھا۔۔اس کے چہرے کو انگلیوں کی مدد سے زرا اوپر اُٹھایا۔۔

"جانتی ہو میں نے اُمید ہی چھوڑ دی تھی کہ تم مجھے کبھی ملو گی۔۔۔"

کچھ دیر اس کی خوبصورے چہرے کو دل میں اُتارنے کے بعد وہ بھاری گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔۔

مسکراؤ گی نہیں۔۔۔؟؟

فرمائش کی گئی تھی۔۔۔

دھیمی سی مسکان اس کے لبوں کو چھو گئی۔۔۔

"میں وعدہ کرتا ہوں جب تک تمہارے ساتھ ہوں مسکراہٹ کو ان لبوں سے جدا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔"

مائل نے گود میں دھرا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے یقین دلایا۔۔۔۔

میں تمہیے بتانا چاہتا ہوں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں میں۔۔۔

شش۔۔۔۔!!

صنم نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تو باقی کا جملہ اس کے لبوں میں ہی دم توڑ گیا۔۔۔۔

"تم نے کبھی زبان سے اقرار نہیں کیا تھا۔۔۔ مگر تمہاری ان آنکھوں نے اسی دن سب کہہ دیا تھا جب میں تمہیے اپنی شادی کا کارڈ دینے آئی تھی۔۔۔۔"

" کبھی کبھی محبت کو زبان یا الفاظوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔ محبت کی تو ایک اپنی ہی زبان ہوتی ہے۔۔۔ جو بن کہے سمجھ میں آجاتی ہے۔۔۔۔"

صنم نے کہا۔۔۔۔

مائل نے آہستہ سے اس کی انگلی اپنے ہونٹوں سے ہٹائی۔۔۔ اور اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھ دیئے۔۔۔

صنم کو اپنے روم روم میں سرشاری اُتری ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

"اور مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ مجھے اپنی محبت کو لفظوں میں بیان نہیں کرنا پڑا بلکہ تم میری آنکھوں کی زبان سمجھ گئی۔۔۔"

وہ صنم کے رخسار کو چھوتی گستاخ لٹ کو انگلی میں لپیٹتے ہوئے محبت پاش لہجے میں بولا۔۔۔

"مگر میں تمہارے منہ سے اظہار سننا چاہوں گا۔۔۔"

ایک اور فرمائش کی گئی۔۔۔

"مائل حسن! میں آج سے اپنا وجود اپنی روح کو تمہے سونپتی ہوں۔۔۔اب سے میری ہر خواہش ہر آرزو تم تک محدود ہو گی۔۔۔میں اپنے محرم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ میں جلد ہی محبت سے عشق تک کا سفر طے کرلوں۔۔۔"

صنم کے اقرار پر وہ سرشاری سے مسکرادیا اور اس کی بے داغ پیشانی چوم لی۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔

وہ کہتا ہوا بیڈ سے اُٹھا اور وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

صنم نے تجسس سے اس کے ہاتھ میں بڑا سا باکس دیکھا۔۔۔

وہ باکس لے کر صنم کے پاس آیا اور بڑی احتیاط سے اسے کھولنے لگا۔۔۔

پھر اس نے اس باکس میں سے کچھ نکال بڑی محبت سے چوم کر آنکھوں دے لگایا۔۔۔اور صنم کی طرف بڑھا دیا۔۔۔

قرآن پاک۔۔۔؟؟

صنم نے شاک کی کیفیت میں اس کے ہاتھ میں موجود قرآن پاک دیکھا۔۔۔۔

"میں نے سوچا بیوی اتنی نایاب اور منفرد ہے تو اس کے لیے تحفہ بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔اور پھر قرآن پاک سے بڑھ کر اور خوبصورت تحفہ بھلا کیا ہو گا۔۔۔"

مائل کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں نمی آگئی تھی۔۔۔۔

صنم نے قرآن پاک تھام چوما اور عقیدت سے آنکھوں سے لگایا۔۔۔

"لاؤ میں اسے وہاں رکھ دیتا ہوں صبح نماز کے بعد دونوں پڑھے گے۔۔۔"

مائل نے قرآن پاک لے کر احتیاط سے واپس رکھ دیا۔۔۔

"میرے پاس بھی کچھ ہے آپکے لیے۔۔۔"

کیا۔۔؟؟

مائل نے پوچھا۔۔۔

"یہ آپ کا لیپ ٹاپ۔۔۔"

صنم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

مائل نے اسے گھوری سے نوازہ تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔

"مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے فلحال تم ہو ناں۔۔ یہ سجا سنوارا روپ میرے لیے ہی تو ہے۔۔۔"

اس نے صنم کو باہوں میں لیتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔۔۔

"کوئی نہیں مجھے نیند آئی ہے گڈ نائٹ۔۔۔"

صنم نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا اور لہنگا سمیٹ کر اُٹھنے لگی۔۔۔۔

گڈ نائٹ کی بچی تمہے تو میں بتاتا ہوں رکو زرا۔۔۔!

مائل نے اسے کھینچ کر بیڈ پر گرایا اور اس کے اوپر جھک گیا۔۔۔

چاند اس خوبصورت ملن پر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

****

کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

تین کھڑکیوں میں سے صرف ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی جہاں سے تھوڑی سی روشنی کمرے میں آرہی تھی۔۔۔۔

ایک کرسی اور ٹیبل کے علاوہ ہر قسم کے فرنیچر سے عاری کمرہ کسی سٹور روم کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ کرسی پر بیٹھا سامنے ٹیبل پر پڑی تصاویر کو بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تبھی اس کا فون رنگ کرنے لگا تو اس نے بے زاری سے اپنا فون نکال کر کان سے لگایا۔۔۔

نظریں ہنوز ایک تصویر پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

مدھم گھمبیر آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ پندرہ لڑکیوں کا انتظام ہو چکا ہے جبکہ ایک لڑکی اور میں نے تلاش کر لی ہے۔۔۔"

نجانے دوسری طرف سے کیا کہا گیا تھا جس کا اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔ ناں کوئی الوادعی کلامات ناں کوئی تاکید۔۔۔ بھلا کسی کو اس کی تاکید کی ضرورت تھی کیا۔۔۔ وہ خاموش زبان بولتا تھا اور اس کے آدمی خاموش زبان ہی سمجھ جاتے تھے۔۔۔ کیونکہ کوئی فضول سوال پوچھنا تو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے جیسا تھا۔۔۔

دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

Oh hye.......

دلکشی سے مسکراتے ہوئے اک ادا سے اس نے اپنے بال جھٹکے تھے۔۔۔

پھر وہ آگے بڑھ کر اب اس کی گود میں بیٹھ چکی تھی۔۔۔

اس کی گردن کے گرد باز و حائل کرتے ہوئے وہ اس پر جھکنے ہی والی تھی جب اس سختی سے اس کو جھٹکا دے کر

زمین پر پٹکا تھا۔۔۔

اس لڑکی نے کراہتے ہوئے شدید حیرانگی کے عالم میں اس ظالم شہزادے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس نے چٹکی بجاتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہہ دیا تھا۔۔

وہ بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔

اور اس لڑکی نے بھی اس آتش فشاں کے پھٹنے سے پہلے یہاں سے چلے جانے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔

وہ بولتا بہت کم تھا اور دوسروں کے لیے اس کا ایک اشارہ ہی کافی ہوا کرتا تھا۔۔

وہ اسے بولنے پر مجبور کیا بھی نہیں کرتے تھے۔۔۔

لڑکی کے جاتے ہی ایک آدمی بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

لگ بھگ پچیس سال کی عمر کا وہ آدمی بہت مودب انداز میں اس حسین شہزادے کے سامنے جھکا تھا۔۔

وہ دلکشی سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

دھیمی سی مسکان اور اس آدمی کو لگا وہ یہی بیہوش ہو جائے گا۔۔

اگر ایک مرد ہو کر وہ اس انسان کے سحر میں جکڑا جا سکتا تھا تو لڑکیوں کی کیا حالت ہوتی ہو گی اس کی ایک مسکراہٹ دیکھ کر۔۔۔۔؟؟

شاید اسی لیے وہ زیادہ باہر نہیں نکلتا تھا۔۔۔ خیر چاند بادلوں میں چھپا ہوا ہی اچھا لگتا ہے۔۔۔

"اگر تم مجھے سوچ چکے ہو تو کام کی بات کریں۔۔۔"

اس نے کہا نہیں تھا لیکن چہرے کے تاثرات کچھ ایسے ہی تھے۔۔۔۔

وہ شفیق نامی آدمی فوراً سنبھلا اور اب فروفیشن انداز میں اسے تمام معملات سے آگاہ کرنے لگا۔۔۔۔

وہ محض سر ہلا کر دوبارہ ان تصاویر کو دیکھنے لگا اور ساتھ پڑی فائل میں لکھی ڈیٹیلز پر بھی نظر ثانی کرنے لگا۔۔۔

سر وہ۔۔۔!!

شفیق گیا نہیں تھا۔۔۔ مطلب ابھی بھی کچھ باقی تھا۔۔۔

وہ فائل بند کر کے دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

اپنے ملازمین کی عادات سے وہ باخوبی واقف تھا۔۔۔ خاص کر شفیق سے جو صحیح معملات کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کے بعد آخر میں اسے وہ بات بتاتا تھا جو اصل میں وہ کہنے آیا ہو یا پھر جس میں کوئی مسئلہ درپیش آ رہا ہو۔۔۔

"سر روحاب سکندر کا فون آیا تھا۔۔۔"

شفیق نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا روحاب نامی شخص سے اس کا باس کتنا بے زار ہو جایا کرتا تھا۔۔۔باس کے خیال سے روحاب کام وام تو کچھ کرتا نہیں تھا بس لوگوں کو دیکھ کر ان کا شجرا نسب کھنگالنے لگ جاتا تھا۔۔۔جبکہ خود اس کے باس کے پاس ان لوگوں کی بھی تمام ڈیٹیلز ہوتی جنہیں وہ نہیں جانتا یا جو ابھی اس کے دھندے میں نہیں شامل ہوئے تھے۔۔۔

ایک آئی برو کو اوپر زرا اوپر کر کے اس نے پیشانی پر بل ڈال کر شفیق کو دیکھا۔۔۔

"سر وہ آپ سے ارجنٹ ملنا چاہتے ہیں۔۔۔"

مزید ناں رفیق نے کوئی اطلاع دی تھی ناں اس نے سنی تھی۔۔۔

وہ فضول سوالات سے پرہیز کیا کرتا تھا۔۔۔روحاب ضروری ملنا چاہتا ہے تو لازمی کوئی اہم بات تھی۔۔۔

بغیر کچھ کہے سنے وہ تیزی سے اُٹھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

پیچھے شفیق نے سکھ کا سانس لیا اور بھاگ کر ٹیبل پر پڑی فائلز اور تصاویر سمبھالنے لگا۔۔۔

****

وہ تیز رفتار سے چلتا ہوا اس بڑے سے بنگلے میں داخل ہوا تھا جو اس کے خوبصورت بنگلے کے سامنے کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

سامنے ہی وہ جو لاؤنج میں موجود صوفے پر اپنی پوری شان و شوکت سمیت براجمان تھا۔۔۔ اسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

آؤ آؤ R.K ۔۔۔۔

کیا حال چال ہیں آپ کے بھئی۔۔۔؟؟

روحاب کافی خوش نظر آرہا تھا جس کا ثبوت اس کے چہرے پر بکھرے خوشی کے رنگ تھے۔۔۔۔

وہ روحاب کے بڑھے ہوئے ہاتھ اور اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صوفے پر براجمان ہو گیا۔۔۔۔

روحاب بھی سر میں ہاتھ پھیرتا ہوا سامنے والی نشت پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

میرے پاس تمہارے لیے ایک گڈ نیوز ہے جسے سنتے ہی تم حیرت سے اچھل پڑو گے۔۔۔۔

روحاب بڑے جوش سے بولا۔۔۔۔

اس نے چٹکی بجا کر اشارہ کیا۔۔۔ (کام بتاؤ (

روحاب نے ایک تصویر اس کی طرف بڑھا دی۔۔۔۔

دیکھو تو مجھے کون سا خزانہ ملا ہے۔۔۔ اس خزانے سے تم کوئی راجہ مہاراجہ نہیں بن جاؤ گے لیکن تمہارا افغانستان کے اسمگرز سے کیا 20 لڑکیوں کا وعدہ پورا ہو جائے گا۔۔۔۔

روحاب کے چہرے پر جھلکتی خوشی ناں ہی اس کی دی ہوئی اچھی خبر سامنے والے کے چہرے پر خوشی یا مسکراہٹ نہیں لا سکی تھی وہ جوں کے توں سنجیدہ تاثرات لیے اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دھنک رضا۔۔

"سونے کی چڑیا جس میں شافع مراد کی جان بستی ہے۔۔۔"

روحاب کا سارا کا سارا جوش جاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔۔۔ پھر اس نے ہاتھ سے تصویر کھینچتے ہوئے یوں گھورا جیسے کہہ رہا ہو" کبھی تو حیران ہو جایا کرو یا کم سے کم چونک ہی جایا کرو"

کیا یہ لڑکی راضی ہے۔۔۔؟؟

روحاب نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور گلا کھنکار کر دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

"چھوڑو ناں یار اگر ہم اپنے دھندے میں لوگوں کی مرضی دیکھتے رہے گے تو ہم وہی کے وہی رہ جائیں گے۔۔۔ کون سا بڑا مسئلہ ہے اغواہ کر لیں گے اسے۔۔۔"

روحاب کی بات سن کر اس کے چہرے کے تاثرات مزید سخت ہوئے۔۔۔

"یہ سب تمہارے دھندے میں ہوتا ہوگا میں ایسے کچے کام کرنے کا عادی نہیں ہوں ویسے بھی اغواہ کی ہوئی لڑکیوں کا چیخنا چلانا اور ہر وقت ڈر کے کہی بھاگ ناں جائیں۔۔ میرے پاس ان فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے۔۔۔۔"

اس کا لہجہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔۔۔

رو عب ایسا تھا کہ روحاب نے فوراً گھبرا کر پہلو بدلا۔۔۔ بھلا وہ اس کا مقابلہ کر سکتا تھا۔۔ ناں ذہانت میں ناں خوبصورتی میں۔۔۔ اس سحر انگیز شہزادے کے سامنے کسی کا بھی بس چلنا ناممکن ہے۔۔۔ اس کے سامنے ہر وہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

"نہیں نہیں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا تم غلط سمجھ رہے ہو میں بس یہ کہہ رہا تھا کہ جو چیز پسند آئے اسے چھین لینا چاہیے اگر تم ایسے ہی ان لڑکیوں کو بیرونے ملک بھیجو گے جو اپنی مرضی سے جائیں تو تم وہی کے وہی رہ جاؤ گے تمہے آگے بڑھنے کے لیے کچھ رو بدل کرنا پڑے گا ناں۔۔۔۔"

اس نے سٹپٹا کر اپنی صفائی میں کہا۔۔۔

"یہ سب مشورے تم اپنے لیے سمبھال کر رکھو کام آئیں گے میرے کام کرنے کے کچھ اصول ہیں جنہیں میں کبھی نہیں بدلتا۔۔۔"

وہ اٹل انداز میں کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ارے رکو تو صیحح۔۔۔

روحاب بھی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"تم آلریڈی میرے 15 منٹ ضائع کر چکے ہو۔۔۔"

"آہ چلو تم کم سے کم یہ فائل تو دیکھ لو پھر بیشک واپس کر دینا۔۔۔"

اس کے ساتھ ڈیل کرنے کا مطلب تھا اس کے بزنس میں شامل ہو جانا۔۔

اور اس جیسے انسان کی پاٹنر شپ روحاب سکندر تو کیا کسی بھی شخص کے لیے خوش نصیبی کی بات تھی۔۔۔ قسمت ہی کھل جاتی اس کی اگر وہ اسے خوش کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو۔۔۔

اس نے بے زاری سے فائل روحاب کے ہاتھ سے لے لی۔۔۔ اچانک فائل میں سے ایک تصویر نیچے گری تھی۔۔۔

اس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے قدم رکے تھے۔۔۔

ایک پل کے لیے نگاہیں اُٹھیں۔۔۔ اور پھر پلٹنا بھول گئیں۔۔۔

گولڈن لہنگے میں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔

یہ کون ہے۔۔۔؟؟

اس کے استفسار پر روحاب حیران ہوئے بغیر ناں رہ سکا۔۔۔

تمہے نہیں پتہ۔۔۔؟؟

روحاب نے تعجب سے پوچھا۔۔۔

آفکورس شافع مراد کی بہن لیکن اس کی تصویر تمہارے پاس کیا کر رہی ہے۔۔۔؟؟

"ارے یہ میری کزن ہے اور بچپن کی منگیتر بھی۔۔۔"

روحاب نے گڑبڑاتے ہوئے بتایا۔۔۔

"تو اپنی منگیتر کی تصویر تم نے ان برائے فروخت لڑکیوں کی فائل میں رکھی ہوئی تھی۔۔۔"

وہ طنز کر رہا تھا مذاق کر رہا تھا یا سنجیدہ تھا وہ سمجھ نہیں سکا۔۔۔

وہ شخص کمپلیکیٹڈ تھا۔۔۔اسے سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔۔۔

"نہیں وہ میں نے سوچا میں تو کسی سے بھی شادی کر سکتا ہوں یہ تمہارے کام بھی تو آ سکتی ہے ناں۔۔۔"

روحاب کی بات سن کر اس نے دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیجی۔۔۔

"ہوں۔۔۔سوچ کر بتاؤں گا تمہے۔۔۔"

وہی دلکش مسکراہٹ جو نجانے کس تاریخی دن کو اس کے ہونٹوں پر بکھرتی تھی۔۔۔وہ آج ایک لڑکی کی تصویر دیکھ کر بکھر گئی تھی حالانکہ اس کے خود کے گھر ایک خوبصورت بلا موجود تھی اور وہ اسے دیکھ کر بھی کبھی نہیں مسکرایا تھا۔۔۔

اس نے فائل کو صوفے پر اچھالا اور تصویر اس کے ہاتھوں سے لے کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

روحاب کا دل کیا خوشی سے بھنگڑے ڈالے۔۔۔چلو کوئی تو چال کامیاب ہوئی۔۔۔

* *

مائل۔۔۔!!

وارڈروب میں مائل کے کپڑے ہینگ کرتے ہوئے اس نے بیڈ پر بیٹھے مائل کو مخاطب کیا۔۔۔۔

ہوں۔۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔۔انگلیاں ہنوز لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کے لیے چل رہی تھی۔۔۔۔

"اتنے دن ہو گئے ہیں ہنی اور دھنک سے ملے ہوئے میں انہیں بہت مس کر رہی ہوں مائل۔۔۔۔"

وہ اداسی سے کہتی ہوئی وارڈروب کا پٹ بند کرنے لگی۔۔۔۔

"ہاں تو کل مل آنا جا کر ان سے یا فون پر بات کر لو۔۔۔۔"

مائل ہنوز اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔۔

کرتی ہوں فون لیکن آمنے سامنے ملنے کا" الگ مزہ ہوتا ہے ناں اور یونی میں بھی تو ہم روز ملتی تھیں۔۔۔۔"

دھیمی چال چلتی ہوئی وہ بیڈ کے قریب آ کھڑی ہوئی اور بے بسی سے بولی۔۔۔۔

"تو پھر یوں کرو کہ کل ان دونوں کی دعوت کر لو یہاں۔۔۔۔"

مائل نے مفت کا مشورہ دیا۔۔۔۔

"ناٹ بیڈ میں کل ہی انہیں انوائٹ کر دوں گی۔۔۔۔"

ہمم گڈ۔۔۔

وہ بُری طرح سے کام میں غرق ہونے کے باوجود اس کی باتیں سن بھی رہا تھا اور ہوں ہاں بھی کر رہا تھا مگر صنم کو کون سمجھائے۔۔۔۔

"اس گرل فرینڈ کو تو زرا سائڈ پر رکھے ناں آپ۔۔۔"

اس نے غصے سے لیپ ٹاپ جھنپٹنے کے انداز میں مائل کی گود سے اُٹھالیا اور بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔۔

"صنم جان مجھے کام کرنا ہے ابھی بہت سارا۔۔۔"

وہ لیپ ٹاپ چھن جانے پر بے چارگی سے بولا تاثرات ایسے تھے جیسے ابھی رو دے گا۔۔۔۔

"بھاڑ میں گیا کام۔۔۔ آپ کو میری زرا سی بھی فکر ہے مائل۔۔۔ چوبیس گھنٹے بس کام کام کام۔۔۔ آفس سے آنے کے بعد بھی کام۔۔۔۔"

"اوہ فو کیا ہو گیا ہے صنم کام تو کرنا ہی ہے ناں دیکھو پہلے بھی شادی اور ہنی مون کے چکروں میں کام اگنور ہو تا رہا ہے پھر ہم آسٹریلیا چلے گئے۔۔۔ اب دن رات کام تو کرنا پڑے گا ناں۔۔۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔۔۔

"ہاں تو مت کرتے شادی ناں لے کر جاتے ہنی مون پر کرتے ناں کام۔۔۔"

"ہنن کام تو کرنا پڑے گا۔۔۔ ایسی کی تیسی کام کی۔۔۔۔"

وہ منہ بسور کر مائل کی نقل اتارتی ہوئی بولی۔۔۔۔

"اف لڑکی پوری فلم ہو تم۔۔۔ اچھا آج کرو کام کل ہم چلیں گے کینڈل لائٹ ڈنر پر۔۔۔"

وہ اسے بہلا نہیں رہا تھا وہ جانتی تھی وہ اپنی بات کا پکا ہے۔۔۔۔

اس کے باوجود اس نے مائل کو لیپ ٹاپ نہیں اُٹھانے دیا اور اس کے کندھے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔!!

مائل نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن وہ خاموش رہی۔۔۔۔

سنو جاناں۔۔۔۔

کیا ہے۔۔۔؟؟

وہ جتنے پیار سے بولا تھا وہ اتنی ہی خود کو بے زار ظاہر کر رہی تھی۔۔۔

"یار ایک کپ کافی کا تو پلا دو۔۔۔۔"

بہت پیار سے فرمائش کی گئی تھی۔۔۔

"ہاں ہاں کافی کے بہانے مجھے باہر بھیج رہے ہیں تا کہ میرے جانے کے بعد اس منحوس کو گود میں رکھ کر پھر سے کام شروع کر دیں۔۔۔"

تپے ہوئے لہجے میں جواب آیا۔۔۔۔

"اچھا تم فکر ناں کرو اس منحوس کو اب میں گود میں نہیں رکھوں گا بلکہ سامنے بیڈ پر رکھ کر کام کر لوں گا۔۔۔"

مائل ہنسی دباتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"مائل مجھے تنگ نہیں کرو ورنہ مار کھاؤ گے مجھ سے۔۔۔"

یہ عجیب ہی بیوی تھی جو کبھی تم کہتی تو کبھی آپ۔۔۔

وہ شدید غصے میں اپنے لمبے ناخن اس کی بازو میں چباتے ہوئے بولی۔۔۔

"آؤچ جنگلی بلی شرم کرو میں شوہر ہوں تمہارا۔۔۔"

مصنوعی غصے سے مائل نے وارننگ دی۔۔۔

ہاں بدقسمتی سے۔۔۔

وہ منہ بگاڑتی ہوئی بولی۔۔۔۔

اف یار بتا بھی دو آخر تمہے غصہ کس بات پر ہے۔۔۔؟؟

بالآخر وہ اس کے حرکتوں سے چڑ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا شوہر مجھے ٹائم نہیں دیتا۔۔۔ ہسبینڈ وائٹ کچھ ٹائم سپینڈ کرتے ہیں، پیار بھری باتیں کرتے ہیں، گھومنے جاتے ہیں، ساتھ کھانا بناتے ہیں تم تو بالکل ہی بورنگ ہو۔۔"

صنم کی بات سن کر مائل کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔

اف خدایا یہ لڑکی۔۔۔

"ہاں تو کل لے جاؤں گا ناں کینڈل لائٹ ڈنر پر۔۔۔"

مائل کو سمجھ نہیں آرہی تھی اس لڑکی کا کرے کیا۔۔۔۔

"ابھی چلو ناں کہیں باہر چلتے ہیں آئسکریم کھانے۔۔۔۔"

صنم نے مسکراتے ہوئے فرمائش کی۔۔۔

"واٹ۔۔۔لڑکی ہوش میں تو ہو ناں اس وقت اتنی ٹھنڈ میں ہم آئسکریم کھانے چلیں۔۔۔"

مائل صدمے کی کیفیت میں بولا۔۔۔۔

"اوفو مائل آئسکریم ناں سہی کچھ اور کھالیں گے ڈنر کا ٹائم ہونے والا ہے ڈنر کرلیں گے ناں چلو بس ابھی چلو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے اُٹھی اور مائل کی بازو پکڑ کر کھینچنے لگی۔۔۔۔

صنم کیا کررہی ہو رکو تو یار۔۔۔

مائل احتجاج کرتا رہ گیا لیکن وہ مائل کو کھینچ کر اُٹھا چکی تھی اور اب چادر اوڑھ رہی تھی۔۔۔

چلیں۔۔۔؟؟

"اچھا رکو کیز تو لینے دو گاڑی کیں۔۔۔"

اس نے سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی کیز اُٹھائیں اور اس کے ہم قدم ہوا۔۔۔

****

یہ خوبصورت بنگلا جس کا نام Rose Vella تھا اپنی مثال آپ تھا۔۔۔۔

اتنا خوبصورت بنگلا شاید ہی اسلام آباد شہر میں کوئی ہو۔۔۔ یہ بنگلہ باہر سے گزرنے والے لوگوں کو رکنے پر مجبور کر دیتا تھا اور اپنے سحر میں کچھ اس طرح جکڑتا تھا کہ ہزاروں لوگ اس بنگلے کو خریدنے کے لیے بے قرار تھے۔۔۔

ناصرف یہ بنگلہ بلکہ اس کا مالک "اشہب منہاج" دونوں ہی بلا کے سحر انگیز تھے۔۔۔

انڈر ورلڈ میں وہ R.K کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔۔۔

اس بنگلے کا نام روز ولا اس لیے تھا کیونکہ اس گھر میں کافی فاصلے تک لان میں پھول ہی پھول کے پودے تھے۔۔۔ ہر رنگ کا پھول یہاں موجود تھا۔۔۔ بلکہ گھر کے اندر بھی ہر دوسرے تیسرے ٹیبل پر پھولوں سے بھرے ڈیکوریشن پیسز ہی رکھے گئے تھے۔۔۔

کچھ لوگوں کا ماننا تھا کہ شاید اس بنگلے کے مالک کو پھولوں سے بے حد محبت تھی جبکہ کچھ کہتے تھے کہ یہ ناممکن ہے۔۔ اشہب منہاج جس کے لیے لوگوں کی جان لینا ایک عام سی بات ہو جس کے سینے میں دل کی جگہ شاید

پتھر تھا اس جیسے پتھر شخص کا بھلا پھولوں سے کیا تعلق۔۔۔ لیکن اندر کی بات تو ظاہر ہے اشہب خود ہی جانتا تھا۔۔۔

اس وقت وہ بڑی مہوت سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا جب ہیل کی ٹک ٹک کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔۔

وہ جو کوئی بھی تھی بلا کی حسین تھی۔۔۔ سرخ و سفید رنگت پر ڈیپ ریڈ کلر کے ٹاپ کے ساتھ بلیک جینز پہن رکھی تھیں۔۔۔ کرلی ہوئے بال کرس کروا کر کندھے پر ڈال رکھے تھے۔۔۔

ہاتھوں میں کافی کے دو کپ اُٹھائے وہ چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ چکی تھی۔۔۔

لیکن وہ اشہب منہاج تھا۔۔۔ جو تھالی میں رکھی گئی چیز کو کبھی ہاتھ نہیں لگاتا تھا بلکہ کسی چھپے ہوئے جانور کی طرح چھپے ہوئے لوگوں کا شکار کیا کرتا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک نظر بھی اُٹھا کر اس چارمنگ بیوٹی کو نہیں دیکھا تھا اور اگر دیکھتا بھی تو نگاہوں میں ناگواری صاف جھلکتی۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے کافی سے بھرا ایک کپ میز پر رکھا تو دوسرا ہاتھ میں اُٹھائے وہ اشہب کے بالکل ساتھ لگ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

اس کا چہرہ ہر طرح کے تاثرات سے عاری تھا۔۔۔

کہاناں اشہب منہاج جب چاہے تبھی دل کی بات اس کے چہرے پر سے پڑھی جاسکتی ہے ورنہ اگر وہ ناں چاہے تو کوئی پورا دن بھی اس کے چہرے کو غور سے دیکھتا رہے گا پھر بھی اس کی دل کی بات نہیں سمجھ سکے گا۔۔

"کافی پیو ناں منہاج۔۔۔"

وہ بال جھٹکتے ہوئے کافی کا سپ لے کر بولی۔۔۔

بغیر کچھ بولے اس نے کافی کا کپ ٹیبل سے اُٹھالیا۔۔۔

پھر انا کے منہ سے فلگ شگاف چیخ برامد ہوئی تھی۔۔۔

گرم بھاب اُڑاتی کافی اس کے ہاتھوں اور ٹانگوں کو جھلسا گئی تھی۔۔۔

"اوہ میں نے دیکھا نہیں۔۔۔ خیر تم اس پر کچھ لگالینا میں چلتا ہوں زرا مجھے کچھ کام ہے۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے نو سو گیارہ ہو گیا۔۔۔

انا اپنا درد بھول کر منہ کھولے داخلی دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے وہ ابھی باہر گیا تھا۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

"یو بلڈی اشہب منہاج۔۔۔ میں تمہے چھوڑو گی نہیں بس ایک دفعہ تم میرے ہاتھ آجاؤ بس۔۔۔"

وہ شدید غصے کے عالم میں کہتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی صوفے پر گر گئی جہاں ابھی بھی اس کی خوشبو بکھری ہوئی تھی۔۔۔

وہ گالیاں بکتی ہوئی اونچی آواز میں نوکروں کو پکارنے لگی۔۔۔

ملازمین بچارے چیخ و پکار سن کر ہڑبڑاتے ہوئے بھاگے چلے آئے۔۔۔

اپنے باس کی بہن (سوتیلی بہن) کو اس حال میں دیکھ کر پریشان ہو گئے۔۔۔

اور اس کی دوا کے لیے بھاگ دوڑ کرنے لگے۔۔۔

بی بی جی ایک بات بولوں۔۔۔

سکینہ بی اس کے زخم پر دوا لگاتی ہوئی رازداری سے پوچھنے لگیں۔۔۔

انا چونکہ درد سے تڑپ رہی تھی اس لیے صرف سر ہی ہلا سکی۔۔۔

"بی بی جی صاحب آپ کے بھائی ہیں ناں تو آپ زرا ان سے دور رہا کریں۔۔۔"

ملازمہ کے مفت کے مشورے پر وہ بُری طرح بگڑی۔۔۔

یو ایڈیٹ کیا بک رہی ہو۔۔۔؟؟

"جی میں تو بس یہ کہہ رہی تھی کہ دیکھیں ناں اب آگ میں انگلی ڈالیں گی تو انگلی اپنی ہی جلے گی۔۔۔ باقی آپ خود سمجھدار ہیں۔۔۔"

ملازمہ نے کہا۔۔۔

"تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ورنہ میں سب سے پہلے تمہارے اوپر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دوں گی سمجھی نکلو یہاں سے۔۔۔"

وہ اونچی آواز میں غرائی تو سکینہ بی سہمی سہمی سی کچن میں بھاگ گئی۔۔۔

"گاڈ مر گئی۔۔۔اللہ پوچھے گا آپ سے مام کس جنگلی کے ساتھ مجھے پھنسا دیا۔۔۔"

وہ درد سے کراہتے ہوئے اپنی ماں کو کوسنے لگی جس نے اسے اشہب کو پھنسانے کا آئیڈیا دیا تھا۔۔۔

سکینہ بھی یہ چڑیل ہر وقت صاحب کے ارد گرد ایسے کیوں منڈلاتی رہتی ہے جیسے مکھی شہد کے ارد گرد۔۔۔؟؟

ایک میل ملازم سکینہ بی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"ارے چھوڑو بھئی ہمیں کیا۔۔۔اس خوبصورت چڑیل کا اور کام بھی کیا ہے۔۔۔صاحب کے اتنے پیسے دیکھ کر نیت خراب ہو گئی ہو گی اس کی۔۔۔۔"

وہ رازداری سے بتانے لگیں۔۔۔۔

دوسری طرف اناماں کو فون پر آج کی ساری روداد سنانے لگی۔۔۔۔

****

رات نیند ناں آنے کے باعث وہ جاگتا رہا تھا۔۔۔ صبح چھے بجے بمشکل کروٹیں بدلتے بدلتے اس کی آنکھ لگی تھی۔۔۔ مگر وہ زیادہ وقت سو نہیں سکا تھا۔۔۔ دو گھنٹے بعد ہی معمول کے مطابق وہ آٹھ بجے اُٹھ گیا تھا۔۔۔ نیند سے بوجھل آنکھیں لیے وہ وارڈروب سے کپڑے نکال کر شاور لینے کی غرض سے واشروم میں میں گھس گیا۔۔۔

واشروم سے باہر آکر اس نے اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے رگڑا اور انہیں اچھی طرح سے سیٹ کرنے لگا۔۔۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے وارڈروب میں سے اپنا اوور کوٹ نکال کر پہنا اور ڈریسنگ پر موجود گھڑی اُٹھا کر اپنی کلائی میں باندھنے لگا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی تیاری مکمل کر کے فریش فریش سا سیڑھیاں اُتر رہا تھا۔۔۔

معمول کے برعکس آج گھر میں چہل پہل سی تھی۔۔۔ حالانکہ وہ روزانہ رات کو گھر واپس نہیں آتا تھا لیکن وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اس وقت مائل آفس جاچکا ہو گا اور صنم یقیناً مائل کو روانہ کرنے کے بعد اب اس کے لیے ناشتہ تیار کر رہی ہو گی۔۔۔

"بھابھی! ناشتہ بنا دیں مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔"

وہ اونچی آواز میں صنم کو پکارتا ہوا تیزی سے زینے اتر رہا تھا۔۔۔

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی وہ کسی کی ہنستی آواز سن کر ٹھٹھک کر رک گیا۔۔۔

سامنے ہی وہ دشمن جان صنم کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہی تھی۔۔۔۔

ہادی کے ہونٹوں پر تبسم بکھر گیا۔۔۔۔

لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنی مسکراہٹ کو سنجیدگی کی چادر تلے چھپا لیا تھا۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔

صنم جو ہنی اور دھنک سے باتوں میں مصروف تھی ہادی کی آواز پر چونکی۔۔۔۔

پھر تینوں نے سر کو جنبش دے کر اس کے سوال کا جواب دیا۔۔۔

بھابھی ناشتہ نہیں بنایا آپ نے۔۔۔؟؟

ہادی نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

ہادی کے استفسار کرنے پر صنم کو یاد آیا کہ اس نے تو ابھی تک ہادی کے لیے ناشتہ ہی نہیں بنایا۔۔۔۔

وہ ہنی اور دھنک کے آنے پر اس قدر خوش تھی کہ اس کے ذہن سے یہ بات نکل ہی گئی۔۔۔۔

"اوہ نو وہ تو میں بھول گئی۔۔۔"

صنم نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

"کوئی بات نہیں بھابھی میں کسی ملازم کو کہہ دیتا ہوں"

ہادی نے اس کی شرمندگی کم کرنے کی غرض سے کہا۔۔۔۔

"ملازموں کے ہاتھ کا کھانا کہاں کھاتے ہو تم میں بنا دیتی ہوں۔۔۔۔"

صنم اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

"نہیں بھابھی آپ اپنی فرینڈز سے اتنے ٹائم بعد مل رہی ہیں آپ انجوائے کریں میں چلتا ہوں۔۔۔۔"

ہادی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اوہ فو ہادی !!

"یہ کہیں نہیں جا رہی یہی پر ہیں بس دو منٹ لگے گے میں ابھی بنا دیتی ہوں۔۔۔"

وہ بغیر ہادی کی کوئی بات سنے تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

"اوہ مجھے یاد آیا مجھے صنم سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں ابھی آئی۔۔۔"

دھنک بھی فوراً بہانہ گھر کے یہ جا وہ جا۔۔۔

ہنی نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔

جبکہ ہادی کی نگاہوں کی تپش وہ خود پر واضح محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہی بیٹھی رہے یا ان دونوں کے پیچھے کچن میں چلی جائے۔۔۔؟؟

بہر حال یہاں بیٹھے رہنا اس کے لیے بے حد مشکل کام تھا سو وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ارے ارے کہاں۔۔۔؟؟

ہادی اسے اُٹھتے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"میں وہ صنم کے پاس جا رہی ہوں"

کہہ کر وہ فوراً آگے بڑھنے لگی جب ہادی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

ہنی اس کے بھاری وجود سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔

غصے کی ایک سرد لہر ہنی کے وجود سے اُٹھی تھی۔۔۔

اسے ہادی سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔ہاں وہ اس کی عزت کرتی تھی اسے پسند کرتی تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا ہادی اس طرح کی فضول حرکتیں کرے۔۔۔اس نے ہادی سے ایسے بھی کوئی پیار عشق کے وعدے نہیں کر رکھے تھے جو وہ اس قدر بے شرمی کا مظاہرہ کرے۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔؟؟

ہنی نے غصے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوایا اور فوراً پیچھے ہوئی۔۔۔

کیا ہوا۔۔؟؟

ہادی حیرت سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔پر آپ پلیز دوبارہ میرا ہاتھ مت پکڑیے گا۔۔۔"

ہنی زرا سمبھلتے ہوئے بولی۔۔۔

ہادی اس کی معصومیت پر ہنسنے لگا۔۔۔

"ٹھیک ہے نہیں پکڑوں گا ہاتھ شادی تک۔۔۔۔"

ہنی نے چونک پر سر اُٹھایا۔۔۔

تو بات یہاں تک پہنچ گئی۔۔۔

اس کی دی ہوئی عزت اہمیت کا ہادی سر نے یہ مطلب نکالا تھا۔۔۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔۔۔؟؟

ہنی نے اسے الجھتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"بہت جلد جان جاؤ گی تم بھی سب۔۔۔"

وہ شرارتی لہجے میں بولا جبکہ مسکراہٹ لبوں پر ہنوز قائم تھی۔۔۔

وہ اپنے تاثرات چھپاتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔۔۔ کیونکہ اس وقت یہاں سے جانا ہی بہتر تھا۔۔۔

سنو ہنی۔۔۔!!!!

وہ جو بیرونی دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی ابھی دو قدم ہی چلی تھی کہ ہادی نے اسے پکارا۔۔۔

وہ رک گئی مگر پلٹی نہیں۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کل ہم اکٹھے لنچ کریں۔۔۔مجھے تم سے بہت اہم بات کرنی ہے۔۔۔ٹائم اور جگہ میں تمہیں بتا دوں گا۔۔۔۔"

سانس ساکن ہوئی تھی۔۔۔

ہنی کے دل میں ایک خوف سا جاگا تھا۔۔۔اتنے سالوں بعد یہ خوف۔۔۔؟؟

بھلا کیوں۔۔۔؟؟وہ تو اس درد سے سارے خوف سے اس کیفیت سے نجات حاصل کر چکی تھی۔۔۔مگر نہیں۔۔۔کچھ چیزیں شاید ہماری تقدیر میں لکھ دی گئی ہوتی ہیں۔۔۔ہم جتنا ان سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اتنا ہی ہمارے قریب چلی آتی ہیں۔۔۔

نجانے اس دفعہ اس کی زندگی میں کون سا طوفان آنے والا تھا۔۔۔

ہنی نے تیزی سے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

"میں نہیں آؤں گی۔۔۔"

ہادی ایسے مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پر مسکراتے ہیں۔۔۔

"تم ضرور آؤ گی۔۔۔"

اس نے اٹل انداز میں پورے یقین سے کہا۔۔۔۔

میں آؤں گی۔۔۔

فیصلہ کن انداز میں کہتے ہوئے وہ رکی نہیں تھی۔۔۔۔

وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

اب وقت آ گیا تھا کہ وہ ہادی کی تمام تر خوش فہمیوں کو ختم کر کے اسے سچ بتا دے۔۔۔۔

ہادی سرشاری سے مسکرا دیا۔۔۔۔

مگر وہ بے خبر تھا۔۔۔

خوشیوں کی مدعتیں بڑی مختصر سی ہوتی ہیں۔۔۔۔

تیرے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنا مجبوری ہے۔۔۔۔!!

کیا کریں نگاہیں کسی اور کی منتظر ہیں۔۔۔!!

****

وہ دونوں آج پھر اسی پارک میں موجود تھے جہاں وہ ہمیشہ سے ملتے تھے۔۔۔۔۔

ایک طرف کونے میں موجود بینچ پر وہ دونوں کچھ فاصلہ اختیار کیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

شافع نے سر اُٹھا کر اپنے ساتھ بیٹھی اس آفت کو دیکھا جو بڑے مزے سے آئسکریم کھانے میں مصروف تھی۔۔۔۔

دھنک۔۔۔!!!

شافع نے اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔۔۔

ہوں۔۔۔

وہ ہنوز اپنے کام میں مشغول بولی تھی۔۔۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔"

اب کی دفعہ شافع نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔۔۔

کیا ہے۔۔۔؟؟

دھنک نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

کیا ضرورت تھی تمہے اس آدمی سے الجھنے کی ہاں۔۔۔؟؟

شافع نے غصے سے استفسار کیا۔۔۔

"میں تھوڑی الجھی تھی الجھا تو وہ تھا میں نے تو بس اس کی ہڈی پسلی ایک کردی۔۔۔"

اس نے کندھے اچکا کر ایسے کہا جیسے یہ بہت عام سی بات ہو۔۔۔

"تو تمہے کس نے کہا تھا اسے اتنا مارنے کو تم مجھے فون نہیں کرسکتی تھی۔۔۔"

شافع نے اسے ڈپٹا۔۔۔

کیسے پولیس آفیسر ہو تم ؟؟

ایک غنڈا تمہاری محبوبہ کو چھیڑ رہا تھا تمہاری غیرت کیسے گوارا کر سکتی تھی۔۔۔؟؟

اور میں کال کرنا چاہتی تھی لیکن کیا ہے ناں میرے فون میں تو بیلنس ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔

دھنک نے بڑے ہی عاجزانہ انداز میں اپنی صفائی پیش کی۔۔۔ مگر شافع کو وہ کم سے کم وضاحت نہیں لگی تھی اسے صاف محسوس ہوا تھا جیسے دھنک محترمہ نے اسے شرم دلائی ہو کہ شافع مراد کی محبوبہ کے پاس تو بیلنس ہی نہیں ہوتا۔۔۔

ایک منٹ محبوبہ صاحبہ !!

"اس نے اپنی دوست کو دیکھ کر سیٹی ماری تھی تمہے نہیں یار اور تم نے مفت میں اس کی اتنی دھلائی کر دی۔۔۔"

شافع نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی تھی اسے زرا شرم دلانے کی مگر سامنے بھی دھنک رضا تھی جس پر رتی بھر اثر نہیں ہوا۔۔۔ کہا ناں۔۔۔ڈھیٹوں کی سردارنی جو ٹھہری۔۔۔

"ہاں تو اس میں میرا کیا قصور ہے وہ تو بس تھوڑی سی مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی مجھے۔۔۔"

کمال بے نیازی سے کہا گیا۔۔۔۔

تھوڑی سی۔۔۔؟؟

شافع نے اسے گھورا۔۔۔

"دھنک تم نے اس کا سر پھاڑ دیا ہے"

شافع نے شدید حیرت کے عالم میں کہا۔۔۔

"تو پھٹ گیا ناں غلطی سے اب مجھے کی پتہ تھا وہ بڑا سالوہا اسے اتنی زور سے لگے گا۔۔۔"

وہ آئسکریم کی بائیٹ لیتے ہوئے منہ کے ٹیرے میرے زاویے بناتی ہوئی بولی۔۔۔۔واٹ۔۔۔تمہے اندازہ ہے میں نے کتنی مشکل سے بات سمبھالی ہے ورنہ یہ پولیس کیس تھا۔۔۔؟؟؟

شافع کے استفسار کرنے پر وہ اس بچارے کے سر پھٹنے پر محض افسوس میں سر ہی ہلا سکی۔۔۔۔

شافع نے نفی میں سر ہلایا جیسے سمجھ ناں آرہا ہو کیا کرے کہاں بھاگے۔۔۔۔

"اتنا فائدہ ہنی نہیں اُٹھاتی میرا جتنا تم اُٹھاتی ہو۔۔۔۔۔"

شافع نے غصے میں مگر دھیمی آواز میں کہا۔۔۔۔

"بس اب تو نصیحت ہو گئی ہے۔۔۔"

شافع کی بات سن کر اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

"ناں شادی سے پہلے ناں شادی کے بعد۔۔۔کبھی تمہے دیکھ کر سیٹی نہیں بجاؤں گا۔۔۔"

دھنک کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔۔۔

اب ہوا کچھ ہوں کہ کچھ دیر پہلے دھنک محترمہ ایک مارکیٹ سے نکل کر بس سٹاپ کی طرف بڑھ رہی تھی مگر اتفاقاً ان کے راستے میں ایک لڑکا کھڑا تھا جو کہ خود سے اچھے خاصے فاصلے پر سڑک کی دوسری طرف کھڑے اپنے دوست کو متوجہ کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اب ٹریفک اتنی تھی کے اس شور شرابے میں اس کی آواز اس کے دوست تک پہنچ ناں سکی تو مجبوراً اسے سیٹی بجانی پڑی۔۔ مگر وہ بچارہ اس بات سے انجان تھا کہ کچھ ہی فاصلے پر ایک آفت مطلب دھنک کھڑی تھی۔۔۔ پھر بس چراغوں میں روشنی ناں رہی۔۔۔ دھنک رضا پلس محبوبہ آف ایس پی شافع مراد نے پاس پڑا لوہے کا موٹا سا ڈنڈا اُٹھایا اور اس آدمی کی ایسی چھترول کی کے جب تک اس کے دوست نے اصل بات کلیئر کی اور پولیس وہاں پہنچی بچارے کی ٹانگ ٹوٹ چکی تھی اور سر پھٹ چکا تھا۔۔۔ اب وہ ہسپتال میں تھا اور دھنک یہاں بیٹھی آئسکریم کھا رہی ہیں۔۔۔

شافع نے چہرہ گھما کر شعولا برساتی نگاہوں سے اس آفت کو گھورا۔۔۔

"اپنا چہرہ واپس گھما لو تمہاری نظروں کی تپش سے میری آئسکریم پگھل جائے گی۔۔۔"

بہت ہی محبت بھرے لہجے میں گزارش کی گئی تھی پر صد افسوس محبت شافع کے لیے نہیں آئسکریم کے لیے تھی۔۔۔

شافع نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور پھر سے نگاہیں اس پر سے ہٹا کر ادھر اُدھر مرکوز کر لیں۔۔۔

"دھنک یہ میری طرف سے تمہارے لیے آخری وارننگ ہے سمجھی تم۔۔۔اب کی دفعہ میں نے بات سمبھال لی ہے نیکسٹ ٹائم تم جانو تمہارے مسئلے جانے کیونکہ میں تمہارے لیے اپنی جاب خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔"

وہ قطعی لہجے میں اسے وارننگ دے کر اسکی طرف سے جواب کا منتظر تھا۔۔البتہ نگاہیں ہنوز اس پر سے ہٹا رکھیں تھیں۔۔۔

"سنو میری آئسکریم ختم ہوگئی ہے مجھے اور آئسکریم لادوناں۔۔۔"

اتنی طویل خاموشی کے بعد بولی بھی تو کیا۔۔۔

شافع کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے یا خدایا یہ کس سے محبت کروادی۔۔۔

اور طویل گہری سانس فضا میں خارج کرنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"اور آئسکریم نہیں لاکے دے رہا میں تمہے ٹھنڈ ہے بیمار ہو جاؤ گی۔۔۔"

سادہ سے لہجے میں اس نے صاف انکار کر دیا۔۔۔

"ٹھیک ہے تو یہ تمہارے والی ہی دے دو۔۔"

اس نے شافع کے ہاتھ سے آدھ کھائی آئسکریم جھنپٹ لی اور پھر سے کھانے میں مشغول ہوگئی۔۔۔

شافع کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔

وہ کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتا تو کبھی اس چڑیل کو آئسکریم کھاتے ہوئے۔۔۔

"اللہ مجھے صبر دے۔۔۔۔۔"

وہ سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

سنو۔۔۔!!!

کچھ دیر بعد بڑی محبت سے پکارا گیا۔۔۔

"سنائیں اب اور کیا چاہیے میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔"

وہ سر اُٹھا کر بڑے ہی اطلاع دینے لگا۔۔۔

"تم بہت کیوٹ ہو۔۔۔۔"

وہ بچوں کی طرح اس کے گال کھینچتے ہوئے بولی۔۔۔

ظاہر ہے اب کھا پی کر مسکے ہی تو لگانے تھے۔۔۔۔۔

"اچھا سنو میرے پاس ناں تمہارے لیے کچھ ہے۔۔۔"

وہ بڑے پیار اور خوشی سے بتا رہی تھی۔۔۔

اب اور کیا باقی ہے۔۔۔؟؟

وہ خوفزدہ لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

دھنک نے آہستہ سے کمر کے پیچھے چھپایا ہوا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔۔۔

اور یہ دیکھ کر اسے بے انتہا حیرت ہوئی کہ دھنک کے ہاتھ میں شرخ گلاب کا پھول تھا۔۔۔۔

شافع نے ایک نظر پھول کو دیکھا اور ایک نظر دھنک کے مسکراتے چہرے کو۔۔۔۔

ہاؤ رومینٹک یار۔۔۔۔

آئی کانٹ بلیواٹ۔۔۔ تم یہ میرے لیے لائی ہو۔۔۔؟؟

شافع کا موڈ پل میں بدلا تھا۔۔۔۔

اس نے پھول اس کے ہاتھ سے لے لیا۔۔۔

آنکھیں بند کر کے اس کی خوبصورت مہک اپنے اندر اتاری۔۔۔۔

موڈ ایک دم فریش سا ہو گیا تھا۔۔۔۔

"مائی گاڈ دھنک میں نے سوچا نہیں تھا تم اتنی رومینٹک ہو۔۔۔"

شافع کے پاؤں تو زمین پر ٹک ہی نہیں رہے تھے۔۔۔۔

اب تمہیں یقین آگیا ناں کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔۔۔؟؟

دھنک کے استفسار کرنے پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔۔۔۔

"اب مجھے آئسکریم لا دو ناں۔۔۔"

دھنک نے پھر وہی خواہش کر دی جس سے شافع کو سخت چڑ تھی۔۔۔

دھنک یار پلیز ناں۔۔۔۔

وہ احتجاج کرنے لگا۔۔۔۔

"دیکھو تمہارے لیے میں نے رحمت بابا کی اتنی منتیں کیں تب جا کر انہوں نے پھول دیا ورنہ وہ تو دے ہی نہیں رہے تھے۔۔۔۔"

دھنک فخر سے بتانے لگی جیسے اس نے پھول نہیں بلکہ خزانہ حاصل کیا ہو۔۔۔۔

"ہاں تو مالی بابا سے مانگنے کی کیا ضرورت تھی خرید لیتی ناں۔۔۔۔"

شافع نے کہا۔۔۔۔

"انہوں پاگل رحمت بابا مالی نہیں ہیں۔۔۔۔"

دھنک نے سر پر ہاتھ مار کر تردید کی۔۔۔۔

ہیں۔۔۔ تو پھر کون ہیں۔۔۔؟؟

وہ تجسس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

"وہ جو ہمارے گھر کے سامنے والا قبرستان ہے ناں رحمت بابا اس کے مالک ہیں۔۔۔"

واٹ۔۔۔۔؟؟

شافع حیرت کی انتہا سے اچھل پڑا۔۔۔۔

دھنک تم میرے لیے قبرستان سے پھول لائی ہو۔۔۔؟؟؟

دھنک نے بڑی معصومیت سے سر ہلا دیا۔۔۔

ہاں ناں دیکھو کتنے اچھے ہیں رحمت بابا میں نے پھول مانگا تو انہوں نے سامنے ایک قبر پر لگے گلاب کے پودے سے اتار دیا۔۔۔اچھا ہے ناں۔۔۔؟؟

وہ بڑے مزے سے بتاتی ہوئی آخر میں تشویش سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

شافع بچارہ کیا بولتا وہ تو خود صدمے میں تھا۔۔۔

* *

وہ شافع سے مل کر کچھ ہی دیر پہلے گھر آئی تھی۔۔۔

چینج کر کے شاور لینے کے بعد سب سے پہلے اس نے اپنی نیند پوری کی۔۔۔پھر کھانا کھایا۔۔۔اور سب وہ محترمہ فرنچ فرائیڈ کی پلیٹ تھامے صوفے پر بیٹھیں دوسرے ہاتھ میں ریموٹ پکڑے چینل بدلنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

تبھی عاشر گھر میں داخل ہوا۔۔۔

ہاتھ میں پکڑا بیڈ اور گیند اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ میچ کھیلنے گیا ہوا تھا۔۔۔۔

دھنک سے اس کی ملاقات رات کو کھانے پر ہی ہوتی تھی زیادہ تر۔۔۔۔۔۔کیونکہ صبح جب دھنک جاگتی تھی تو وہ سکول جا چکا ہوتا تھا۔۔۔عاشر کا سکول میں بس آخری سال تھا پھر تو میٹرک کلیئر ہو جانے کے بعد اس نے کالج لائف میں پہنچ جانا تھا۔۔۔۔۔

ہائے آپی کیا دیکھ رہی ہیں۔۔۔؟؟

عاشر نے پوچھنے کے ساتھ ساتھ اس کی پلیٹ بھی اچک لی تھی۔۔۔

میری پلیٹ واپس کرو تم۔۔۔

دھنک نے اس کے ہاتھ سے پلیٹ جھنپٹنے کے انداز میں لی اور نظریں دوبارہ ٹی وی کی سکرین پر موکوز کر لیں۔۔۔

آپی ایک بات پوچھو۔۔۔؟؟

عاشر کے سوال کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

"آپ کی وہ کیوٹ سی فرینڈ اب یہاں کیوں نہیں آتی۔۔۔"

ہیں۔۔؟؟

دھنک نے تعجب سے گردن گھما کر اسے دیکھا۔۔۔۔

تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟؟

دھنک نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔۔۔

عاشر نے سر کھجایا۔۔۔

"وہ اصل میں ناں وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ کاش آپ کی جگہ وہ میری بہن ہوتیں۔۔۔"

عاشر نے شرماتے ہوئے ایسے بتایا جیسے بہن نہیں محبوبہ کہہ رہا ہو۔۔۔

دھنک نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔

کیوں بھئی وہ کیوں ہوتی تمہاری بہن۔۔۔؟؟

دھنک نے اسے ایسے گھورتے ہوئے پوچھا جیسے نظروں سے ہی چبا جائے گی۔۔۔

"کیونکہ وہ بہت کیوٹ ہیں آپ کی طرح بات بات پر لڑھتی بھی نہیں ہیں اتنی سویٹ سی ہیں۔۔۔"

دھنک نے پاس پڑا ایک کشن اُٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔۔۔

"موٹے۔۔۔ بھائی میرا ہے اور تعریفیں اس کی کر رہا ہے۔۔۔"

"ہاں تو وہ ہیں ہی تعریف کے قابل۔۔۔"

عاشر نے فوراً کہا۔۔۔

"جہنم میں جاؤ تم بلکہ اس اپنی آپی کے پاس جاؤ۔۔۔"

دھنک اس پر لعنتیں بھیجتی ہوئی واپس اپنے سابقہ کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔

لیکن یہ کیا۔۔۔؟؟

پلیٹ تو خالی ہے۔۔۔۔

عاشر !!! اس نے سر اوپر اُٹھایا تا کہ عاشر سے پوچھ سکے مگر یہ کیا۔۔۔عاشر بھی غائب۔۔۔۔

عاشر کے بچے۔۔۔۔!!!!

وہ پوری قوت سے چیخی۔۔۔۔

موٹے کالے بھینسے تجھے تو میں چھوڑوں گی نہیں۔۔۔میرے فرنچ فرائیڈ کھا گیا۔۔۔۔

اللہ کرے دس دن الٹیاں کرتے رہو، سوتے ہوئے بستر سے گر جاؤ ،موٹے واشروم میں پھسل جاؤ ہائے میرے فرینچ فرائیڈ۔۔۔۔

کچن کے دروازے سے سر نکال کر شائستہ بیگم نے اس دردناک منظر کو دیکھا۔۔۔۔

مگر چونکہ وہ ابھی رات کا کھانا بنانے میں بزی تھیں اس لیے افسوس کرنے کا کام کسی اور وقت کے لیے رکھتی ہوئی واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔۔۔۔

* *

"میں جانتا تھا تم ضرور آؤ گی۔۔۔۔"

اس نے محبت پاش لہجے میں کہا جبکہ آنکھوں سے اس کے خوبصورت چہرے کو دل میں اتارنے کا کام بھی جاری تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اپنی پلیٹ پر جھکی کھانا کھا رہی تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری کام کوئی اور تھا ہی نہیں۔۔۔۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔"

ہادی کا آنچ دیتا لہجہ اور نگاہوں کی تپش اس کی برداشت سے باہر تھی۔۔۔

اس نے کھانے سے ہاتھ روک کر اپنا دوپٹہ صحیح کرنے لگی۔۔۔۔

ہادی اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا بلکہ جب سے وہ یہاں آئی تھی وہ تبھی سے اس کی تعریفیں کر رہا تھا۔۔۔

مگر ہنی نے اس کی ایک بات بھی توجہ سے نہیں سنی تھی۔۔۔ یہاں کی سجاوٹ اس خوبصورت ریسٹورینٹ جس کا انتخاب ہادی نے اس کی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا تھا۔۔۔ سب کچھ وہ غیر دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کوئی اور لڑکی ہوتی تو اتنی رومینٹک جگہ پر اتنے رومینٹک لمحات کو ضرور محسوس کرتی۔۔۔ بلکہ اپنی قسمت پر رشک کرتی کے ایک ہینڈسم مرد اس سے اس قدر محبت کرتا ہے۔۔۔ مگر وہ سوائے کھانے کے اس نے کسی چیز میں دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی وہ بھی اس لیے کہ اسے بھوک لگی تھی۔۔۔

سامنے بیٹھے ہادی کو بھی اس نے بس ایک دفعہ سرسری سا دیکھنے کے بعد دوسری دفعہ دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔۔

جانتی ہو ہنی میں نے اس پل کا کتنی شدت سے انتظار کیا ہے۔۔۔؟؟

"جب تم میرے سامنے ہو گی اس خوبصورت جگہ کی خوبصورتی میں اضافہ کر دو گی۔۔۔میں تم اور بس۔۔"

وہ مسکرا تک ناں سکی بس ہنوز اپنی پلیٹ پر جھکی رہی۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ ہادی کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

کیا کہنا تھا آپ نے۔۔؟؟

اس نے بڑے ہی روکھے انداز میں پوچھا۔۔۔

ہادی نے دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے۔۔۔

بلیک فراک میں ملبوس چوری دار پجامے کے ساتھ ہم رنگ دوپٹہ اچھی طرح سے سینے پر پھیلایا ہوا تھا۔۔۔

سیاہ آبشار کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔۔۔

وہ لڑکی اپنے حسن سے بے نیاز تھی یا بننے کی کوشش کرتی تھی وہ سمجھ ناں سکا۔۔۔

ہنی میں تمہے بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ہنی نے ہاتھ اُٹھا کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔۔۔

کہ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں ہیں ناں۔۔؟؟

ہنی کے استفسار پر ہادی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

چہرے پر الجھن واضح تھی۔۔۔۔

"عورت خود پر پڑنے والی ہر نگاہ بھی پہچانتی ہے اور اس نگاہ کے پیچھے چھپا مقصد بھی۔۔۔۔"

کچھ دیر بعد ہنی کی سنجیدگی سے کہی گئی بات ہادی کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

ہادی کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔۔

"میں جانتی ہوں آپ مجھ سے کس قدر محبت کرتے ہیں ہادی۔۔۔۔"

لیکن کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

ہنی نے استفسار کیا۔۔۔۔

ہادی نے زرا سا آگے ہو کر اپنے اور ہنی کے درمیان فاصلہ کم کیا۔۔۔۔

"محبت کرنے والے انجام سے نہیں ڈرتے۔۔۔۔"

سرگوشی کے انداز میں کہتے ہوئے وہ واپس اپنی نشت پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ہنی خاموش رہی۔۔۔ کیونکہ بات اب بہت آگے نکل چکی تھی۔۔۔۔

لیکن چاہے کچھ بھی ہو جائے اس دفعہ وہ خود کو کسی نئی مصیبت میں ہرگز نہیں پھنسائے گی۔۔۔۔

وہ سیدھی ہو کر پوری طرح سے ہادی کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

تو آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔؟؟

برف سے بھی ٹھنڈے لہجے میں پوچھا گیا۔۔۔

"میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں۔۔۔۔"

اس کے برعکس وہ محبت پاش لہجے میں بولا تھا۔۔۔

ہنی نے ابھی کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ فضا فائرنگ کی آواز سے گونج اُٹھی۔۔۔

یا اللہ خیر۔۔۔!!!

ہنی نے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اس جگہ پر اتنے لوگوں کا رش نہیں تھا باہر کا علاقہ بھی زیادہ تر سنسان ہی رہتا تھا۔۔۔۔وجہ یہ تھی کہ یہاں آبادی کی کمی تھی۔۔۔سوائے اس ریسٹورینٹ اور دو تین مارکیٹس کے علاوہ یہاں کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

ہادی نے یقیناً اس جگہ کا انتخاب تنہائی اور خاموشی کے باعث کیا تھا۔۔۔

ہنی چلو۔۔۔!!!

ہادی اسے لے کر تیزی سے سیڑھیاں اُترنے لگا۔۔۔

کچھ ہی دور پارکنگ ایریا میں ان کی گاڑیاں کھڑی تھی۔۔۔ہادی کی گاڑی علہدہ تھی جبکہ ہنی اپنی گاڑی میں آئی تھی۔۔۔

وہ جب نیچے پہنچے تو ان کی توقع کے برعکس وہاں لوگوں کا اچھا خاصا بڑا ہجوم تھا جو بھاگنے کے لیے راستہ تلاش کر رہا تھا۔۔۔

لوگ دکانیں چھوڑ چھاڑ کر اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ رہے تھے۔۔۔ حالانکہ وہ جگہ آبادی کے لحاظ سے بہت چھوٹی تھی اس کے باوجود وہاں اس قدر لوگ موجود تھے۔۔۔۔

ہادی کی سمجھ سے باہر تھا کہ بھلا یہاں فائرنگ ہو کس پر رہی ہے۔۔۔ اتنا تو سب ہی کو نظر آرہا تھا کہ دو مخالف پارٹیاں کچھ فاصلے پر ایک دوسرے پر فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ مطلب کسی پر حملہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں اب دونوں پارٹیوں کے گروپ لیڈر اپنے بندوں سمیت ایک دوسرے پر گولیوں کی برسات کر رہے تھے۔۔۔

پورے علاقے میں شور شرابہ مچا ہوا تھا۔۔ ہر کوئی اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ رہا تھا۔۔ گولیوں کی دھر دھر کی آواز سے فضا گونج اُٹھی تھی۔۔۔ آسمان پر چھائے کالے بادل اس بات کا واضح ثبوت تھے کہ اس گھما گھمی اور ہنگامے کو مزید بڑھانے کے لیے بارش بھی شروع ہونے والی۔۔۔۔

"ہنی چلو یہاں سے پلیز۔۔۔"

ہادی ہنی کو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر جانے لگا۔۔۔

"ہنی کیا کر رہی ہو چلو پلیز یہاں گولیاں چل رہی ہیں کچھ بھی ہو سکتا ہے تمہے پلیز۔۔۔"

ہادی نے چیخ کر کہا اور اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے کچھ فاصلے پر موجود گاڑی تک لے جانے لگا۔۔۔۔

وہ خود بھی کافی حیرت زدہ تھا کہ نجانے کون تھا یہ شخص جو یہاں بیچ بازار اس پر فائرنگ شروع کر دی گئی تھی اور اب جس طرح سے وہ جوابی وار کر رہا تھا اور دشمنوں کا بھرپور مقابلہ کر رہا تھا وہ اسے کوئی عام غنڈا نہیں لگا۔۔۔عام غنڈا ہوتا تو اب تک ڈر کر بھاگ چکا ہوتا یا گولی کھا کر ڈھیر ہو جاتا مگر وہ شخص بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہا تھا مطلب وہ کوئی بڑا کرمنل تھا۔۔۔

ہنی چلو۔۔۔

ہادی نے پیار سے اسے ساتھ لگایا اور بس دو قدم پر موجود گاڑی تک کا فاصلہ طے کیا۔۔۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھنے ہی والے تھے جب فضا میں ایک گولی کی آواز اور کسی کی چیخ گونجی تھی۔۔۔

وہ رک گئی تھی۔۔۔

ہنی چلو۔۔!!

ایک انجانا سا احساس جس نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا تھا۔۔۔وہ آگے نہیں بڑھ پا رہی تھی۔۔۔وہ اس جگہ سے دور نہیں جا پا رہی تھی۔۔۔جیسے کوئی اپنا اس سے دور جا رہا ہو۔۔۔جیسا کوئی آشنا تکلیف میں ہو۔۔۔

ہنی نے پلٹ کر دیکھا تو ششدر رہ گئی۔۔۔

ہاتھ میں گن پکڑے وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔۔۔

گولی اس کے بازو کو چیر کر اندر گھس گئی تھی۔۔۔اور اب وہ ایک ہاتھ سے خون میں لت پت بازو کو پکڑے سمبھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

ایک آنسو نکل کر اس کے رخسار پر بہہ گیا تھا۔۔۔

ہاں یہ شخص۔۔۔یہ شخص اجنبی تو نہیں تھا۔۔۔یہ تو کل بھی اپنا تھا اور ہمیشہ اپنا ہی رہے گا۔۔۔جس کے لیے وہ دن رات تڑپتی تھی اور روتی تھی۔۔۔وہ شخص آج اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔مگر کس حالت میں۔۔۔؟؟

دو منٹ وہ اس نے خالی خالی نگاہوں سے سامنے اسے منظر کو تکتی رہی۔۔۔۔

پھر اس کے لب ہلے تھے۔۔۔لبوں کو جنبش دے کر جو لفظ اس نے ادا کیا تھا۔۔۔وہ پوری فضا کو ساکت کر گیا تھا۔۔۔۔

اشہب۔۔۔۔۔۔!!

وہ پوری قوت سے چیخی تھی۔۔۔۔

فضا ساکت ہو گئی۔۔۔ارد گرد کا شور شرابہ۔۔۔ہر چیز ساکت و جامد ہو گئی تھی۔۔۔

اور اس کے ساتھ کھڑا ہادی شاہ۔۔۔وہ بھی ساکت ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ جو سامنے کھڑے ایک غنڈے کا نشانہ باندھ رہا تھا۔۔۔ایک پل کے لیے ٹھہر سا گیا۔۔۔۔

اشہب منہاج ساکت ہوا تھا۔۔۔اور ہادی شاہ کو اپنے تمام سوالوں کے جواب مل چکے تھے۔۔۔۔

پھر اس نے چہرہ گھما کر اس سمت دیکھا جہاں سے کوئی اس کا نام لے کر چیخا تھا۔۔۔

ہنی۔۔۔!! ہونٹوں کو جنبش دے کر شدید حیرانگی کے عالم میں زیر لب اس کا نام ادا کیا تھا۔۔۔

وہ بہتے آنسو کو بے دردی سے رخسار پر رگڑنے لگی۔۔۔

پھر ہادی کا ہاتھ چھوڑ کر وہ تیز رفتاری سے اس کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

اور ہادی شاہ۔۔۔خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔۔وہ ششدر سا اپنی محبت کو کسی اور کے لیے روتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

فضا میں ایک اور فائر کی آواز گونجی۔۔۔

اس دفعہ گولی ہنی کی کمر میں لگی تھی۔۔۔

ہنی۔۔۔۔!!

ہادی اور اشہب ایک ساتھ چیخے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔۔تکلیف سے اس کے حلق سے دلخراش چیخ برامد ہوئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ زمین بوس ہوتی اشہب تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا اسے اپنی آغوش میں لے گیا۔۔۔

"ہنی میری جان آنکھیں کھولو۔۔۔"

اشہب اس کا چہرہ تھپتپاتے ہوئے اسے پکارنے لگا۔۔۔

اہ۔۔۔ اش اشہب۔۔۔۔ اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نام ادا کیا۔۔۔

"تمہے کچھ نہیں ہو گا اشہب کی جان۔۔۔"

محبت سے کہتے ہوئے وہ پوری شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

یو۔۔۔

اس نے غصے سے سامنے موجود اس شخص کو دیکھا جس نے ہنی کو گولی ماری تھی۔۔۔

پہلی دفعہ اشہب منہاج کی آنکھوں میں آگ کے شولے تھے۔۔۔ غصہ اس قدر تھا کہ یوں لگ رہا تھا وہ ابھی سب کچھ تہس نہس کر ڈالے گا۔۔۔

پھر اس نے ناں آؤ دیکھاناں تاؤ پستول کا رخ اس آدمی کی طرف کرتے ہی اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ آدمی خون میں لت پت زمین بوس ہوا تھا۔۔۔۔

ہادی شاک کی کیفیت میں سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایک بازو ہنی کی کمر کے گرد حائل کیے اسے ساتھ لگائے دوسرے ہاتھ سے بغیر اپنے درد کی پرواہ کیے وہ فائرنگ کر رہا تھا۔۔۔۔ اک جنون سا تھا اس کے عمل میں۔۔۔

نہیں۔۔۔وہ غلط تھا۔۔۔ہادی شاہ غلط تھا۔۔۔وہ ہنی کی زندگی میں آنے والا پہلا شخص نہیں تھا۔۔۔بلکہ دوسرا شخص تھا۔۔۔وہ ہنیہ مراد کی پسند تو تھا مگر محبت وہ شخص تھا جو اسے ساتھ لگائے اس کے لیے لڑ رہا تھا۔۔۔

ہنی میری جان۔۔۔

اس نے ہنی کو سیدھا کیا تو وہ نیم بیہوشی کی حالت میں کراہنے لگی۔۔۔

اشہب۔۔۔ہنی نے اسے پکارتے ہوئے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے گال پر رکھا تھا۔۔۔

مہروطی انگلیاں اشہب کے لبوں کو چھونے لگی۔۔۔

اشہب نے اس کے نازک ہاتھ کو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیا اور اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔

اور پھر اس پر بے تحاشہ محبتوں کی بارش شروع کر دی۔۔۔

ہادی نے آنکھیں سختی سے بھینچی تھیں۔۔۔اپنے اندر سے اُٹھنے والے وبال کو سختی سے اپنے اندر دبایا۔۔۔۔

اشہب نے بے چینی سے نگاہیں ادھر اُدھر دہرائیں۔۔۔

ہاں وہ اس کی ہنی تھی۔۔۔اور اس کی وجہ سے آج تکلیف میں تھی۔۔۔

وہ کیسے اس پر عشق کی برسات ناں کرتا۔۔۔؟؟

مدعتوں بعد دیدار نصیب ہوا تھا۔۔۔

اس نے ہنی کو سیدھا کیا تو وہ بیہوش ہو چکی تھی۔۔۔

شفیق۔۔۔!!!

اشھب نے شفیق کو اونچی آواز میں پکارا تو وہ اس کا اشارہ سمجھ کر گاڑی کی سمت بھاگ گیا۔۔۔

اشھب نے اس کے نازک وجود کو اپنی مضبوط پناہوں میں بھر لیا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"میری ہنی کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ آگ لگا دوں گا سب کو اگر میری جان کو کچھ ہوا تو۔۔۔۔"

وہ پوری قوت سے چیخا اور گاڑی کی سمت بڑھنے لگا۔۔۔

ہادی فوراً ہوش میں آیا تھا۔۔۔

ہادی تیز رفتاری سے اشھب کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

جو بھی تھا وہ ایک اجنبی کے ساتھ ہنی کو نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔۔۔

وہ بھاگتا ہوا اشھب کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔

اشھب رک گیا۔۔۔

کہاں لے کے جا رہے ہو ہنی کو۔۔۔؟؟

"لاؤ دو اسے مجھے یہ میرے ساتھ آئی تھی میری رسپونسبلٹی ہے۔۔۔"

ہادی نے آگے بڑھ کر ہنی کو اس سے لینا چاہا۔۔۔

مگر اشہب دو قدم پیچھے ہو گیا۔۔۔

ساتھ ہی ہنی کے بیہوش وجود کو خود میں بھینچ لیا۔۔۔

"میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔۔۔"

اشہب حکمیہ لہجے میں بولا۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا میں ایسے ہی کسی اجنبی کے ساتھ اپنی ہنی کو جانے دوں۔۔۔؟؟

لاؤ دو مجھے اسے۔۔۔

وہ ضدی انداز میں بولا۔۔۔۔

بکواس بند کرو تم اپنی۔۔۔بیوی ہے یہ میری۔۔۔

ہادی نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا۔۔۔

بیوی۔۔۔؟؟

سانس ساکن ہو گئی۔۔۔

اشہب ہنی کو لے جا چکا تھا۔۔۔

اور وہ ششدر سا وہی کھڑا تھا۔۔۔خالی ہاتھ۔۔۔

❊ ❊

کافی دیر وہاں یوں ہی ساکت کھڑے رہنے کے بعد اسے ہنی کا خیال آیا۔۔۔

ہادی نے بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

اس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔

حد ہے ہادی تم اتنی بڑی غلطی بھلا کیسے کر سکتے ہو۔۔؟؟

کوئی بھی تم سے کہے گا کہ ہنی اس کی بیوی ہے اور تم مان لو گے۔۔۔؟؟

وہ سامنے پڑے پتھر کو ٹھوکر مارتا بے بسی سے سوچنے لگا۔۔۔

"مجھے ہنی کے پیچھے جانا چاہیے وہ میری رسپونسبلٹی ہے۔۔۔"

ہادی نے کہتے ہوئے تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے گاڑی اور اپنے درمیان موجود فاصلہ عبور کیا۔۔۔۔

دس منٹ کی ریش ڈرائیونگ کرنے کے بعد وہ قریبی ہسپتال پہنچ چکا تھا۔۔۔

اشھب کس ہسپتال گیا ہے یہ ناں جانتے ہوئے بھی وہ اتنا اندازہ تو لگا ہی سکتا تھا کہ سب سے پہلے جو بھی ہسپتال راستے میں آئے گا اشھب اسے وہی لے گیا ہو گا۔۔۔

پارکنگ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ فوراً ہسپتال کے داخلی حصے کی طرف بھاگا۔۔۔

ریسیپشن سے انفارمیشن حاصل کرنے کے بعد وہ فرسٹ فلور کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

سامنے ہی اشھب بے چینی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔

پولیس آفیسرز کا کہنا تھا کہ یہ پولیس کیس ہے اور جب تک پولیس نہیں آجاتی تب تک وہ کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔

مگر سامنے اشہب منہاج تھا۔۔۔۔

اشہب نے ڈاکٹر کو اس قدر دھمکایا تھا کہ وہ بچارہ سہم کر اندر بھاگ گیا تھا۔۔۔۔

اس پر نگاہ پڑتے ہی اشہب رک گیا۔۔۔۔

ہادی فوراً چلتا ہوا اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔۔۔۔

کہاں ہے ہنی۔۔۔؟؟ کیسی ہے وہ۔۔۔۔؟؟

ہادی نے بے چینی سے استفسار کیا۔۔۔۔

اشہب نے ایک نظر سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر نے گولی نکال دی ہے بٹ جب تک ہوش نہیں آجاتا کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔۔"

اس کی بے چینی بھانپتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بتایا۔۔۔

ہادی اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ جو اس نے کہا کیا وہ مذاق تھا۔۔۔؟؟ اور اگر وہ مذاق نہیں تھا تو کیا تھا۔۔۔۔؟؟

ہنی کی شادی کب ہوئی۔۔۔؟؟

کئی سوالات ہتھوڑوں کی مانند اس کے دماغ میں بج رہے تھے۔۔۔۔

مگر یہ موقع صحیح نہیں تھا۔۔۔ ابھی اگر کچھ ضروری تھا تو وہ ہنی کا ہوش میں آنا۔۔۔

اشہب دھیمے قدموں سے چلتا ہوا روم کے باہر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

سامنے ہی وہ لڑکی جو اس کے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتی تھی اتنی بُری حالت میں وہاں موجود تھی۔۔۔

اشہب نے سختی سے آنکھیں میچ لیں گویا وہ اپنا درد کم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔۔

آج اس لڑکی کو اس حالت میں دیکھ کر وہ کیسے جبر کر رہا تھا یہ وہی جانتا تھا ورنہ دل تو درد سے پھٹا جا رہا تھا۔۔۔

اتنے سالوں بعد اپنی ہنی کو دیکھنا اس کے لیے معجزے سے کم نہیں تھا۔۔ ملی بھی تو کس حالت میں۔۔۔

وہ توانجان تھی ناں اس بات سے کہ دو لوگ جن کی جان اس میں بستی ہے کس طرح اسے اس حالت میں دیکھ رہے تھے۔۔۔ کس قدر بے بسی کے عالم میں دو لوگ اس کے ہوش میں آجانے کی دعائیں کر رہے تھے۔۔۔

خود اشہب کے بازو پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اسے اپنے درد سے زیادہ اس دشمن جان کے درد کی پرواہ تھی یہ کون جانے۔۔۔۔

دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو چکی تھی۔۔۔

ہادی نے فلحال گھر پر کسی کو بھی یہ اطلاع نہیں دی تھی۔۔۔

چھ گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد بالآخر ڈاکٹر نے ہنی کے ہوش میں آجانے کی اطلاع دے دی تھی۔۔۔

مگر مسئلہ یہ تھا کہ ڈاکٹر نے کہا تھا پیشنٹ سے صرف ایک ہی شخص مل سکتا ہے۔۔۔

وہ ابھی اس کنڈیشن میں نہیں کے زیادہ بات کر سکے۔۔۔

ہادی اور اشہب نے بے اختیار ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

"تم مل لو میں مسجد جا رہا ہوں شکرانے کے نوافل ادا کرنے۔۔۔"

بے حد سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ خود ہی ہادی کی مشکل آسان کر کے چلا گیا تھا۔۔۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا۔۔۔

سامنے ہی وہ آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

وہ دھیمی چال چلتا ہوا آہستہ سے کرسی کھینچ کر اس کے قریب جا بیٹھا۔۔۔

کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہی ہنی نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔۔۔

کچھ دیر غائب دماغی سے دیکھنے کے بعد اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری تھی۔۔۔

اسے اس وقت سامنے بیٹھے اس وجود سے بے حد شرمندگی محسوس ہوگئی تھی۔۔۔

اس نے ہادی کی ہمیشہ ناں صرف عزت کی تھی بلکہ اس کی محبت کی قدر بھی کی تھی۔۔۔ مگر اب یہ راز کھلنے کے بعد ہادی سر کا دل کتنا دُکھا ہو گا وہ اندازہ لگا سکتی تھی۔۔۔

ہادی سر۔۔۔!!

اس نے کچھ کہنا چاہا مگر ہادی نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔۔۔

کیوں ہنی۔۔۔؟؟

کیوں چھپائی تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات۔۔۔۔؟؟

کیا قصور تھا میرا ہاں۔۔؟؟ کیا غلط کیا تھا میں نے تمہارے ساتھ جس کی مجھے اتنی بڑی سزا دی تم نے۔۔۔؟؟

وہ اس سے شکوہ کر رہا تھا یا اپنا قصور پوچھ رہا تھا وہ سمجھ ناں سکی۔۔۔۔

البتہ اس کے سوالات نے ہنی کے اندر احساس ملال کو مزید گہرا کر دیا تھا۔۔۔۔

"آئی ایم سوری سر۔۔۔بٹ آئی سویر میں نے ایسا بالکل نہیں سوچا تھا۔۔۔میرا مقصد آپ کا دل دُکھانا نہیں تھا۔۔۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی وضاحت دینے لگی۔۔۔۔

اگر نہیں چاہتی تھی مجھے ہرٹ کرنا تو کیوں میرے بڑھتے ہوئے قدموں کو کیوں نہیں روکا۔۔۔؟؟ کیوں نہیں بتایا مجھے سچ ہاں۔۔۔؟؟

وہ شاید بھرا بیٹھا ہوا تھا اسی لیے اپنا سارا ابال اور غصہ اب نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنے غصے میں وہ یہ بھی بھول چکا تھا کہ ہنی کو گولی لگی ہے اور وہ اس وقت زیادہ بات کرنے کی کنڈیشن میں نہیں ہے۔۔۔۔۔

میں کیسے بتاتی سر۔۔۔۔؟؟

"میں نے تو امید ہی چھوڑ دی تھی دوبارہ کبھی اشہب سے ملنے کی۔۔۔ ممی مجھے اشہب سے طلاق لے کر روحاب سے شادی کرنے پر فورس کرتی تھیں۔۔۔ میں خود اپنی ذات کے خول میں بند ہو چکی تھی۔۔۔ اپنے مسائل میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ کسی اور چیز پر دھیان ہی نہیں گیا۔۔۔ اور جب دھیان گیا تب بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔"

اسے بولتے ہوئے تکلیف ہو رہی تھی اس کے باوجود وہ اسے وضاحتیں دے رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وضاحت مانگ رہا تھا۔۔۔

ہادی کو اپنی تکلیف اس قدر اہم تھی کہ وہ ہنی کی تکلیف سے انجان اپنے درد کا سوگ مناتا ہوا چہرہ پھیر گیا۔۔۔

"وہ میری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ تھا ہادی سر۔۔۔ جسے میں کبھی بھول نہیں سکتی۔۔۔"

وہ شاید آج خود سے عہد کر چکی تھی بولنے کا اسی لیے بس بول رہی تھی بنا رکے وہ بول رہی تھی۔۔۔

"میں اس وقت محض سولہ سال کی تھی جب اشہب مجھے اُٹھا کر لے گیا۔۔۔"

زرا توقف سے بولنے پر ہادی نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"میں اشہب کی محبت نہیں ہوں۔۔۔ اس کا جنون ہوں۔۔۔ اور اسی جنونیت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اتنی چھوٹی سی عمر میں وہ نا صرف مجھے اغواہ کر کے لے گیا بلکہ زبردستی مجھ سے نکاح بھی کر لیا۔۔۔"

وہ پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ دم سادھے ان انکشافات کو سنے جا رہا تھا۔۔۔

"جو بھی تھا۔۔۔وہ ایک کریمنل تھا۔۔۔میں اس کے ساتھ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ایک سال اس کے ساتھ اس کے گھر میں رہنے کے بعد بھی جب میں نے اس شادی کو نبھانے سے انکار کیا۔۔۔تو اشھب کو مجبوراً میری ضد کے آگے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔۔۔۔"

وہ کبھی ناں بولتی اگر مجبور ناں ہوتی تو۔۔۔اتنے عرصے اس کی خاموشی کا جو انجام ہوا تھا اس کے بعد اب وہ مزید خاموش نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔اس لیے بنا توقف بولے جا رہی تھی۔۔۔وہ اپنی ذات سے جُڑا وہ راز جو شاید ہی اس نے کبھی کسی سے شیئر کیا ہو آج ہادی شاہ کے سامنے کھول چکی تھی۔۔۔۔۔

"میں واپس اپنے گھر آگئی۔۔۔۔ڈری سہمی ہنی سے ایک مضبوط لڑکی کا روپ دھار لیا۔۔۔۔میں نے اپنا پورا کا پورا لائف سٹائل ہی بدل دیا۔۔۔۔"

"مگر میں اپنا دل نہیں بدل سکی۔۔۔۔"

آنسو نکل کر اس کے گال کو بھگو گیا تھا۔۔۔۔

اس نے ہادی کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سوائے ڈھیر سارے شکووں کے اسے کچھ دیکھائی ناں دیا تو وہ نظریں چُرا گئی۔۔۔۔۔

"میں اپنا دل جو صرف اشھب سے بے انتہا محبت کرتا تھا وہ نہیں بدل سکی۔۔۔سوچا تھا اس سے دور جانے پر شکر کا کلمہ پڑھوں گی۔۔۔سب بھول بھال کر ایک نئی زندگی شروع کروں گی۔۔۔۔"

ہادی نے دیکھا اب وہ تلخی سے مسکرا کر نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

"مگر نہیں۔۔۔ ناں میں اس کی آواز بھول سکی۔۔۔ ناں اس کے قرب میں گزارے لمحے بھول سکی۔۔۔ اور ناں ہی میں اشہب منہاج کو بھول سکی۔۔۔۔ اتنا عرصہ سب بھول جان لے کے باوجود میرے دل کے کسی کونے میں اشہب کی یادیں زندہ رہیں۔۔۔"

ہادی اس بے بس لڑکی کو افسوس سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"پھر آپ میری زندگی میں آئے۔۔۔۔ میں نے آہستہ آہستہ سنجیدگی سے آپ کے بارے میں سوچا۔۔۔۔ تو مجھے احساس ہوا آپ ایک اچھے انسان ہیں اور ایک اچھا ہمسفر بننے کے لائق ہیں۔۔۔ مجھے لگا کہ ضروری تو نہیں کہ میں اشہب کی یادوں میں ہی فنا ہو جاؤں۔۔۔۔ آپ بھی تو میرے زخموں پر مرہم لگا سکتے ہیں۔۔۔ لیکن آج صبح میری ساری خوش فہمیاں ہوا ہو گئیں۔۔۔۔ میں جو سوچتی تھی کبھی وہ ملے گا بھی تو اجنبی سمجھ کر منہ پھیر لوں گی۔۔۔ اس کی زرا سی تکلیف پر تڑپ اُٹھی۔۔۔۔"

وہ آج کھل کر زندگی میں پہلی دفعہ کسی کے سامنے حال دل بیاں کر رہی تھی۔۔۔۔

ہادی کی آنکھیں نم ہوئیں مگر وہ مہارت سے اپنے آنسوؤں کو چھپا گیا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا آہٹ سن کر خاموش ہو گیا۔۔۔

گلاس ڈور دھکیل کر وہ اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔۔وہ تو ہنی کے تاثرات نوٹ کر رہ تھا۔۔۔۔

اشہب آہستہ سے چلتا ہوا ان تک آیا۔۔۔۔

جھک کر ہنی کے چہرے پر سے بکھرے بال ہٹھائے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر سیدھا ہو گیا۔۔۔۔

ہادی پہلو بدل کر رہ گیا۔۔۔۔

"میں نے فون کر کے تمہاری ممی کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا وہ آتی ہی ہوں گیں۔۔۔"

سپاٹ لہجے میں ہنی کو بتا کر وہ رکا نہیں تھا کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

اشہب نے گہری سانس لیتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔

پھر وہ وہی اسی کرسی پر براجمان ہو گیا جہاں کچھ دیر پہلے ہادی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔؟؟

وہ اسے نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"پرفیکٹ۔۔۔بہت مزہ آرہا ہے مجھے۔۔۔یقین مانو پہلے کبھی میں نے اتنا انجوائے نہیں کیا جتنا آج کر رہی ہوں گولی کھا کر۔۔۔"

جل بھن کر جواب دیا گیا۔۔۔

اشہب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

ویسے تو وہ بہت کم ہنستا مسکراتا تھا مگر کچھ تھا اس لڑکی میں۔۔۔کچھ انوکھا سا کچھ منفرد سا۔۔۔جس کی باتیں سن کر وہ ہنسنے پر مجبور ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

"تمہیں ہی شوق تھا پرائی آگ میں کودنے کا۔۔۔"

وہ مسکراہٹ چھپا کر پھر سے سنجیدہ ہوا۔۔۔

پرائی آگ۔۔۔!!

ہنی نے اسے جتاتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

"مجھے بیوہ ہونے میں رتی بھر دلچسپی نہیں ہے۔۔۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی تو اشہب کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا۔۔۔

وہ آہستہ سے ہنی کے قریب جھکا اور اس کی چھوٹی سا ناک دبانے لگا۔۔۔۔

اووو۔۔۔ہنی غصے سے سر دائیں بائیں ہلایا۔۔۔

اشہب تمہاری میری ناک سے کیا دشمنی ہے جب دیکھو دباتے رہتے ہو۔۔۔؟؟

ہنی نے منہ کے بُرے بُرے زاویے بناتے ہوئے پوچھا۔۔۔

وہ کچھ نہیں بولا بس خاموشی سے اس کے نقوش کو نظروں سے دل میں اتارنے لگا۔۔۔

"یوں مت کیا کرو میرے ساتھ ہنی۔۔۔"

وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا تو ہنی نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"میں ڈرپوک نہیں ہوں۔۔۔ لیکن جب تم تکلیف میں ہوتی ہو تو میں ڈر جاتا ہوں۔۔۔"

ہنی نے دیکھا اس کے چہرے پر خوف تھا، اذیت تھی اور سب سے بڑھ کر محبت تھی۔۔۔۔

"میں سب کچھ کھونے کی ہمت رکھتا ہوں۔۔۔۔ لیکن تمہے نہیں کھو سکتا میں۔۔۔۔"

اب وہ ہاتھوں سے اس کے بال سنوار رہا تھا۔۔۔۔

"زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اشھب۔۔۔ ایک ناں ایک دن سب کو مرنا ہوتا ہے۔۔۔۔"

ہنی کے دھیمے لہجے میں کہی گئی بات کا اس نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔۔۔۔

انگلیاں ہنوز ہنی کے بالوں میں چل رہی تھیں۔۔۔۔

پھر اس کے ہاتھ لمحہ بھر کو رک گئے تھے۔۔۔۔

وہ مزید اس پر جھکا تھا۔۔۔۔

اسکے کانوں کے قریب چہرے لے جاکر سرگوشی کے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

"تو پھر میں یہ دعا کروں گا کہ اللہ تم سے پہلے میری سانسیں لے لیں۔۔۔۔"

وہ آنچ دیتے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

ایک لمحے کے لیے ہنی کی دل کی دھڑکن تھم سی گئی تھی۔۔۔۔

"بکواس نہیں کیا کرو۔۔۔"

پتہ نہیں کیسے اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔۔اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ بے اختیار زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

وہ دلکشی سے مسکرا دیا تھا۔۔۔۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے بس میرے منہ سے نکل گیا تھا۔۔۔"

اپنی شرمندگی کم کرنے کا اچھا طریقہ تھا۔۔۔

وہ بمشکل ہنسی کنٹرول کر کے سر ہلانے لگا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا دل کھول کر ہنسے۔۔۔۔

ایک بات کہوں اشھب۔۔۔؟؟

وہ فوراً سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

پوچھو اشھب کی جان۔۔۔

اسے ہنی کے بالوں سے پیار بہت تھا یا وہ اس کے بال کھلے برداشت نہیں کر پا رہا تھا ہنی سمجھ نہیں سکی۔۔۔

کیونکہ وہ بات کرتے ہوئے ساتھ ساتھ اس کی لٹوں کو بھی چھیڑ رہا تھا۔۔۔

تم یہ سب چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔۔۔؟؟

اس نے جتنی سنجیدگی سے استفسار کیا تھا وہ اتنی لاپرواہی سے بات ٹال گیا تھا۔۔۔

"اشھب کی جان اب آپ آرام کریں ڈاکٹر نے آپ کو زیادہ بولنے سے منع کیا ہے۔۔۔"

وہ شاید ابھی اس ٹاپک پر بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

مگر مجھے ابھی بات کرنی ہے۔۔۔!!!!!!

وہ احتجاج کرنے لگی لیکن اشھب نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی تھی۔۔۔

بس اب بالکل خاموش۔۔۔!!!

بہر حال اسے خاموش ہونا پڑا تھا۔۔۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند سو گئی تھی۔۔۔

اور اس سارے وقت میں وہ اسے ایسے ہی دیکھتا رہا تھا۔۔۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے نقوش کو محبت سے چھونے لگا۔۔۔

* *

جس وقت وہ لاؤنج میں داخل ہوا مائل اور صنم کو پریشان سا وہاں ٹہلتا پایا۔۔۔

اس پر نگاہ پڑتے ہی وہ دونوں تیزی سے اس کی جانب لپکے تھے۔۔۔

ہادی کہاں تھے تم۔۔۔؟؟

تمہے اندازہ ہے ہم کتنے پریشان ہو رہے تھے تمہارے لیے۔۔۔ فون بھی آف تھا تمہارا۔۔۔؟؟

اسے یاد آیا ہنی کی ممی کو کال کرنے کے بعد اس نے غصے میں فون دیوار سے دے مارا تھا۔۔۔

صنم اور مائل کو ناں وہ ہنی کو گولی لگنے والی خبر بتا پایا تھا ناں اپنی خیریت سے آگاہ کر سکا تھا۔۔۔

اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے۔۔۔؟؟

صنم نے تشویش سے اس کے بکھرے حولیے کو دیکھا۔۔۔۔

ہادی ہم تم سے کچھ پوچھ رہے ہیں جواب دو گے۔۔۔؟؟

مائل نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔۔

کچھ دیر بعد نگاہ اُٹھا کر اس نے خالی خالی نگاہوں سے صنم اور مائل کی جانب دیکھا۔۔۔

آپ دونوں یہاں کیوں کھڑے ہیں۔۔۔؟؟

اس نے تعجب سے استفسار کیا۔۔۔۔

صنم اور مائل نے کچھ الجھن میں اسے دیکھا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو ہادی۔۔۔؟؟

ہم یہاں نہیں ہوں گے تو کہاں ہوگے۔۔۔؟؟

ان دونوں کی نظروں میں الجھن واضح تھی۔۔۔۔

اوئے توں نے ابھی تک قبر نہیں کھودوائی۔۔۔؟؟

اس کے سوال پر مائل حیرت سے کنگ رہ گیا۔۔۔۔

بھابھی آپ نے یہاں محلے کی عورتوں کو نہیں بلایا قرآن خوانی کی غرض سے۔۔۔۔؟؟

اب کی دفعہ صنم بُری طرح چونکی۔۔۔۔اسے ہادی کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔۔۔۔

صنم دو قدم کا فاصلہ طے کرتی ہوئی ہادی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہادی۔۔۔۔۔کون مرنے والا ہے۔۔۔۔؟؟

صنم نے دھیمے اور خوفزدہ لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔۔

کون مرنے والا ہے۔۔۔؟؟

"میں مر چکا ہوں بھابھی اور آپ پوچھ رہی ہیں کون مرنے والا ہے۔۔۔۔"

وہ ایک دم پوری قوت سے چلایا تھا۔۔۔۔

صنم ڈر کر فوراً پیچھے ہوئی۔۔۔۔

اللہ ناں کرے ہادی کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔؟؟

مائل نے اسے ناگواری سے ٹوکا۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے مائل کی طرف بڑھا اور مائل کا گریبان پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔۔۔۔۔

کیا پوچھ رہا ہے تو۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔کیا پوچھ رہا ہے۔۔۔۔؟؟

"تجھے نظر نہیں آرہا میں مر چکا ہوں۔۔۔۔میں مردہ ہو چکا ہوں۔۔۔جلدی کرو میری لاش کو قبر میں دفناؤ۔۔۔۔"

مائل اور صنم ششدر رہ گئے۔۔۔۔۔

صنم لڑکھڑائی۔۔۔

اگر وہ پیچھے دیوار کا سہارا ناں لیتی تو یقیناً گر چکی ہوتی۔۔۔۔۔

وہ اب تیزی سے صنم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔

آپ حیران کیوں ہیں بھابھی۔۔۔؟؟

"میرا قتل ہوا ہے۔۔۔۔آپ کی دوست نے مجھے قتل کر دیا ہے۔۔۔۔۔قتل کر دیا ہے اس نے میری خوشیوں کا۔۔۔۔"

صنم ساکت رہ گئی۔۔۔۔

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا اور وہ دونوں ساکت کھڑے اسے اس حال میں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

وہ رکا نہیں تھا "ایک منٹ" کہہ کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ بھاگتا ہوا واپس آیا تھا۔۔۔۔

یہ دیکھو۔۔۔۔!!!!

اپنے ہاتھ میں موجود ڈھیر سارے کارڈز پھولوں کے گلدستے اس نے زمین پر پھینکے۔۔۔۔

سارے کے سارے گفٹس زمین بوس ہوئے تھے۔۔۔

یہ دیکھو تم دونوں۔۔۔!!!

"سوچا تھا جب ہاں کہے گی تو اسے یہ سب دوں گا۔۔۔خاص طور پر اس کے لیے خریدے تھے یہ

تحائف۔۔۔"

زمین بوس ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ غرایا تھا۔۔۔

میں کتنا بے وقوف ہوں ناں بھابھی۔۔۔؟؟

اس نے استفسار کرتے ہوئے صنم سے تائید چاہی۔۔۔۔

اس کے چہرے پر بھی یہی لکھا تھا۔۔۔

)تم کتنے بے وقوف ہو ہادی(

"ارے کرنے چلا تھا اسے پرپوز۔۔۔وہ تو مسز اشہب منہاج نکلی۔۔۔"

صنم اور مائل نے بے ساختہ ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔۔

سنا آپ نے بھابھی۔۔۔؟؟

"آپ کی دوست شادی شدہ نکلی۔۔۔"

صنم نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نن نہیں۔۔۔ایسا۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ہو سکتا۔۔۔۔ہادی تمہے شاید کوئی غلط فہمی۔۔۔۔۔!!!!!

ہادی نے فوراًاس کی بات کاٹی۔۔۔۔۔

"خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہاہوں میں۔۔۔۔اس کے زرا سے درد پر تڑپ کر بھاگی تھی وہ اس کی جانب۔۔۔۔مجھے خود بتایا ہے اس نے کہ اشھب کی بیوی ہے وہ۔۔۔۔"

وہ اب رو رہا تھا۔۔۔۔چہرے سے اذیت صاف عیاں تھی۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

" کہتی ہے اشھب منہاج کا جنون ہوں میں۔۔۔۔"

ارے اس کا جنون اسے دیکھ گیا میری محبت نہیں نظر آئی۔۔۔۔؟؟

صنم نے افسوس سے اس بکھرے وجود کو دیکھا۔۔۔۔۔

مائل تیزی سے ہادی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

اور بمشکل اسے بہلاتے ہوئے اپنے ہمراہ اوپر لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

صنم نے ایک نظر ان دونوں کی پشت کو دیکھا پھر زمین بوس ہوئی چیزوں کو۔۔۔۔جو شاید اپنے اس بے قدری سے روندھے جانے پر ماتم منا رہی تھیں۔۔۔۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا ہنی۔۔۔۔ اللہ کرے تم کبھی خوش ناں رہو۔۔۔ تم بھی ویسے ہی تڑپو جیسے ہادی تڑپ رہا ہے۔۔۔۔"

وہ اسے بد عادے کر نفی میں سر ہلاتی ہوئی تیزی سے اپنی کمرے کی جانب چل دی۔۔۔۔

* *

آنکھ کھلنے پر اس نے خالی ذہن کے ساتھ اپنے ارد گرد دیکھا۔۔۔

کچھ دیر ذہن پر زور ڈالنے کے بعد اسے یاد آیا کے وہ اشہب کے کہنے پر سو گئی تھی۔۔۔۔

اشہب۔۔۔!!!!

بے ساختہ نگاہ اس کی تلاش میں ادھر اُدھر دورائی تھی۔۔۔

کیسی ہے اب میری جان۔۔۔؟؟

ممی بڑے پیار سے استفسار کر رہی تھیں۔۔۔

ممی اشہب۔۔۔؟؟

اشہب تھاناں یہاں وہ کہاں گیا۔۔۔؟؟

بے اختیار وہ اشہب کے بارے میں دریافت کرنے لگی۔۔۔

ممی کے سوال کو اس نے بڑی مہارت سے نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔

ممی نے ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کی۔۔۔۔

"وہ چلا گیا ہے۔۔۔۔اس کا یہاں رہنا ٹھیک نہیں تھا ہنی۔۔۔اس لیے میں نے اسے بھیج دیا۔۔۔۔"

ممی لسر دمہری سے انداز میں بتا کر اس کی میڈیسنز دیکھنے لگیں۔۔۔۔

وہ دوبارہ ممی سے اشہب کے متعلق کچھ بھی نہیں پوچھ سکی۔۔۔۔

اسے کچھ کچھ اندازہ تھا ممی نے اشہب سے کس قسم کا رویہ اختیار کیا ہو گا اور کیا کہا ہو گا۔۔۔۔

لیکن وہ اس کے جانے کی خبر سن ڈسٹرب ضرور ہو گئ تھی۔۔۔۔۔

وہ کیوں چلا گیا۔۔۔؟؟ اسے میرے پاس رکنا چاہیے تھا۔۔۔۔

وہ تو اس امید پر سوئی تھی کہ جب اُٹھے گی تو اشہب اس کے پاس ہی ہو گا۔۔۔ مگر وہ اتنی جلدی چلا جائے گا یہ اس نے قطعی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔

پھر وہ چڑچڑی سی ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس کے ہر انداز سے بے زاریت ٹپکنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ خود بھی اپنی اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

بہر حال اشہب کے جانے پر وہ حد سے زیادہ اداس ہو گئی تھی۔۔۔۔

اور یہ اداسی مسز مراد سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔۔

وہ ماں تھیں بھلا اپنی بیٹی کی کیفیت سے لاتعلق تھوڑی رہ سکتی تھیں۔۔۔۔

لیکن فلحال انہوں نے بھی خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔۔۔۔

****

اسے یہاں تیسرا دن تھا جب مائل اور صنم اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔

اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

ممی ہر وقت اس کے پاس ہی موجود ہوتی تھیں۔۔۔۔شافع دن میں دو یا تین چکر لازمی لگالیا کرتا تھا۔۔۔۔ہر دفعہ وہ دو گھنٹے لازمی رکتا تھا۔۔۔۔۔

دھنک روزانہ نہیں آسکتی تھی کیونکہ یہ ہسپتال شہر سے دور تھا۔۔۔۔۔مگر پھر بھی وہ ایک چکر اپنے ابو کے ساتھ لگا چکی تھی۔۔۔۔ابھی بھی اس کے ابو اسے ہسپتال چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔۔

مسز مراد زرا دیر ٹہلنے کی غرض سے باہر گئی ہوئی تھیں۔۔۔۔شافع شام کو آنے کا وعدہ کر کے جا چکا تھا۔۔۔۔

صنم کی اتنی لیٹ آمد کو اس نے کسی پرسنل ایشو اور وقت کی کمی ہی قرار دیا تھا۔۔۔۔

مائل نے بہت پیار سے بالکل بڑے بھائیوں کی طرح اس کی طبیعت کے بارے میں دریافت کیا تھا۔۔۔۔

جبکہ صنم ایک طرف لاتعلق سی کھڑی تھی۔۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔۔؟؟

صنم کی لاتعلقی کی وجہ وہ خود کو گولی لگنے کی وجہ سے ناراضگی ہی سمجھی تھی اس لیے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

مائل ایک ضروری کال سننے کی غرض سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ جبکہ دھنک ایک طرف بیٹھی میگزین کا مطالعہ کر رہی تھی۔۔۔ گاہے بگاہے نگاہ ان دونوں پر بھی ڈال لیتی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ بلکہ افسوس ہو رہا ہے۔۔۔"

کیسا افسوس۔۔۔؟؟

ہنی نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

"افسوس ہو رہا ہے کہ تم میری دوست ہو۔۔۔"

لہجہ پتھر سے بھی سخت تھا۔۔۔

اور وہ نازک سی لڑکی کہاں سخت لہجوں کی عادی تھی۔۔۔ اسی لیے تڑپ پر صنم کی جانب دیکھا۔۔۔

دھنک کا صفحات پلٹتا ہاتھ رکا تھا۔۔۔

شرم نہیں آئی تمہے ہنی۔۔۔؟؟

"اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتی۔۔۔"

دھنک نے تعجب سے سر اُٹھا کر ان دونوں کی جانب دیکھا۔۔۔

ہنی کا رنگ ایک دم سفید پڑ گیا تھا۔۔۔۔

صنم تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟

ہنی کی سمجھ سے باہر تھا اس کا یہ رویہ۔۔۔

مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو کہ کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟

تمہے خود نہیں معلوم کہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔

ہنی کے چہرے پر الجھن واضح تھی۔۔۔

"کتنی شاطر ہو تم ہنی۔۔۔ کس طرح دو دو عاشقوں کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہے تم نے۔۔۔"

صنم۔۔۔۔!!!!

ہنی کو اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔۔۔۔

ماحول کی سنگینی کا خیال کرتے ہی دھنک بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

تم ہوش میں ہو صنم۔۔۔؟؟

دھنک نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"ہوش میں تو میں اب آئی ہوں۔۔۔ کاش اس وقت ہوش میں ہوتی جب اس جیسی بدکردار لڑکی سے دوستی کر رہی تھی۔۔۔"

صنم افسوس سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ صنم اب تم حد سے بڑھ رہی ہو۔۔۔۔"

ہنی نے بمشکل خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔۔۔۔

اوہ ریئلی۔۔۔؟؟میں حد سے بڑھ رہی ہوں۔۔۔میں۔۔؟؟

"میں ہنیہ مراد ذرا اپنے گریبان میں جھانکو۔۔۔۔جیتے جاگتے عاشق لیے گھوم رہی ہو تم۔۔۔۔میرے دیور کو بے وقوف بنا کر اب کسی اور کو بے وقوف بنانے میں مصروف ہو۔۔۔۔"

وہ دھیمی آواز میں غرائی۔۔۔

دھنک تیزی سے صنم کی طرف بڑھی اور اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا صنم۔۔۔۔کیا فضول بکواس کر رہی ہو۔۔۔۔اس کی حالت نہیں دیکھ رہی تم۔۔۔۔موت کے منہ سے واپس آئی ہے وہ اور تم اس طرح کی باتیں کر رہی ہو۔۔۔کم سے کم دوستی کا ہی لحاظ کر لو۔۔۔۔"

دھنک کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو اچکا تھا۔۔۔۔

"یہی تو افسوس ہے کہ موت کے منہ سے کیوں واپس آئی یہ۔۔۔مر جاتی تو بہتر نہیں ہوتا۔۔۔۔ایسی لڑکیاں بوجھ ہوتی ہیں زمین پر۔۔۔۔"

"اور تم تو اس کی طرفداری کرو گی ناں۔۔۔۔اس کے بھائی کی محبوبہ جو ٹھہری۔۔۔۔"

وہ اب باقاعدہ زہر اگل رہی تھی۔۔۔۔

"صنم۔۔۔۔زبان کو لگام دو۔۔۔۔میرا منہ مت کھلواؤ ورنہ اگر میں نے تمہارے شجرہ نسب پر سے پردہ اُٹھایا ناں تو پھر بُری طرح پچتاؤ گی تم۔۔۔۔"

دھنک غرائی۔۔۔۔

صنم تلخی سے مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو یہی امید تھی تم سے۔۔۔۔

جبکہ ہنی۔۔۔وہ تو شاک کی کیفیت میں یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جہاں اس کی جان سے پیاری دوست اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کر رہی تھی۔۔۔۔

اسے یاد آیا اگر اشہب یہاں ہوتا تو دو منٹ میں سب کی زبانیں بند کر چکا ہوتا۔۔۔۔

کیا غلط کیا ہے اس نے اپنے شوہر سے محبت کر کے۔۔۔؟؟

تم نامحرم سے محبت کر سکتی ہو وہ محرم سے نہیں کر سکتی۔۔۔؟؟

دھنک نے ناگواری سے استفسار کیا۔۔۔۔

"مجھے اس گھٹیا لڑکی سے کمپیئر مت کرو دھنک۔۔۔میں نے ایک سے محبت کی اور شادی بھی اسی سے کی۔۔۔۔اس کی طرح نہیں کہ منگنی کسی اور شادی کسی اور سے اور محبت کے دعوے کسی اور سے۔۔۔۔"

صنم نے ہنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نفرت سے کہا۔۔۔۔

ہاں تو یہ گھٹیا لڑکی ہے ناں۔۔۔؟؟

تو تم کیا کر رہی ہو یہاں۔۔۔۔اس گھٹیا لڑکی کی تیمارداری کرنے آئی ہو۔۔۔؟؟

دھنک نے پوچھنے پر وہ تلخی سے مسکرائی۔۔۔۔

"تیمارداری مائی فٹ۔۔۔ تھوکتی ہوئی میں ایسی لڑکی کے منہ پر۔۔۔"

"تو پھر یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔جاؤ نکلو یہاں سے۔۔۔ دفع ہو۔۔۔۔"

دھنک نے کہتے ہوئے اسے دروازے کی جانب دھکیلا۔۔۔۔۔

ہنی نے فوراً اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ اُتاری اور اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر ان دونوں جانب بڑھی۔۔۔۔

"تم دونوں میری وجہ سے مت لڑھو پلیز۔۔۔۔ صنم تم۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔۔۔"

ہنی نے معاملے کی سنگینی بھانپتے ہوئے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔۔۔

مگر صنم جانے کی بجائے حارجانہ انداز لیے دھنک کی جانب لپکی۔۔۔۔

یو تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھکا دینے کی۔۔۔؟؟

وہ غصیلے انداز میں دھنک سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

صنم مائل حسن ہوں میں سمجھی۔۔۔۔اوقات کیا ہے تمہاری میرے سامنے ہاں۔۔۔؟؟

دھنک ششدر رہ گئی۔۔۔۔

صنم کے لہجے سے غرور جھلک رہا تھا۔۔۔۔

"تم اتنی بدل جاؤ گی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا صنم۔۔۔"

دھنک آنکھوں سے نمی صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"تم دونوں پلیز بس کرو۔۔۔میں تم دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔۔۔"

ہنی بے بسی کے عالم میں التجا کرنے لگی درد کی شدید لہریں اس کی کمر سے اُٹھ رہی تھیں مگر وہ مسلسل نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔۔

"مت جوڑو اس کے سامنے ہاتھ ہنی۔۔۔یہ ہماری صنم نہیں ہے۔۔۔۔"

دھنک نے مردہ سی آواز میں کہا۔۔۔۔

"صنم! میں مان لیتی ہوں میں گھٹیا ہوں میں گری ہوی ہوں بد کردار بھی ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے صنم کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔۔

پلیز یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔۔!!!!

وہ التجا کر رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے اشک جھلک رہے تھے۔۔۔۔

"نہیں ہو تم گھٹیا یا گری ہوی۔۔۔یہ خود گھٹیا ہے جو اپنی دوست کے بارے میں ایسا بول رہی ہے۔۔۔مت جوڑو پلیز مت جوڑو اس کے سامنے ہاتھ۔۔۔۔"

دھنک بے بسی کے عالم میں چیخی تھی۔۔۔

صنم کا چہرہ توہین کے احساس سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

وہ دھنک کو کچھ سخت سست کہنے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی کہ اس کا پاؤں پھسل گیا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ دونوں کچھ سمجھ پاتیں صنم چیخ مارتی ہوئی زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔

صنم۔۔۔۔!!!

ہنی کے منہ سے خلق شگاف چیخ برامد ہوئی تھی۔۔۔۔

صنم اپنے پیٹ کو پکڑے درد سے دوہری ہوگئی تھی۔۔۔

دو دونوں فوراً اس کی طرف لپکی تھیں۔۔۔

اسی وقت مائل بھی عجلت میں کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ شاید ہنی کی چیخ سن کر بھاگا چلا آیا تھا۔۔۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔

صنم۔۔۔

مائل نے فوراً لپک کر اسے اُٹھا کر سیدھا کیا۔۔۔

صنم تم ٹھیک ہو۔۔؟؟

مائل اس کے چہرہ تھپتھپانے لگا۔۔۔۔

وہ مسلسل درد سے کراہ رہی تھی۔۔۔

مائل ڈاکٹر کو پکارتا ہوا اسے باہوں میں بھر کر باہر لے گیا تھا۔۔

وہ دونوں خاموش ششدر سی کھڑی تھیں۔۔۔

دھنک کے دماغ میں تو صنم کی کہی بات گونج رہی تھی جو جب مائل اسے باہر لے جا رہا تھا تب صنم نے کہی تھی۔۔۔

"کہ اگر میرے بچے کو کچھ ہوا تو میں تم دونوں کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

ہنی بے اختیار زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔ آنسو اس کے رخسار کو بھگو گئے تھے۔۔۔

دھنک نے اسے سہارا دیا اور اس کا سر تھپتھپانے لگی۔۔۔

"ریلیکس ہنی تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔"

دھنک اسے تسلی دینے لگی۔۔۔

"اگر صنم کے بچے کو کچھ ہو گیا ناں دھنک تو میں خود بھی خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔۔۔"

وہ بے تحاشہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

دھنک سے اسے سمبھالا مشکل ہو گیا۔۔۔

****

آج چھٹی کا دن تھا۔۔۔

ہنی نے بہت منتیں کر کے منایا تھا دھنک کو۔۔۔وہ چاہتی تھی ایک دفعہ جا کر وہ دونوں صنم کا دکھ بانٹے اسے احساس دلائیں کہ وہ اس کے ساتھ ہیں۔۔۔ہو سکتا ہے اسی بہانے صنم کو احساس ہو جائے کہ وہ دونوں اس سے کس قدر پیار کرتی ہیں۔۔۔

اس دن صنم کا مس کیرج ہو گیا تھا۔۔۔ہنی کی اس کے ساتھ دوبارہ ملاقات نہیں ہو سکی تھی کیونکہ وہ اس وقت اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ کسی سے بات کر سکے۔۔۔ایک ہفتہ ہسپتال میں رہنے کے بعد وہ ڈسچارج ہو کر گھر آ گئی تھی۔۔۔مکمل صحت یاب ہونے میں اسے تقریباً ایک مہینے کا وقت لگا تھا۔۔

اب چونکہ وہ یونیورسٹی جانے لگی تھی اس لیے وقت کی کمی کے باعث وہ کسی سے نہیں مل پاتی تھی۔۔

مگر اتوار کے دن بہت سے کام سر انجام دینے کا ارادہ ترک کرتی ہوئی وہ دھنک کو لے کر صنم کے گھر پہنچ گئی تھی۔۔۔

کیوں آئی ہو تم دونوں یہاں۔۔۔ابھی بھی کوئی کسر باقی رہ گئی تھی جو پوری کرنے کی غرض تمہے میرے گھر تک کھینچ لائی ہے۔۔؟؟

انہیں دیکھتے ہی صنم پھٹ پڑی تھی۔۔۔

ہنی نے آگے بڑھ کر روتی چلاتی صنم کو اپنی آغوش میں لیا۔۔۔

"صنم میری جان ہم تمہاری دوستیں ہیں بہنوں سے بڑھ کر ہو تم ہمارے لیے خدا کا واسطہ ہے اپنے دل سے ہر بدگمانی کو باہر نکال دو۔۔۔"

صنم نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا۔۔۔

پیچھے کھڑی دھنک نے بمشکل اسے سمبھالا تھا۔۔

دفع ہو جاؤ تم میرے گھر سے۔۔۔ کیا لگتا ہے تمہے۔۔۔ اتنی آسانی سے معاف کر دوں گی میں تمہے۔۔۔؟؟

وہ اونچی آواز میں غرائی۔۔۔

"صنم میری بات سنو۔۔۔ پلیز۔۔۔ صرف ایک دفعہ میری بات سن لو صرف ایک دفعہ۔۔۔"

وہ اس کے قریب آکر دونوں شانوں سے تھام کر التجا کرنے لگی۔۔۔

صنم نے بے دردی سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔

"جاؤ یہاں سے ہنی اس سے پہلے کہ میں اپنا آپا کھو دوں۔۔۔"

صنم نے غصیلے لہجے میں کہتے ہوئے چہرہ نفرت سے پھیر لیا۔۔۔

دھنک کا صبر اب جواب دے گیا تھا۔۔

آگے بڑھ کر اس نے ہنی کو پیچھے کیا اور خود صنم کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔

"تم اپنے آپے میں ہو ہی کب صنم۔۔۔ اگر تم اپنے آپے میں ہوتی تو ایسے کھڑی بکواس ناں کر رہی ہوتی۔۔۔"

"منع کیا تھا میں نے تمہے ہنی۔۔۔ لیکن تمہے نجانے کیا شوق ہے ان کم ظرف لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کا۔۔۔۔"

صنم سے کہتے ہوئے وہ ہنی کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔

ہنی کیا کہتی خاموشی سے کھڑی آنسو بہاتی رہی۔۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ کچھ بھی بولنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ تم اس وقت میرے گھر میں کھڑی ہو۔۔۔ میں چاہوں تو تمہے ابھی اسی وقت دھکے مار کر نکال دوں مگر یہ میرا ظرف ہی ہے کہ میں برداشت کر رہی ہوں۔۔۔۔"

صنم نہایت بدتمیزی سے دھنک کے ساتھ مخاطب تھی۔۔۔۔ باتیں تو جو وہ کر رہی تھی سو کر رہی تھی لہجہ بھی گستاخانہ تھا۔۔۔۔

دھنک غصے سے صنم کی جانب بڑھنے لگی تھی لیکن ہنی نے فوراً آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا تھا۔۔۔۔

دھنک نے رُک کر شکوہ کناں نگاہوں سے ہنی کو دیکھا مگر وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔ اشارہ صاف اسے کچھ بھی کہنے سے روکنا تھا۔۔۔۔

ہنی مرے مرے قدم اُٹھاتی صنم کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔

اور یہ دیکھ کر دھنک حیرت سے گنگ رہ گئی کہ اس نے صنم کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔۔

"میں ہر گناہ ہر الزام قبول کرتی ہوں صنم۔۔۔میں جانتی ہوں میں نے تمہارا اور ہادی سر کا دل دکھایا ہے۔۔۔ مگر تم میری دوست ہو۔۔۔مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہو۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔"

انسان کے ٹوٹنے کا مقام تب آتا ہے جب اپنے تکلیف دیں۔۔۔ورنہ غیر تو کبھی درد نہیں دیتے۔۔۔وہ بھی آج ایسے مقام پر کھڑی تھی جہاں وہ خود کو بے انتہا بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔

آنکھوں سے اشک جھلکنے کو بے تاب تھے مگر وہ نجانے کب سے انہیں واپس دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

دھنک کا چہرہ جھک گیا تھا اسے لگا وہ اب مر جائے گی اس کی سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے گی وہ ہنی کو اس حالت میں قطعی نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

ہنی کی حالت سے یوں ظاہر ہوتا تھا جیسے نجانے کو کس کے سہارے کھڑی ہو۔۔۔اور وہ سہارا امید کا تھا۔۔۔دھنک کو لگا ابھی اگر اس کی امید ٹوٹ گئی ناں تو وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہیں ہو سکے گی۔۔۔وہ زمین بوس ہو جائے گی۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔؟؟

کمرے میں موجود تینوں نقوش نے چونک کر دروازے پر کھڑے وجود کو دیکھا جس کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔۔۔۔

ہنی نے فوراً آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔۔کم سے کم وہ ہادی سر کے سامنے خود کو کمزور نہیں پڑنے دے سکتی تھی۔۔۔۔

وہ کب سے اپنے کمرے میں بیٹھا آفس کا کام کرنے میں مشغول تھا۔۔۔نیچے سے آتی مسلسل آوازوں سے چڑ کر آخر وہ اپنے کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔

مگر نیچے ڈرائنگ روم میں ہنی کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا تھا۔۔۔پل میں اس کی سنجیدگی ہوا ہوئی تھی اور اب چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟

پتھر جیسے سخت لہجے میں استفسار کیا گیا۔۔۔۔

"میں اپنی دوست سے ملنے آئی ہوں۔۔۔۔"

اپنی بے بسی کو چھپانے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔۔۔اگر ہادی کے تاثرات اسے دیکھ کر بدلے تھے تو اس کا بھی لہجہ بدل چکا تھا۔۔۔۔

"اوہ واؤ۔۔۔ہائے داوے تم کس مٹی کی بنی ہو۔۔۔ کبھی دوست تو کبھی دشمن۔۔۔میں نے تم سے بڑی منافق لڑکی آج تک نہیں دیکھی اپنی زندگی میں۔۔۔جسے بس نمبر بنانے کا شوق ہو ہر جگہ۔۔۔"

وہ حیرت زدہ سی ہادی سر کا منہ دیکھنے لگی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔۔؟؟

اس نے ناسمجھی کے عالم میں استفسار کیا۔۔۔

میں کیا چاہتا ہوں اسے چھوڑو یہ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔؟؟

آلریڈی دو لڑکوں کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہے تم نے اب کیا بھابھی سے جھوٹی ہمدردی جتا کر مائل کو بھی پھانسنے کا ارادہ ہے تمہارا۔۔۔؟؟

ہادی نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا انداز صاف مذاق اُڑانے والا تھا۔۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔شرم نہیں آتی آپ کو اتنی گھٹیا بات بولتے ہوئے۔۔۔"

تم بتاؤ صنم کیا تمہے مجھ پر اتنی بے اعتباری ہے کیا تمہے لگتا ہے میں اتنا گر سکتی ہوں۔۔۔؟؟

اس نے صنم سے استفسار کیا۔۔۔

لہجے میں امید تھی ایک مان تھا۔۔۔وہ جانتی تھی صنم ہادی کی بات کی مخالفت کرے گی۔۔۔

"میں بھی کہوں آج کل مائل اس کی اتنی طرفداری کیوں کر رہا ہیں۔۔۔ خیر اس کے پاس بچھانے کو اپنے حسن کا جال ہے ناں ایسے تو نہیں اتنے سارے عاشق اس کے گرد گھوم رہے۔۔۔"

اور اس کا مان چکنا چور ہو گیا تھا۔۔۔۔

اتنی تذلیل۔۔۔

ہنی کا شدت سے دل چاہاز مین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔ اس کی بہنوں جیسی سہیلی نے آج اس کا مان توڑ دیا تھا۔۔۔ وہ شخص جس کی اس نے ہمیشہ عزت کی تھی جس کی محبت کی اس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود قدر کی تھی۔۔۔ ناں کبھی اس شخص کو دھتکاراناں اس کی محبت کو۔۔۔ وہ آج اس کی اس قدر بے عزتی کر رہا تھا۔۔۔ وہ شخص آج اسے جیتے جی قتل کر رہا تھا۔۔۔۔

بکواس بند کرو تم سب۔۔۔۔ سمجھتے کیا ہو خود کو خدا نہیں ہو تم لوگ۔۔۔۔ یہ غرور کس لیے مٹی کی خال سے زیادہ اوقات تو نہیں تم دونوں کی۔۔۔۔!!!!!

اس کی بات ادھوری رہ گئی جب ہنی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اشارے سے وارن کیا تھا۔۔۔۔

"تم اب کچھ نہیں بولو گی دھنک۔۔۔ اب جو بولوں گی میں بولوں گی۔۔۔۔"

سختی سے اسے وارن کرتے ہوئے وہ دوباری ہادی اور صنم کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔۔۔

دھنک بے بسی سے مٹھیاں بھنیچ کر رہ گئی۔۔۔اس قدر شدید تذلیل۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا صنم کو جھنجھوڑ کر رکھ دے۔۔۔اس کی اوقات یاد دلا دے۔۔۔مگر نجانے کیوں خدا نے ہمیں اس قدر ظرف عطا کیا ہے۔۔۔ہم کبھی بھی اپنے معیار سے نہیں گر سکتے۔۔۔کسی کی تذلیل کے بدلے تذلیل نہیں کر سکتے۔۔۔اور یہی ہم بے بس ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

بولنے کے لیے کچھ ہے بھی اب تمہارے پاس۔۔۔؟؟

کیا بولو گی تم۔۔۔؟؟

ہادی نے کہا تھا جسے اس نے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔

تم بتاؤ صنم کیا میں نے ساری زندگی تمہے سگی بہنوں کی طرح پیار نہیں کیا۔۔۔؟؟

"میں حساب نہیں مانگ رہی۔۔۔لیکن تم تو جانتی ہو ناں میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔۔۔صنم کم سے کم دوستی کا پاس نہیں رکھ سکتی تو عورت ہونے کے ناطے ہی بھرم رکھ لو۔۔۔تم ایک عورت ہوتے ہوئے دوسری عورت کے لیے ایسے گھٹیا الفاظ کیسے استعمال کر سکتی ہو۔۔۔۔"

ہنی نے اس دفعہ آنکھوں میں آئی نمی کو روکا نہیں تھا۔۔۔گرم سیال کو اپنے رخسار پر بہنے دیا تھا۔۔۔وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔۔۔

عورت۔۔۔؟؟

تم سے کس نے کہا کہ تم عورت ہو۔۔۔؟؟

صنم کی بجائے ہادی بولا تھا۔۔۔

لہجے میں حیرت واضح تھی۔۔۔۔

وہ الجھتی نگاہوں سے ہادی کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔وہ کیا کہنا چاہتا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

ہادی نے اس کی سوالیہ نگاہیں خود پر مرکوز پائیں تو دھیمے لہجے میں مخاطب ہوا۔۔۔

اور پھر جو الفاظ اس کے منہ سے ادا ہوئے تھے وہ ہنی کے پیروں تلے زمین نکالنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

"ڈائن"

"تم ڈائن ہو مس ہنیہ مراد۔۔۔"

دھنک نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔۔۔

جبکہ ہنی ششدر سی کھڑی تھی۔۔۔

"دوست دوست کرتے کرتے دوستی کی آڑ میں تم اپنی ہی دوست کی اولاد کھا گئی۔۔۔اپنی نفرت میں اس قدر آگے بڑھ گئی کہ اپنی پریگننٹ دوست کو بے دردی سے دھکا دیا تاکہ وہ اس بچے کو جنم ناں دے سکے۔۔۔"

اور اس دفع واقع ہنیہ مراد کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔۔

امید کا ساتھ چھوٹ چکا تھا۔۔۔

وہ زمین بوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ دھنک نے اسے تھام رکھا تھا۔۔ مگر کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔اس کی ساری امیدیں، مان اور محبتیں تو زمین بوس ہو چکی تھیں۔۔۔۔

دھنک کا حال بھی اس سے مختلف ناں تھا۔۔۔۔

)تو صنم نے ہادی سے یہ کہا تھا کہ اس کہ اس دن ہسپتال میں ہنی نے اسے دھکا دیا تھا(

"میری خوشیوں کی تو تم قاتل تھی ہی تم بھابھی اور میرے بھائی جیسے دوست کے گھر میں خوشیاں آنے سے پہلے ہی کھا گئی۔۔۔ سمجھ نہیں آتا کن الفاظوں سے پکاروں تمہے۔۔۔بلڈی کریکٹر لیس بچ۔۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔۔مجھے خود سے نفرت ہو رہی ہے یہ سوچتے ہوئے کہ میں نے تم جیسی گری ہوئی عورت سے محبت کی۔۔۔جو عورت کے نام پر دھبہ ہے۔۔۔۔"

ہادی اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔۔۔اس کی نگاہ تو صنم پر جمی ہوئی تھی۔۔۔ جس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

یہاں آنے سے پہلے وہ سوچتی تھی کہ صنم کیوں اور کس لیے بدلی۔۔۔اس گزرتے وقت میں ایسی کون سی تبدیلی رونما ہوئی جس نے ان کی بہنوں جیسی دوست کی کایا ہی پلٹ دی۔۔۔۔

اور اسے اپنے سارے جواب مل چکے تھے۔۔۔۔

غرور۔۔۔اس گزرتے وقت میں ان کے درمیان جو خلش آئی تھی جو دیوار حائل ہوئی تھی۔۔۔غرور کی تھی۔۔۔۔

کس چیز کا غرور۔۔۔؟؟

صنم سے صنم مائل حسن بننے کا غرور۔۔۔

محبت کرنا اور پھر اسے حاصل کر لینے کا غرور۔۔۔۔

مائل کی بے انتہا محبت کا غرور۔۔۔۔

اس ایک دو کمروں کے چھوٹے سے ڈربے سے اس عالیشان بنگلے میں رہائش پزیر ہونے کا غرور۔۔۔۔

واقع ہی غرور بہت بُری شے ہے۔۔انسان کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟مس ہنیہ تمہاری بولتی کیوں بند ہو گئی۔۔۔؟؟

کچھ بولو گی نہیں۔۔۔؟؟کن سوچوں میں گم ہو۔۔؟؟

مسلسل خاموشی محسوس کر کے اس نے مصنوعی تشویش سے استفسار کیا۔۔۔

اس نے نظریں اُٹھا کر خالی خالی نگاہوں سے ہادی کی سمت دیکھا۔۔۔

اور پھر وہ مردہ سے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

"سوچ رہی ہوں۔۔۔رشتہ چاہے کتنا بھی قریبی یا عزیز کیوں ناں ہو۔۔۔۔ایسے وقت میں محبت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والوں کی اصلیت کھل جاتی ہے۔۔۔۔"

ہادی نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا۔۔۔۔

ہنی کی بات اسے آگ لگانے اور اس کا غصہ بھڑکانے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

مگر وہ آگے نہیں بڑھا۔۔۔۔

بھلا اس مردہ وجود سے کیسا جھگڑا۔۔۔؟؟

وہ جو سامنے ہنیہ مراد کھڑی تھی ناں۔۔۔اس کی روح تک مردہ ہو چکی تھی۔۔۔۔

وہ مر چکی تھی۔۔۔۔بس سانسیں باقی تھی۔۔۔۔

پلیز چلو یہاں سے۔۔۔۔!!!!

روتی ہوئی دھنک نے التجا کی تھی۔۔۔۔

اور وہ بمشکل اپنے وجود کو گھسیٹتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

****

وہ نہیں جانتی تھی اس نے کس طرح ڈرائونگ کر کے طویل مسافت طے کی تھی۔۔۔۔

دھنک کو ڈراپ کرنے کے بعد اس کی گاڑی خود بخود اشہب کے گھر جانے والی سڑک کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

وہ ابھی اپنی ماں اور بھائی کا سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔۔۔

جانا تو وہ اس حالت میں اشہب کے گھر بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ مگر اس کا دل اب اس کے اختیار میں تھا ہی کب۔۔۔۔

راستے میں نجانے کتنی دفعہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔۔۔۔

اور یہ معجزہ ہی تھا کہ وہ زندہ سلامت اشہب کے گھر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

خیر وہ زندہ کہاں تھی۔۔۔ وہ تو شاید کب کی مر چکی تھی۔۔۔۔ اسے یاد ہے وہ صنم کے گھر ہی مر چکی تھی۔۔۔۔ اس کا وجود مردہ ہو چکا تھا۔۔۔ روح بُری طرح سے گھائل ہوئی تھی۔۔۔ اور یہ جو روح کے زخم ہوتے ہیں ناں کبھی بھی نہیں بھرتے۔۔۔۔

گارڈ نے اس کی گاڑی کو روکنا چاہا تھا مگر ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہنی کو دیکھ کر وہ فوراً پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

صرف وہ ہی نہیں۔۔۔ تمام ملازم اسے دیکھتے ہی باادب سے ہو گئے تھے۔۔۔۔

وہ آج اپنی تمام میٹنگز کینسل کر کے گھر موجود تھا۔۔۔ سب جانتے تھے کہ اشہب منہاج چھٹی کے دن بھی کام کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔۔۔ اس کے لیے کوئی دن چھٹی کا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

انا البتہ اپنی ماں سے نجانے کون سے راز و نیاز کی باتیں کرنے کی غرض سے انہی کے گھر گھر گئی ہوئی تھی۔۔۔

وہ بھی کوئی کام کرنا چاہتا تھا۔۔ فارغ بیٹھنا اس کی عادت نہیں تھی۔۔۔ مگر ایک عجیب سی بے چینی نے اسے بے قرار کر رکھا تھا۔۔ وہ صبح سے ہی کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کر سکا تھا۔۔۔

اسی لیے اب ٹیرس پر کھڑا کافی کا تیسرا کپ پی رہا تھا۔۔۔

شور کی آواز پر اس نے قدرے چونک کر نیچے جھانکا۔۔۔

ہنی کی گاڑی اپنے گھر میں داخل ہوتی دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو تشویش میں مبتلا ہو گی تھا۔۔۔

اُٹھ سال بعد اس نے اس گھر میں قدم رکھا تھا تو چونکا فطری سا عمل تھا۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ نیچے کی جانب بھاگا۔۔۔

دو دو تین تین سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتے ہوئے وہ لاؤنج سے داخلی دروازے کا فاصلہ طے کر گیا تھا۔۔۔

جس وقت وہ بیرونی حصے میں پہنچا ساکت رہ گیا۔۔۔

بکھرے بال، دوپٹے سے بے نیاز اُجڑا وجود اپنی کہانی آپ بیان کر رہا تھا۔۔۔

تو ثابت ہوا دل یوں ہی بے چین نہیں تھا۔۔۔

جس وقت اس نے سر اُٹھا کر اشہب کی جانب دیکھا تو اشہب کا دل چاہا ساری دنیا کو آگ لگا دے۔۔۔

آخر کب بھیگنے دیا تھا اس نے ان نینوں کو۔۔۔کب بکھرنے دیا تھا اس سحر انگیز وجود کو۔۔۔ہمیشہ ہی تو اپنی باہوں میں سمیٹ کر سینے سے لگا کر رکھا تھا۔۔۔

اور جیسے ہی اس نے اس شہزادیوں سا حسن رکھنے والی لڑکی کو اپنی دسترس سے دور جانے دیا۔۔۔وہ لڑکی بکھر گئی۔۔۔ٹوٹ گئی۔۔۔اس کی ذات کو کرچی کرچی کر دیا گیا۔۔۔۔زمانے کی ٹھوکریں کہاں عورت کو سمبھلنے دیتی ہیں۔۔۔

آٹھ سال سے وہ خود سے لڑھ رہی تھی۔۔۔وہ بظاہر خوش نظر آنے والی لڑکی اندر ہی اندر لمحہ بہ لمحہ مر رہی تھی۔۔۔

اور آج وہ ٹوٹ گئی تھی۔۔۔اس کی ہنی ٹوٹ گئی تھی۔۔۔اشھب کی جان ہار گئی تھی۔۔۔

وہ آگے بڑھنا چاہتی تھی مگر قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھی۔۔۔

یہ انسان اتنا ڈھیٹ کیوں ہے بھلا۔۔۔منہ کے بل گرنے کے بعد بھی سہارے کی تلاش میں رہتا ہے۔۔۔

اسے دیکھتے ہی بے اختیار آنکھوں سے اشک بہہ کر رخسار کو بھگو گئے تھے۔۔۔

اور شاید اشھب منہاج کی روح کو بھی چھلنی کر گئے تھے۔۔۔

نجانے کیوں قدم پھر سے لڑکھڑا گئے۔۔۔

مگر گری وہ اس دفعہ بھی نہیں تھی۔۔۔اس سائبان نے اسے آگے بڑھ کر تھام لیا تھا۔۔۔

اور وہ کچھ کہے بنا ہوش وحواس سے بیگانہ ہو کر اس کی باہوں میں جھول گئی۔۔۔

****

آنکھ کھلی تو خود کو کسی نرم شے پر پایا۔۔۔۔

ارد گرد دیکھنے پر اندازہ ہوا کہ وہ اس کا اور اشہب کا مشترکہ بیڈ روم تھا۔۔۔۔

جہاں اس کے لاکھ انکار کے باوجود اشہب اسے لایا تھا۔۔۔۔ اور وہ اس خوبصورت کمرے کا کتنا بُرا حشر کیا کرتی تھی صرف اشہب کو تنگ کرنے کی خاطر۔۔۔۔

ہلکا سا تبسم اس کے لبوں کو چھو گیا۔۔۔۔

مگر کچھ دیر پہلے والا تلخ منظر نگاہوں میں گھومتے ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔۔

وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔ مدھم روشنی میں اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔۔۔ ورنہ تقریباً کمرے میں اندھیرا ہی تھا۔۔۔ وہ شاید اس کے ہوش میں آنے کا منتظر تھا۔۔۔۔

اس نے خالی خالی نظروں سے اشہب کی جانب دیکھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔۔۔ ایسی سختی اس کے چہرے پر بہت کم آتی تھی۔۔۔ اور جب آتی تھی کسی ناں کسی کی موت کا پیغام لے کر آتی تھی۔۔۔۔۔

کون۔۔۔؟؟

مدھم مگر سخت لہجے میں استفسار کیا گیا۔۔۔۔

وہ نگاہیں چرا گئی۔۔۔۔

اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔اور وہ سب کہہ چکی تھی۔۔۔۔

کبھی کبھی خاموشیاں بہت کچھ کہہ جایا کرتی ہیں۔۔۔وہ نادان لڑکی اس بات سے بے خبر تھی۔۔۔۔

وہ اُٹھا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

کہاں جارہے ہو اشہب۔۔۔؟؟

خوفزدہ لہجے میں بے اختیار پوچھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ رکا مگر پلٹا نہیں۔۔۔۔

"اشہب منہاج کی واحد کمزوری تم ہو۔۔۔اور جب کوئی میری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتا ہے تو میں دوسروں کی طرح تڑپتا نہیں ہوں۔۔۔تڑپاتا ہوں۔۔۔۔"

وہ بہت سنجیدہ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

مگر اس کے لہجے میں چھپے اشارے پر اس کا دل خوف سے کانپ اُٹھا تھا۔۔۔

"تم کہی نہیں جاؤ گے اشہب۔۔۔۔"

وہ کہہ کر تیزی سے اُٹھ کر تقریباً بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی تھی۔۔۔اور اس کی راہ میں حائل ہوگئی تھی۔۔۔

ہٹو۔۔۔!!!

وہ بہت زیادہ نہیں بولا کرتا تھا بس ایک دفعہ ہی ایک لفظ بولا کرتا تھا اور سامنے والا اس کے لہجے میں چھپی وارننگ سمجھ جایا کرتا تھا۔۔۔

وہ بھی سمجھ گئی تھی اور اندر ہی اندر خوفزدہ بھی تھی۔۔۔ مگر پھر بھی سامنے ڈٹ کر کھڑی رہی۔۔۔

اشہب کے چہرے پر تناؤ بڑھتا جا رہا تھا مگر وہ ہٹی نہیں تھی۔۔۔

"پلیز اشی۔۔۔تمہے میری قسم۔۔۔"

اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کیا بول گئی تھی اگر احساس ہوتا تو کبھی ناں بولتی۔۔۔ مگر سامنے والے کے دل میں بھڑکتی چنگاری کو مزید بھڑکا گئی تھی۔۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا اور لمحے بھر کی تاخیر کیے بنا اسے گھما کر اس کی پشت کو اپنے ساتھ لگا چکا تھا۔۔۔

اشہب کی ہائٹ اس سے زرا سی ہی زیادہ تھی۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اس کا سر اشہب کی ٹھوڑی کو چھو رہا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد حائل کئے دوسرے ہاتھ سے اس کی بازو پکڑ رکھی تھی۔۔۔

اس کی پکڑ خاصی مضبوط تھی۔۔۔ مگر وہ درد برداشت کر رہی تھی۔۔۔

اس کی اتنی قربت میں ہنی اپنی آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔۔۔

وہ زرا سا جھک کر اس کے بالوں سے خوشبو اپنے اندر اُتارنے لگا۔۔۔

انداز کچھ ایسا تھا کہ ہنی کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔۔

وہ اپنے یہاں آنے کے فیصلے پر پچھتانے لگی۔۔۔

ناک کی نوک اس کے بالوں سے اب دھیرے دھیرے نیچے سفر کر رہی تھی۔۔۔

"کیوں روئی تم اس گھٹیا شخص کی باتیں سن کر۔۔۔ہاں۔۔۔منہ کیوں نہیں توڑ دیا تم نے اس کا۔۔۔"

اس کے کان کے پاس پہنچتے ہی وہ سرگوشی نما انداز میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

"میں نے ان کے ساتھ غلط کیا ہے اشھب۔۔۔دھوکہ دیا ہے انہیں ان کے جذبات کے ساتھ کھیلا ہے۔۔"

کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ بھرائے ہوئے لہجے میں وضاحت پیش کرنے لگی۔۔۔

وہ لوئنگ اینڈ کیئرنگ نہیں تھا۔۔۔وہ جنونی شخص تھا۔۔اس کے ہر ایک انداز سے جنونیت جھلکتی تھی۔۔۔یہ سب جاننے کے باوجود وہ مسلسل اس کے غصے کو مزید بڑھا رہی تھی۔۔۔

اس کی پکڑ میں مزید سختی آئی تھی۔۔۔

کیا لگتا ہے تمہے۔۔۔اگر تم اس کو دھتکار دیتی اس سے کہتی کہ جاؤ دفع ہو جاؤ میں شادی شدہ ہوں۔۔۔تو کیا تب وہ لوگ خوش ہو جاتے۔۔۔؟؟

اس کے سوال پر وہ حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔۔۔

ایک تو یہ مردوں کا گھما پھرا کا بات کرنا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔

"ان لوگوں نے تب بھی تمہارا جینا حرام کر دینا تھا۔۔۔ تمہاری دوست جو آج اس بات پر ناراض ہے کہ تم نے اسے بہت پہلے ہی اپنی شادی کا کیوں نہیں بتا دیا۔۔ یہی دوست تب بھی تمہے گالیوں سے نواز رہی ہوتی اور کوس رہی ہوتی۔۔۔"

یہ جو لوگ ہوتے ہیں ناں۔۔۔؟؟

"ہمارا یہ تلخ سوچ رکھنے والا معاشرہ۔۔ یہ کبھی بدل نہیں سکتا۔۔۔ خوش تو انہوں نے کسی صورت میں نہیں ہونا۔۔ تب بھی یہ لوگ تمہاری ایسے ہی تذلیل کرتے۔۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس وقت یہ لوگ ناں بتانے پر ناراض ہیں اُس وقت بتانے پر ناراض ہو جاتے۔۔۔۔ یہ معاشرہ اور اس کی سوچ کبھی نہیں بدلنی میری بھولی جانم۔۔۔"

اپنی بات مکمل کرتے ہی اس نے بالوں سے چہرے تک کا فاصلہ طے کیا۔۔۔ ایک انگلی کی مدد سے اس کے سفید روئی جیسے گال پر سے بال ہٹاتا ہوا اس کے گال پر لب رکھ چکا تھا۔۔۔

ہنی کا پورا وجود لرز اُٹھا تھا۔۔۔

اس شخص کی شدتیں برداشت کرنے کی ہمت کہاں تھی اس میں۔۔۔

یو نو تمہاری دوست کا مسئلہ کیا ہے۔۔؟؟

کچھ دیر بعد اس کی آواز کمرے کے سکوت کو چھیڑ گئی۔۔۔

"وہ غرور کے ساتویں آسمان پر بیٹھ چکی ہے۔۔۔ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی تم سے یا تمہاری ہونے والی بھابھی کیا نام ہے اس کا۔۔۔ ہاں۔۔ دھنک رضا۔۔۔ تم دونوں سے کوئی اتنی ہی محبت کرے جتنی اس سے مائل حسن کرتا ہے۔۔۔ یا تم اس کے گھر اس کی برابری کا مقام حاصل کرو۔۔۔ اس لیے پرائے معاملے میں گھس کر آگ لگا رہی ہے۔۔۔"

وہ اسے ٹوک نہیں سکی تھی کیونکہ وہ سچ کہہ رہا تھا۔۔۔

ویسے بھی اشہب منہاج کو ٹوکنا اس کے بس میں کہاں تھا۔۔۔ بے بس تو وہ یہاں بھی تھی۔۔۔

آنکھیں بند کر کے اس نے اشہب کی محبت کو محسوس کرنا چاہا۔۔۔۔

مگر کچھ دیر پہلے والا منظر اس کی نگاہوں میں گھوم گیا۔۔۔ اسے یوں لگا ہادی اور صنم اس پر ہنس رہے ہیں۔۔۔

وہ ساری باتیں۔۔۔ ہر لمحہ یاد کرتے ہی اس کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

وہ فوراً اشہب سے علیحدہ ہو چکی تھی۔۔۔ اس کی پکڑ میں موجود نرمی کا اس نے فائدہ اُٹھایا تھا ورنہ اس کی فولادی پکڑ سے آزاد ہونا ناممکن تھا۔۔۔

اشہب نے دیکھا وہ پھر سے رو رہی تھی۔۔۔

اس دفعہ اس کی ہچکیاں بندھ گئی۔۔۔

اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے بڑھا ہوا ہاتھ وہی رک گیا تھا۔۔ہاتھ مٹھیوں کی شکل اختیار کر چکا تھا۔۔۔

"مجھ سے دور رہو۔۔۔میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔۔۔"

نجانے اچانک اسے کیا ہوا تھا وہ پلٹ کر چلانے لگی تھی۔۔۔

"میں عورت نہیں ہوں۔۔۔سنا تم نے۔۔۔میں ڈائن ہوں ڈائن۔۔۔"

اب کی وفعہ اس کا صبر بھی جواب دے گیا تھا۔۔۔

اندر سے اُٹھتے وبال کو کنٹرول کرتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے ہنی کو اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

اپنی مضبوط پناہوں کے حلقے میں لے کر اسے خود کے اتنا قریب کر لیا تھا کہ اس کی سانسیں ہنی اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

اس کے اتنی قربت میں ہنی کی بولتی بند ہو چکی تھی۔۔۔

مان لیا۔۔۔تم ڈائن ہو۔۔۔تو۔۔۔؟؟

وہ ششدر رہ گئی۔۔۔

ساکت ہونا کسے کہتے ہیں یہ کوئی ہنیہ مراد سے پوچھتا۔۔۔

بے یقین نگاہیں اشھب کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

اسے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ مزید اپنے قریب کیا تھا۔۔۔ جبکہ دوسرا ہاتھ کمر کے گرد حائل کیا ہوا تھا۔۔۔

"مان لیا تم ڈائن ہو تو۔۔۔ مجھے اس ڈائن سے بھی عشق ہے۔۔۔"

وہ آنچ دیتے لہجے میں بولا تو ہنی کو لگا بس وہ اب دوبارہ بیہوش ہو جائے گی۔۔۔

اس شخص کی جنونیت وہ نہیں سہہ سکتی۔۔۔

اور وہ بے خبر تھی کہ ابھی تو ابتدا تھی۔۔۔ انتہا تو دیکھنا ابھی باقی تھی۔۔۔

اشہب۔۔۔!!!

اس نے بمشکل دھیمی سے آواز میں سے مخاطب کرنا چاہا۔۔۔

شش۔۔۔!!!

مگر وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھ چکا تھا۔۔۔

"تم بدکردار ہو۔۔۔ تم گری ہوئی عورت ہو۔۔۔ تم ڈائن ہو۔۔۔ اشہب منہاج کو تمہارے ہر روپ سے عشق ہے۔۔۔"

وہ اب اپنی ناک اس کی ناک سے رگڑ رہا تھا۔۔۔

"اور لگا وہ اب سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

تم میری محبت کو دھتکارتی اور طلاق مانگتی میں پھر بھی تم سے عشق کرتا۔۔۔ تم ان سب کا قصوروار مجھے ٹھہراتی میں پھر بھی تم سے عشق کرتا۔۔۔ تم ہادی شاہ سے محبت کرتی اشہب منہاج پھر بھی تمہاری روح سے عشق کرتا۔۔۔ ہر لمحہ ہر گھڑی ہر صورت میں اشہب منہاج صرف اور صرف تم سے عشق کرتا۔۔۔ کیونکہ تم جنون ہو اشہب منہاج کا۔۔۔"

وہ دم سادھے اسے سن رہی تھی۔۔۔ اور اسے شک نہیں یقین تھا کہ اس کی سماعتیں غلط سن رہی ہیں۔۔۔

"محبت سب کرتے ہیں جانم۔۔۔ مگر ہر محبت میں جنونیت نہیں ہوتی۔۔۔"

وہ اب اس کی ٹھوڑی چومنے لگا تھا۔۔۔

اور وہ آنکھیں موند گئی۔۔۔ اس کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظوں کی شدت محسوس کرنے لگی۔۔۔

"میں نے کبھی تمہاری چاہ نہیں کی۔۔۔ اگر تشنگی ہوتی تو تمہے زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ناں کہ تمہاری خواہش کا احترام کرتے ہوئے تمہے واپس گھر چھوڑ آتا۔۔۔"

تم مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہو۔۔۔؟؟

کچھ دیر کے توقف کے بعد وہ استفسار کرنے لگی۔۔۔

جبکہ اشک ہنوز بہنے جاری تھے۔۔۔

وہ دھیرے سے ہنس دیا۔۔۔

اور وہ بند آنکھوں کے باوجود جانتی تھی اس کی ہنسی کس قدر دلکش ہو گی۔۔۔

"محبت تو تم نے ہادی شاہ بھی کرتا ہے۔۔۔"

"مگر اس کے اور میرے جذبے اور اس جذبے کے پیچھے چھپی شدتیں ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔۔۔"

وہ اب لبوں سے اس کے اشک چننے لگا۔۔۔

"ہادی شاہ تم سے محبت کے دعوے کرتا ہے۔۔۔ مگر آج سے بیس سال بعد وہ اپنی زندگی میں اس قدر مگن ہو گا کہ اسے یاد بھی نہیں ہو گا اس کی زندگی میں کوئی ہنیہ مراد آئی تھی۔۔۔"

"ہادی شاہ تم سے محبت کرتا ہے لیکن اگر تم اس کے ساتھ کو ترجیح دیتی وہ پھر بھی تمہاری شادی شدہ ہونے پر اعتراز رکھتا اور تمہے یہی طنزیہ باتیں بولتا۔۔۔ کیونکہ کچھ لوگ اپنی فطرت نہیں بدل سکتے۔۔۔ اور کچھ لوگ محبت میں انا عزت نفس جیسے فضول لفظوں کو کھینچ کے لے آتے ہیں۔۔۔ اور وہی وہ منہ کے بل گرتے ہیں۔۔۔"

وہ اب دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا اور اپنی ناک کی نوک سے اس کے رخسار سہلا رہا تھا۔۔۔

"وہ شخص تم سے محبت کا دعوے دار ہے۔۔۔ لیکن اگر خدا ناں خواستہ تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو وہ دو سال۔۔۔ صرف دو سال تمہارا سوگ منائے گا۔۔۔ اور پھر اس کے ماں باپ ارد گرد کے لوگ اسے

سمجھائیں گے کہ زندگی تنہا نہیں گزر سکتی۔۔۔ شادی کر لو۔۔۔ اور وہ شادی کر لے گا۔۔۔ ہنیہ مراد اس کی زندگی سے ایسے نکلے گی جیسی کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔۔"

ہنوز اپنا کام جاری رکھتے ہوئے وہ مسلسل بول رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ اس کے لہجے میں کھوئی تھی، انداز میں کھوئی تھی یا لفظوں میں اپنا آپ کھو رہی تھی۔۔۔۔

"اس کی محبت بالکل الگ ہے۔۔۔۔ کیونکہ وہ وقتی جذبہ ہے۔۔۔ جنونیت سے تو شاید وہ شخص واقف ہی نہیں۔۔۔۔"

تمہے کیا لگتا ہے اشہب کی جان۔۔۔!!!!

وہ اب اس سے مخاطب تھا۔۔۔

وہ آنکھیں کھول کر تعجب سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

تمہے کیا لگتا ہے۔۔۔ کسی سے جنونی حد تک محبت کرنا آسان ہے۔۔۔؟؟

نہیں۔۔۔ وہ اپنی بات پر خود ہی نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔

" دن رات ایک وجود کو سوچنا پڑتا ہے۔۔۔ خود کو اور اپنی ذات کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے۔۔۔ بس ایک شخص۔۔۔ اور اسی سے جُڑی باتیں۔۔۔۔"

"اور وہ شخص کبھی بھی عشق نہیں کر سکتا جو دل ٹوٹنے پر اپنا دکھڑا لے کر بیٹھ جائے۔۔۔اپنا رونا ہی روتا رہے۔۔۔خود غرض ہو کر اپنے بارے میں سوچے۔۔۔کیونکہ عشق میں صرف محبوب کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔۔۔خود کو بھلا دیا جاتا ہے۔۔۔اس کی خوشی میں خوش ہوا جاتا ہے۔۔۔شاید اسی لیے ہادی شاہ نے محبت تو کر لی۔۔۔مگر عشق نہیں کر سکا۔۔۔"

وہ اسے سمجھا رہا تھا یا کیا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔اشہب منہاج محبت اس پر محبت کی برسات کر رہا تھا اور وہ اس برسات میں خود کو بھیگتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

خود بخود ہی وہ اس کی پناہوں میں مطمئن سی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو بھی سہلا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر پہلے ڈاکٹر کا لگایا گیا انجیکشن اثر کر رہا تھا۔۔۔

وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کب اشہب کی جسارتوں میں کھو مدہوش سی اس کے سینے پر سر رکھ کر ارد گرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اشہب نے اپنی بات مکمل کی تو چونک گیا۔۔۔

وہ کھڑے کھڑے ہی سو چکی تھی۔۔۔اس کے کشادہ سینے پر سر رکھے گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔

بے اختیار لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

وہ آہستہ سے اسے باہوں میں بھر کر بیڈ تک لایا۔۔۔ اور بہت احتیاط سے اسے بستر پر لیٹا دیا۔۔۔

ہنی کی امی کو وہ پہلے ہی میسج کر کے بتا چکا تھا کہ ہنی اس کے پاس ہے۔۔۔ اور وہ کل اسے مرادہاؤس چھوڑ جائے گا۔۔۔

اس پر کمبل درست کرنے کے بعد وہ قریب ہی موجود صوفے پر مطمئن سے انداز میں نیم دراز ہو چکا تھا۔۔۔۔

****

پوری رات اس کی کروٹیں بدلتے بدلتے کٹی تھی۔۔۔

دس پندرہ منٹ آنکھ لگنے کے بعد جیسے ہی اس کی آنکھ کھلتی وہ فوراً اُٹھ کر ہنی کو چیک کرتا کہ وہ ٹھیک سے سو رہی ہے یا نہیں۔۔۔

اور ہر دفعہ وہ اسے پرسکون اور گہری نیند میں سوتی ہوئی ملتی۔۔۔

وہ اچھی طرح واقف تھا اس بات سے کہ ہنی نے بھلے ہی اپنا لائف سٹال بدل دیا ہو۔۔۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کی ذات میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئی ہوں۔۔۔ ان سب کے باوجود وہ اپنی کچھ عادات نہیں بدل سکتی۔۔۔

جیسے کہ ہنی کی بچپن سے بہت ہی عجیب سی عادت تھی۔۔۔وہ سوتے ہوئے بچپن میں دس دفعہ بیڈ سے نیچے گرا کرتی تھی۔۔۔کبھی کبھی تو رات کو سوتی بیڈ پر اور صبح بیدار نیچے زمین پر ہوتی تھی۔۔۔۔آٹھ سال پہلے اشھب نے جتنا وقت بھی اس کے ساتھ گزارا اس کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات نوٹ کرتا رہا۔۔۔ہنی میں موجود اچھی عادات،بُری عادات پسند ناپسند وہ ہر چیز سے واقف تھا۔۔۔

اور آٹھ سال اس سے دور رہنے کے باوجود وہ جانتا تھا کہ ہنی اپنے کمرے میں سونے سے پہلے بیڈ کے دونوں کناروں پر تکیے رکھا کرتی تھی۔۔۔سوتے ہوئے اس کا ایک پاؤں بیڈ سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا بال چہرے پر بکھرے ہوتے۔۔۔۔بہت ہی عجیب انداز میں سوتی تھی وہ۔۔۔

چونکہ آج رات اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے اشھب کو زیادہ احتیاط کرنی پڑی تھی کہ کہی وہ بستر سے گر ناں جائے۔۔۔

اور اس سارے چکر میں خود ایک لمحہ بھی صحیح طرح سے پرسکون نیند سو نہیں سکا تھا۔۔۔بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ رات بھر وہ جاگتا رہا تھا۔۔۔

"کیا ہے اشھب مجھے نہیں کھانی یہ عجیب وغریب میڈیسن۔۔۔ایسی اتنی کڑوی ہوتی ہیں۔۔۔"

عجیب عجیب شکلیں بناتے ہوئے اس نے اشھب کی پھیلی ہتھیلی پر موجود میڈیسن دیکھیں۔۔۔

اشھب نے اسے اتنے نخروں پر ایک عدد گھوری سے نوازا۔۔۔

"چپ چاپ میڈیسن کھاؤ ہنی۔۔۔"

اشھب نے سختی سے حکمیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

ہنی نے ناراضگی سے منہ بسورا۔۔۔۔

مگر سامنے والے پر اس کی ناراضگی کارتی بھر اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

ناچار اسے اشھب کے ہاتھ سے میڈیسنز لینی پڑیں۔۔۔۔

اور یہ دیکھ کر اشھب سے ہنسی روکنا محال ہو گیا کہ محترمہ نے اچھا خاصا منہ کھول کر خلق کے قریب گولی ایسے رکھی تھی جیسے وہ کوئی ایکسپیر منٹ کرنے لگی ہو۔۔۔۔اور پھر فوراً اشھب کے دوسرے ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑ کر پانی منہ میں انڈیلنے لگی۔۔۔۔

اتنی جدوجہد کے بعد اس نے ایسے گہری اور پر سکون سانس لی جیسے مسئلہ کشمیر حل کر چکی ہو۔۔۔۔

"اشی مجھے ابھی گھر نہیں جانا پلیز۔۔۔"

میڈیسن کھانے کے طویل مرحلے سے فراغت پا کر وہ پھر سے اپنی سابقہ ضد لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

بھلا اتنے نخرے اُٹھانے والا سامنے بیٹھا ہو تو کس کا دل چاہتا ہے گھر جانے کو۔۔۔

کم سے کم ہنی کا تو قطعی کوئی ارادہ نہیں تھا گھر جانے کا۔۔۔۔اس کا بس چلتا تو وہ ہمیشہ یہی ٹکی بیٹھی رہتی بیمار بن کر اور اشھب منہاج سے خدمتیں کرواتی رہتی۔۔۔۔

"اشبی کی زندگی! آئی نو تمہارا دل نہیں کر رہا جانے کو لیکن جانا تو ہے ناں۔۔۔ اور ابھی میں تمہے یہاں نہیں رکھ سکتا تمہاری مما نے میرا جینا محال کر دینا ہے اگر میں تمہے آج ہی واپس گھر ناں چھوڑ کر آیا تو۔۔۔۔"

وہ سختی سے بھی پیش آسکتا تھا لیکن پھر بھی پیار سے سمجھانے لگا۔۔۔۔

"ہاں تم تو جیسے بہت ڈرتے ہو ناں میری مما سے۔۔۔"

وہ تکیہ سیدھا کر کے اسے کی پشت تکیے کے ساتھ ٹکانے لگا جب وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ڈرتا نہیں ہوں۔۔۔ بڑی ہیں وہ مجھ سے۔۔ عزت کرتا ہوں ان کی۔۔۔"

انگلیوں کی پوروں سے اس کے بال سنوارتے ہوئے وہ کہنے لگا۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔ تو جب مجھے کالج سے اُٹھا کر لے گئے تھے اس وقت کون سے چاند چار لگا دیئے تھے تم نے میری مما کی عزت میں۔۔۔"

وہ بھی ہنیہ مراد تھی باتوں میں اس سے کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔۔۔

اشہب نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

جیسے کہہ رہا ہو "معاف کرو بی بی میں ہارا تم جیتی"۔۔۔۔

وہ اتنی آسانی سے کسی کے سامنے ہار نہیں مانا کرتا تھا۔۔۔ بزنس ہو یا کوئی بھی مقابلہ وہ جیت ہمیشہ اس کا مقدر رہی تھی۔۔۔ مگر اس لڑکی سے ہارنا اسے اچھا لگتا تھا۔۔۔۔

"اور یہ کیا تم مجھے مریضوں والے ناشتے کروا رہے ہو۔۔۔مجھے چیز سینڈوچ کھانا ہے بس۔۔۔"

کیا بے نیازی تھی وہ عش عش کر اُٹھا اس کے رعب جمانے والے انداز پر۔۔۔۔

اور نے اور کچھ سیکھا ہو یا نہیں دھنک سے نخرے اُٹھوانا اچھی طرح سیکھ گئ تھی۔۔۔

ایسے تو نہیں دھنک محترمہ شان بے نیازی سے شافع بھائی سے ہر بات بھی منوا لیتی تھیں اور رعب بھی جما لیتی تھیں۔۔۔

"ہنی کے لیے چیز سینڈوچ بنا دو ابھی۔۔۔"

ملازمہ کو حکم دے کر وہ واپس ہنی کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

"مجھے کچھ ضروری کام ہے تم اب آرام کرو کچھ بھی چاہیے ہو اتو ملازموں سے کہہ دینا۔۔۔"

وہ اس کا گال تھپتھپا کر ہدایت دیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا ہنی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

اس نے چونک کر ہنی کی جانب دیکھا۔۔۔

کیا ہوا کچھ چاہیے۔۔۔؟؟

وہ تشویشناک لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

"تم یہی بیٹھو ناں میرے پاس۔۔۔"

وہ اتنی ضدی نہیں تھی ناں ہی ایسی بے تکی ضدیں کیا کرتی تھی لیکن آج نجانے کیوں ہر بات پر چڑ چڑے پن کا مظاہرہ کر رہی تھی۔۔۔۔

ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کرتا ہوا وہ دوبارہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔۔

البتہ وہ آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔

اس نے نگاہ اُٹھا کر اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔۔۔۔

اس کا دل چاہا آنکھوں پر سایہ فگن گھنی پلکوں کو چھو لے۔۔۔۔

اور نے انگلی کی پور سے انہیں چھو بھی لیا۔۔۔۔

نجانے کون سی کشش تھی ان گھنی پلکوں میں کہ اس نے آگے بڑھ کر ان پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔۔۔

پلکوں سمیت دونوں آنکھوں کو لبوں سے چھونے کے بعد جس وقت وہ الگ ہوا ہنی نے اپنی آنکھوں کھول دیں۔۔۔۔

"ان بالوں کو اب دوبارہ مت کٹوانا انہیں ایسے ہی بڑھنے دو۔۔۔۔"

اس نے اپنی ہاتھ کی پشت اس کے نرم ریشم جیسے بالوں میں چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

وہ بغیر کچھ کہے خاموشی سے اس کے ہر عمل کو بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"دوسروں کی وجہ سے پریشان ہونا چھوڑ دو۔۔اگر وہ سب تمہے بھول کر اپنی زندگی میں مگن ہو سکتے ہیں تو تم بھی ان سب کو بھلا کر خود پر توجہ دو۔۔۔"

دھیمے آنچ دیتے لہجے میں کہہ کر اسنے اپنے ہونٹ اس کی بے داغ پیشانی پر رکھ دیئے۔۔۔

خود پر توجہ دوں یا تم پر۔۔۔؟؟

ایک دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔۔۔

اس کے سوال سے محفوظ ہوتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب لے گیا تھا۔۔۔

"ایک ہی بات ہے۔۔۔میں اور تم الگ تھوڑی ہیں۔۔۔۔"

ساتھ ہی ایک انگلی سے اس کے نازک لبوں کو چھونے لگا۔۔۔

دل بے اختیار گستاخی پر اکسا رہا تھا۔۔۔

تبھی دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔

"میرا سینڈوچ آگیا۔۔۔۔"

وہ خوشی سے بچوں کی طرح تالیاں بجاتی ہوئی بولی۔۔۔

اشہب نے محض اسے ایک نظر دیکھا اور پھر ملازمہ کو اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

ملازمہ کے جانے کے بعد وہ کندھے اچکا کر سینڈوچ کے ساتھ ساتھ باقی لوازمات سے بھی انصاف کرنے لگی۔۔۔۔

اشہب اب اتنی جلدی واپس نہیں آنے والا تھا۔۔۔ اسکے ضروری کام خاصے لمبے ہوتے ہیں وہ جانتی تھی۔۔۔۔

****

اس واقع کو ایک مہینہ گزر چکا تھا۔۔۔۔ دو دن اشہب کے گھر گزارنے کے بعد وہ واپس آچکی تھی۔۔۔۔

پھر وہ پڑھائی میں اس قدر مصروف ہوگئی کہ اشہب سے دوبارہ رابطہ ہو ہی نہیں سکا۔۔۔۔ وہ خود بھی کافی بزی رہتا تھا اور کام کے وقت ہنی کو ڈسٹرب کرنے کے حق میں نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ لان میں بیٹھی اپنی اور دھنک کی کچھ دنوں پہلے کی گفتگو کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔

مگر وہ مطمئن تھی۔۔۔ کیونکہ جو کچھ بھی اس نے دھنک سے کہا تھا وہ سب کے حق میں بہتر تھا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کل کو ایک نئ صنم جنم لے۔۔۔۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے دھنک کے تم شادی تک شافع بھائی سے ہر قسم کا رابطہ ختم کردو۔۔۔۔"

تمہے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں بھی آگے جا کر صنم جیسی ہو جاؤں گی۔۔۔۔؟؟

دھنک نے تعجب استفسار کیا تھا۔۔۔۔

"غلط کام صحیح طریقے سے کرو تو وہ صحیح نہیں ہو جاتا۔۔۔ بس طریقہ بدلتا ہے۔۔۔ معنی وہی رہتے ہیں۔۔۔۔"

"تم بھی اسی راہ پر چل رہی ہو جس پر صنم چلی تھی۔۔۔کفر کی راہ۔۔کفر کرنے کے بعد بیشک ہمیں اس کا انجام اچھے کی صورت میں ملے۔۔۔مگر یہ خود ہمارے لیے بے حد تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے بعد میں۔۔۔"

"صنم نے ایک نامحرم سے محبت کی۔۔۔مگر ناں اظہار کیا اور ناں اپنی ماں کے فیصلے کے خلاف گئی۔۔۔اللہ تعالیٰ کو اس کا صبر پسند آیا۔۔۔بیشک انہیں صبر کرنے والے پسند ہیں۔۔۔انہوں نے صنم کو بہترین سے نوازا۔۔صرف اس لیے کہ صنم نے ساری زندگی محرومیوں بھری کاٹی اور اف تک ناں کی۔۔۔"

اس نے دیکھا دھنک بہت غور سے اسے سن رہی تھی جبکہ نظریں ہنوز اپنی گود میں دھرے ہاتھوں پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

اور وہ بدل گئی۔۔۔!!!!!

دھنک نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔

اب کی دفعہ وہ ہنی کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔جہاں سوائے نمی کے اسے کچھ نہیں ملا ہو گا ہنی جانتی تھی۔۔۔۔

"وہ بھول گئی کہ وہ انسان ہے۔۔۔اور جب انسان اپنی اوقات سے بڑھ کر مل جانے پر خود کو خاص سمجھنے لگتا ہے ناں۔۔۔تو حقیقت میں وہ خود کو اللہ تعالیٰ سے دور کر رہا ہوتا ہے۔۔۔وہ کفر کر رہا ہوتا ہے۔۔۔"

دھنک نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔وہ آخر کہنا کیا چاہتی تھی۔۔۔

"میں جانتی ہوں دھنک۔۔ناں تم نے کبھی غرور کیا اور ناں ہی تم رشتوں کے درمیان کبھی تکبر کی دیوار حائل کرو گی۔۔۔۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم اور صنم میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔۔"

اب کی دفعہ اسے لگا وہ زمین میں دھنس چکی ہے۔۔۔مگر درحقیقت وہ گناہوں کی دلدل میں دھنس رہی تھی۔۔۔۔

مگر اچھی صحبت انسان کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔۔۔۔یہ بات آج اسے سمجھ میں آئی تھی۔۔۔۔

وہ غرور کی راہ پر چل رہی ہے اور تم گناہ کی۔۔۔تم نا محرم سے ملتی ہو بات چیت کرتی ہو۔۔۔کیا یہ صحیح ہے۔۔۔؟؟؟

کیا اللہ کو پسند ہے تمہارا یہ عمل۔۔۔؟؟

اس کا جھکا سر ہنی کے سوالات پر مزید جھک گیا تھا۔۔۔۔

"تم دونوں کے اعمال بہت مختلف ہیں۔۔۔اور طریقے بھی۔۔۔مگر ہو تم دونوں غلط۔۔۔کیونکہ تم دونوں کفر کر رہی ہو۔۔۔"

ایک آنسو بہہ کر رخسار سے ہوتا ہوا اس کی گود میں گرا تھا۔۔۔۔

"اس سے پہلے کہ تم اس راہ پر بہت آگے نکل جاؤ۔۔۔اور واپس کے سارے راستے کھو جائیں۔۔۔میں چاہتی ہوں تم شافع بھائی سے ہر طرح کا تعلق ختم کر لو۔۔۔"

دھنک نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر ہنی کی جانب دیکھا۔۔۔

"جانتی ہوں مشکل ہے تمہارے لیے۔۔۔ مگر یہی صحیح ہے۔۔۔اور میں یہ تو نہیں کہہ رہی کہ تم محبت کرنا چھوڑ دو۔۔۔بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ تم شادی تم ان سے رابطہ ختم کر دو۔۔۔۔اسے تم امتحان سمجھو یا شرط۔۔۔۔لیکن یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔آگے تمہارے مرضی۔۔۔"

دھیمے لہجے میں بے حد سلیقے سے اس نے اپنی بات مکمل کی تھی۔۔۔۔

اب وہ دھنک کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔ مگر اس کی جانب مکمل خاموشی تھی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد دھنک کی آواز نے کب سے چھائے گہرے سکوت کو توڑا تھا۔۔۔۔۔

"یو نو واٹ۔۔۔۔اگر کبھی زندگی میں کوئی ایسا مقام آئے کہ مجھے دوستی اور محبت میں سے کسی ایک کو چننا پڑے۔۔۔۔تو میں دوستی کو چنوں گی۔۔۔۔"

ہنی کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

"اور آج بھی میں نے دوستی کو ہی چنا ہے۔۔۔"

وہ اتنا کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی۔۔۔ جا چکی تھی۔۔۔اور ہنی نے فل وقت اسے ناں روکنا ہی مناسب سمجھا۔۔۔۔

"لو جی آ گئی محترمہ آپ کی کافی۔۔۔۔"

شافع کی آواز پر وہ جو خیالوں میں گم تھی چونک پڑی۔۔۔

"ویسے محترمہ شادی کے بعد آپ نے اشہب سے کافی بنوانی ہے کیا۔۔ ارادے نیک نہیں لگ رہی مجھے تمہارے گڑیا۔۔"

وہ شرارت بھرے لہجے میں کہتا ہوا وہی اس کے پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

"پہلے شادی تو ہو جانے دیں بھائی۔۔۔ پھر ہم دونوں مل کر ڈیسائڈ کر لے گے کہ کافی کون بنائے گا۔۔۔"

جواباً وہ بھی شرارتی انداز میں بولی تو شافع کا قہقہہ بلند ہوا۔۔

"بہت چالاک ہو تم لڑکی۔۔۔ ویسے تمہارے شادی کے بعد میں تمہے بہت مس کرنے والا ہوں۔۔۔"

وہ کافی کے سپ لیتا ہوتا بولا۔۔۔

very funny....

اس نے منہ بناتے ہوئے مذاق اُڑایا۔۔۔

قسم سے۔۔۔۔ میں تمہے بہت مس کرنے والا ہوں۔۔۔ آخر کو تم ہمیشہ میرے لیے شاپنگ کرتی تھی۔۔۔ اب تم چلی جاؤ گی تو میری شاپنگ کون کرے گا۔۔۔؟؟؟

وہ مصنوعی آہ بھرتا ہوا استفسار کرنے لگا۔۔۔

ہنی نے اسے ایک عدد گھوری سے نوازا۔۔

انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو یہی تھی مجھے آپ سے۔۔۔

"شاپنگ سے یاد آیا سکندر چچا کا فون آیا تھا۔۔۔"

شافع کے بتانے پر وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی تھی۔۔۔

کیا کہہ رہے تھے وہ۔۔۔؟؟

"وہ تمہاری اور روحاب کی شادی کی شاپنگ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔پوچھ رہے تھے یہاں سے کروں یا دوبئی سے۔۔۔"

شافع نے بھی سنجیدگی سے بتایا۔۔۔

واٹ۔۔۔۔میری اور روحاب کی شادی۔۔۔ آپ لوگ پاگل ہو گئے ہیں بھائی۔۔۔؟؟

"ہاں یار۔۔۔۔انہیں تمہارے نکاح کا علم نہیں ہے ناں۔۔۔ جس وقت اشہب والا واقع ہوا تھا وہ کینیڈا میں تھے۔۔۔اور تم اس وقت کافی چھوٹی تھی تو ممی کا خیال تھا ابھی اس راز کو راز ہی رکھیں۔۔۔ مگر اب وہ لوگ انسیسٹ کر رہے ہیں کہ شادی کی تاریخ پکی کی جائے۔۔۔"

شافع نے اسے تفصیل سے آگاہ کیا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

"میرا اور ممی کا خیال ہے کہ تم خود ہی چاچو کو سب بتا دو۔۔۔جب سب کلیئر ہو جائے گا تو بات ہی ختم ہو جائے گی۔۔۔"

شافع نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں کلیئر کروں۔۔۔ میں کیوں بھائی۔۔۔ یہ سب ممی اور چاچو کا میٹر ہے۔۔۔ آپ لوگ خود ان سے بات کریں۔۔۔ میں کیوں فضول میں لوگوں کو وضاحتیں دیتی پھروں۔۔۔

وہ شدید حیرت کے عالم میں شافع کی جانب دیکھتی ہوئے بولی۔۔۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو ہنی۔۔۔ وہ کوئی غیر نہیں ہیں سگے چاچو ہیں ہمارے۔۔۔۔"

شافع خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

"مانتی ہوں بھائی مگر کیا یہ مناسب رہے گا کہ میں چاچو کے سامنے کھڑی ہو کر اس قسم کی وضاحتیں دوں۔۔۔۔ یہ بڑوں کی باتیں ہیں بہتر نہیں ہیں کہ بڑے ہی ڈسکس کریں۔۔۔"

بہر حال اسے ہنی کی بات صحیح لگی تھی۔۔۔۔

کافی کا کپ میز پر رکھتے ہوئے اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

"کرتا ہوں میں ممی سے بات۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے اس مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔۔۔ تا کہ پھر کسی دن ہم تمہارا اور اشھب کا ریسپیشن رکھ لیں۔۔۔"

ہوں۔۔۔ وہ سر ہلا کر کسی سوچ میں گم ہو گئی۔۔۔۔

"تمہیں نہیں لگتا ہنی کے ہم نے روحاب کے ساتھ زیادتی کی ہے۔۔۔ جب اسے یہ پتہ چلے گا تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔"

شافع کی بات اسے آگ لگانے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

"سوواٹ بھائی۔۔۔ میں نے اس کے ساتھ کوئی پیار عشق کے وعدے نہیں کیے تھے۔۔۔ یہ سب ممی کی مہربانی ہے۔۔۔ انہوں نے ہی بچپن میں رشتہ طے کیا تھا۔۔۔۔"

"ہاں مگر۔۔۔ روحاب اچھا لڑکا ہے۔۔۔ جو بھی ہے غلط تو غلط ہے۔۔۔ وہ بچپن سے ہی تم سے شادی کے خواب دیکھتے ہوئے بڑا ہوا ہے۔۔۔ اور یہ اس کی خواہش بھی تھی۔۔۔ تو اب جب ہم اچانک اسے تمہاری شادی کی خبر سنائیں گے تو وہ کتنا ہرٹ ہو گا۔۔۔۔"

شافع افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔ انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ روحاب کے لیے غمزدہ ہے۔۔۔۔

اگر انہیں پتہ چل جائے کہ روحاب (حقیقت میں کیا ہے تو پورے شہر کی پولیس اس کے پیچھے بھگا دیں (

ہنی نے شافع کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔۔

"مگر مجھے اس وقت یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ نجانے چاچو کا ریکشن کیا ہو گا۔۔۔ کہیں وہ اتنی بڑی بات چھپائے جانے کی وجہ سے ہم سے قطعی تعلق ناں کر لیں۔۔۔۔"

شافع تشویش بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

ہنی کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔ایک تو یہ سکندر چاچو اور ان کا چھچھورا بیٹا۔۔۔چمٹ گئے ہیں ہم سے۔۔۔

"بھائی اب اگر قسمت میں ہمارا ساتھ یہی تک لکھا ہے تو ہم مدعت بڑھا تو نہیں سکتے ہیں۔۔۔"

"ہاں لیکن اگر سکندر چاچو نے ایسا کچھ کہا تو ممی کسی طور تمہاری شادی اشھب سے نہیں ہونے دیں گیں وہ ہر صورت طلاق کا مطالبہ کریں گیں۔۔۔"

شافع نے اصل خدشہ بیان کیا تو وہ ٹھٹھک گئی۔۔۔

اوہ نو۔۔۔یہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا۔۔۔؟؟

ہنی نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھا کر شافع کی جانب دیکھا۔۔۔

"مطلب ابھی روحاب نامی بلا اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑنے والی۔۔۔۔"

اس نے پاس ہی پڑا اپنا فون اُٹھایا اور میسج ٹائپ کرنے لگی۔۔۔

"روحاب والا قصہ جلد ہی ختم کر و ورنہ ممی پھر سے اپنی ضد پر اڑ جائیں گیں۔۔۔"

میسج ٹائپ کرنے کے بعد اس نے پر سکون سانس فضا میں خارج کی۔۔۔۔

جبکہ شافع اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔۔وہ فون میں کسی کی میلز چیک کر رہا تھا۔۔۔

❊ ❊

تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا وہ روز ولا میں داخل ہوا تھا۔۔۔

کچھ دیر قبل سکندر صاحب کا فون آیا تھا۔۔۔اور جو خبر اسے ان کی جانب سے موصول ہوئی تھی سن کر اس کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔

اپنی دو امپورٹینٹ میٹنگز چھوڑ کر وہ شدید غصے کے عالم میں وہ اشہب کے گھر پہنچا تھا۔۔۔

گارڈز نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔مگر اپنے راستے میں حائل ہر چیز کو وہ اس وقت آگ لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

آخر کو اشہب منہاج نے دو پل میں اس کی برسوں کی محنت پر پانی پھیر دیا تھا۔۔۔۔تو کیا اس کا اتنا بھی حق نہیں تھا کہ وہ اپنی خوشیاں برباد کرنے والے سے دو دو ہاتھ کرتا۔۔۔

"منہاج!! کہاں چھپے بیٹھے ہو تم سامنے آؤ۔۔۔۔"

گھر میں داخل ہوتے ہی وہ پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔۔

تمام ملازمین سہم گئے تھے۔۔۔

باہر نکلو منہاج۔۔۔!!!!!

وہ ایک دفعہ پھر سے دھاڑا۔۔۔۔

اب کی دفعہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔

تبھی اشہب سیڑھیاں اترتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔

ملازمین جو شور کی آواز سن کر لاؤنج میں اکٹھے ہو چکے تھے اشہب کے اشارے پر واپس اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔۔۔

مینرز بھول گئے ہو کیا۔۔۔ میرے گھر میں بغیر اجازت قدم بھی کیسے رکھا تم نے۔۔۔؟؟

اس کے برعکس اشہب نے بہت دھیمے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔۔

"اچھا۔۔۔ اور جو تم نے کیا ہے وہ کس کھاتے میں جاتا ہے۔۔۔ دوستی کی آڑ میں دوست کی عزت پر ہاتھ ڈالا تم نے۔۔۔ شرم نہیں آئی تمہے اتنی گھٹیا حرکت کرتے ہوئے۔۔۔"

جواباً وہ شدید غصے کے عالم میں بولا تھا۔۔۔

"پہلی بات تم میرے دوست نہیں ہو۔۔۔ بزنس پارٹنر ہو۔۔۔ دوسری بات میں نے کسی کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا میں نے۔۔۔ وہ بیوی ہے میری۔۔۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔ جبکہ اطمینان ہنوز قائم تھا۔۔۔۔

"منگیتر تھی وہ میری بچپن کی۔۔۔ تو عزت ہی ہوئی ناں۔۔۔ اور تم نے اتنی بڑی بات سے مجھے لاعلم رکھا۔۔۔ تم اتنے گرے ہوئے شخص ہو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔"

اشہب کا اطمینان اس کے اندر لگی آگ کو مزید بھڑکانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

"تمہے اتنا دکھ کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ تم تو خود مجھے آفر کر رہے تھے کہ میں اسے خرید لوں۔۔ گھٹیا انسان میری بیوی کو فروحت کرنے کی پلیننگ بنائے ہوئے تھے۔۔۔ اشہب منہاج کی بیوی کو۔۔۔۔"

اب کی دفعہ اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔ اور تاثرات سخت ہوئے تھے۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔ بیوقوف انسان۔۔۔ میں نے تمہے آفر ضرور کی تھی۔۔۔ اور ارادہ بھی تھا۔۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ ایسے ہی میں کسی کو بیچ دوں گا۔۔۔ اسے حاصل کرنا میری سب سے بڑی ضد ہے۔۔۔ سوچا تھا استعمال کر کے بیچ دوں گا۔۔۔ مگر تم نے میری برسوں کی محنت مٹی میں ملا دی۔۔۔"

روحاب غصے میں کیا کہہ گیا تھا یہ اسے خود معلوم نہیں تھا۔۔ مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی ذلیل انسان۔۔۔!!!!

اشہب شدید غصے میں اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار سے لگا دیا۔۔۔ اور اس پر گھونسوں کی برسات کر دی تھی۔۔۔

"گھٹیا انسان جس کے بارے میں تم بات کر رہے ہو ناں۔۔۔ وہ اشہب منہاج کی جان ہے۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری میری بیوی کے بارے میں اس قدر گھٹیا الفاظ استعمال کرنے کی۔۔۔"

وہ اسے سمبھلنے کا موقع دیئے بغیر مار مار کر اس کا حشر بگاڑ چکا تھا۔۔۔

صورت حال بگڑتے دیکھ کر اس کے گارڈز فوراً الرٹ ہوئے تھے۔۔۔

بھاگ کر انہوں نے اشھب کو بمشکل تھام کر روحاب سے الگ کیا تھا۔۔۔

"سر پلیز وہ مر جائے گا۔۔۔"

گارڈ منمنائے۔۔۔

"اسے تو میں زندہ میں گاڑھوں گا۔۔۔ میری بیوی کے لیے استعمال کرے گا یہ ایسے الفاظ۔۔۔ اشھب منہاج کی زندگی کو بیچنے کی پلیننگ بنا رہا ہے یہ گھٹیا انسان۔۔۔"

گارڈز نے بڑی مشکل سے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا اور ایک ملازم نے روحاب کو لے جا کر باہر پھینک دیا۔۔۔

اشھب نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں دور ہو جانے کو کہا۔۔۔

منہ پر ہاتھ پھیر کر خود کو کمپوز کیا۔۔۔

کچھ فاصلے پر انا کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اپنی ماں کے گھر سے واپس آئی تھی اور یقیناً سارا منظر دیکھ اور سن چکی تھی۔۔۔

اسے دیکھتی ہی فوراً دو قدم پیچھے کھسکی۔۔۔

غصے میں اشھب کو چھیڑنا ایسے ہی تھا جیسے شھد کی مکھیوں کو چھیڑ دو۔۔۔

اشھب نے اس کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

"اس بلا کو بھی نکالو اس گھر سے۔۔۔ میں اسے مزید یہاں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔"

شفیق سے کہہ کر وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

بلا۔۔؟؟

اتنی خوبصورت لڑکی کو سر بلا بول رہے ہیں۔۔؟؟

شفیق نے تعجب سے سوچا۔۔۔

"خوبصورت بلا بول رہے ہوں گے۔۔۔"

خود سے ہی اپنے سوال کا جواب اخذ کرتا ہوا وہ باہر نکل گیا۔۔۔

روحاب نے بمشکل دیوار کا سہارا لیتے ہوئے اُٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑے۔۔۔

"اس بے عزتی کا بدلہ میں ضرور لوں گا تم سے۔۔۔ تیار رہو اشہب منہاج۔۔۔"

"آج تک میں تمہاری کمزوری ڈھونڈتا رہا۔۔۔ اور ملی بھی تو کہاں۔۔۔ اپنے ہی تایا کے گھر میں۔۔۔۔ وہ میری پہنچ سے زیادہ دور نہیں ہے۔۔۔ اب میں اسے تڑپاؤں گا۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تو بھی تڑپے گا۔۔۔ جان ہے ناں وہ تیری۔۔۔ اب دیکھ تیری جان کا میں کیا حال کروں گا۔۔۔"

شیطانی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔۔۔

دوسری جانب انا کو ایک نئی تشویش نے گھیر لیا تھا۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

جب میں نے آٹھ سال پہلے اس لڑکی کو اشھب کی زندگی سے نکال باہر کیا تھا تو اب وہ واپس کیسے آسکتی ہے۔۔۔؟؟

"نہیں۔۔۔میں کسی طور ان دونوں کو ایک نہیں ہونے دوں گی۔۔۔تیار رہو تم ہنیہ مراد میرے وار کے لیے۔۔۔"

فیصلہ کن انداز میں کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئی۔۔۔

****

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال سنوار رہی تھی۔۔۔

تبھی ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں صنم۔۔۔؟؟

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

ارے آگئے آپ۔۔۔میں آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی چلیں جلدی سے فریش ہو جائیں۔۔۔!!!!

مائل نے سختی سے اسے ٹوکا۔۔۔

تم نے دھنک اور ہنی سے کیا کہا ہے۔۔۔؟؟

صنم نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔

پھر دوبارہ اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے صنم جواب دو۔۔"

وہ پھر سے بولا۔۔۔

صنم نے بے زاری سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

جیسے کہہ رہی ہو یہاں ان کا کیا ذکر۔۔؟؟

مائل نے لمحہ بھر میں اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلہ طے کیا اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔

"مجھے جواب چاہیے۔۔"

صنم نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی۔۔

"وہی جو وہ ڈیزرو کرتی تھیں۔۔"

بے حد اطمینان سے کہتے ہوئے وہ اپنے بالوں میں برش چلانے لگی۔۔۔

بکواس۔۔ شرم نہیں آئی تمہے اپنی بہنوں جیسی دوست سے اس لہجے میں بات کرتے ہوئے۔۔ ان پر گھٹیا الزامات لگاتے ہوئے۔۔۔؟؟؟

وہ شولے برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔

لہجے کی سختی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔

صنم نے ہاتھ میں پکڑا برش ڈریسنگ پر پٹکا۔۔۔اور اس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

"میں نے کوئی الزام نہیں لگایا جو سچ تھا وہی کہا اور یہ آپ کس لہجے میں بات کر رہے ہیں مجھ سے۔۔۔"

وہ احتجاج کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ایک لفظ اور مت کہنا۔۔۔وہ دونوں اس قدر محبت کرتی تھیں تم سے۔۔۔یہ صلہ دیا تم نے انہیں۔۔۔"

"صنم میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم یہ سب بھی کر سکتی ہو۔۔۔مانا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اس قدر تکبر کرنے لگو۔۔۔ہر انسان کو اپنی حدود میں رہنا چاہیے۔۔۔۔"

مائل اونچی آواز میں غرایا۔۔۔

"چلا دیا ناں۔۔۔اس ڈائن نے آپ پر بھی اپنا جادو۔۔۔شدید گھٹیا لڑکی ہے یہ ہنی۔۔۔ نجانے کتنوں کو پیچھے لگا رکھا اور اب میرے شوہر کو بھی نہیں بخشا۔۔۔"

وہ زہر اگلنے لگی تھی۔۔۔

چٹاخ۔۔۔

پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ مارا تھا مائل نے۔۔۔

وہ ساکت رہ گئی۔۔۔۔

"بہن کہتا ہوں میں اسے۔۔۔ سگی بہنوں سے بڑھ کر تھی وہ میرے لیے۔۔۔ میرے بھائی جیسے دوست کی بہن ہے وہ۔۔۔۔ تم مجھ سے بعد میں ملی تھی صنم۔۔۔۔ اسے میں پہلے سے جانتا تھا۔۔۔ اگر چکر چلانا ہوتا تو پہلے ناں چلا لیتا۔۔۔ اس کا بچپن میرے سامنے گزرا ہے۔۔۔۔ شادی کے بعد کیوں چلاتا۔۔۔"

وہ شاک کی کیفیت میں مائل کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"تو کیا ہنی نے پل میں اس کا ذہن ایسا بدلہ کے وہ مجھ پر ہاتھ اُٹھانے لگا ہے۔۔۔"

وہ منفی انداز میں سوچنے لگی۔۔۔۔

"تم نے تو مجھے اپنی ہی نظروں میں گرا دیا صنم۔۔۔ گھن آرہی ہے مجھے تم سے بھی اور خود سے بھی۔۔۔ کیوں کی میں نے تم سے محبت۔۔۔۔ ارے چکر چلانا ہوتا تو تم سے ناں چلا لیتا میں۔۔ تم بتاؤ کیا کبھی میں نے تم سے کسی قسم کی بدتمیزی کی۔۔۔ حالانکہ تم سے محبت کرتا تھا میں۔۔۔ وہ تو چھوٹی بہنوں جیسی ہے میرے لیے"۔۔۔۔

اتنی ذلت۔۔۔!!!

اس کا چہرہ احساس توہین سے سرخ ہو گیا۔۔۔۔

"میں شہر سے باہر گیا تھا صنم۔۔۔ مر نہیں گیا تھا۔۔۔ جو تم نے میرے پیچھے اتنی گھٹیا حرکت کر ڈالی۔۔۔"

وہ تیزی سے مائل کے قریب آ کر اسے کندھوں سے تھام گئی۔۔۔

مائل آپ میری بات سمجھ نہیں رہے۔۔۔وہ بہت بُری لڑکی ہے اس نے ہمارے بچے کو بھی مار دیا۔۔اور اور اس نے ہادی کے ساتھ بھی۔۔۔۔!!!

"بس کردو صنم۔۔۔بس کردو یار۔۔۔۔تم بھی جانتی ہو اور میں بھی جانتا ہوں کہ وہ ایک ایکسیڈینٹ تھا۔۔ ہنی ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔جانتے ہوئے بھی تم نے ہادی کو اس قدر اس کے خلاف بھڑکا دیا۔۔یونی میں ہر اس لڑکا جو ہنی کو پسند کرتا تھا اور اس کو پرپوز کیا تھا تم نے ان سب کی لسٹ ہادی کو بتائی۔۔۔اسے اس قدر ہنی کے خلاف کر دیا۔۔۔"

اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

صنم نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جسے مائل نے بے دردی سے جھٹکا۔۔۔۔

"میں نے تمہے کیا سمجھا تھا صنم اور تم کیا نکلی۔۔۔اس حد تک گر گئی۔۔۔اپنے غصے میں یہ بھی بھول گئی کہ ہنی کی بے حد کوششات ہی کی وجہ سے ہم دونوں ایک ہوئے تھے۔۔۔"

صنم نے اسے سمجھانا چاہا مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔۔۔۔

"یہ جو تمہارا دماغ ہے ناں۔۔۔خناس بھرا ہے اس میں۔۔۔ نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بات۔۔۔جب تک تمہے اپنی غلطی کا احساس نہیں ہو گا۔۔میں بھی تمہے معاف نہیں کروں گا۔۔۔ہٹو اب سامنے سے۔۔۔"

اسے وارن کرتا ہوا وہ نکل گیا تھا۔۔۔ جتنی زور سے اس نے دروازہ بند کیا تھا وہ اس کے غصے کی شدت واضح بتا رہا تھا۔۔۔

وہ بے تحاشا روتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

"اللہ کرے تم کبھی خوش ناں رہو ہنی۔۔۔ ساری زندگی خوشیوں کو ترسو۔۔ ذلت تمہارے قدم چومتی رہے۔۔۔ رسوائی تمہارے دامن کو کبھی ناں چھوڑے۔۔۔"

وہ بدگمانی کی انتہا پر تھی۔۔۔ جتنی بد عائی دے سکتی تھی اس نے ہنی کو دیں۔۔۔ مگر وہ لاعلم تھی کہ ہنی کی خوشیوں کو تو پہلے ہی کسی کی بُری نظر لگ چکی ہے۔۔۔

****

آج وہ بہت خوش تھی۔۔۔ اور خوش ہوتی بھی کیوں ناں بات ہی ایسی تھی۔۔۔

ممی نے چاچو کی مخالفت کے باوجود اٹل انداز میں اپنا فیصلہ سنا دیا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی خوشیوں کے خلاف نہیں جائیں گیں۔۔۔ ناں ہی اس کا بسا بسایا گھر برباد کریں گیں۔۔۔

ممی نے تو شاپنگ بھی شروع کر دی تھی۔۔۔ وہ فنکشن اور موسم کی مناسبت سے اس کے لیے کچھ شاپنگ کر رہی تھیں۔۔۔

"کیوں ناں یہ خوش خبری اشہب کو سنائی جائے۔۔۔"

دل سے اُٹھنے والے خیال کو لبیک کہتے ہوئے اس نے فوراً سائڈ ٹیبل پر پڑا اپنا فون اُٹھایا اور اشہب کو کال ملا دی۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔!!!

اجنبی آواز سن کر اس نے فون کان سے ہٹا کر تعجب سے دیکھا۔۔۔۔

نمبر تو صحیح ہے۔۔۔

اس نے سوچتے ہوئے دوبارہ فون کان سے لگایا۔۔۔۔

مجھے اشہب سے بات کرنی ہے۔۔۔ آپ کون۔۔۔؟؟

اس نے استفسار کیا۔۔۔

"وہ ابھی بزی ہے۔۔۔ بعد میں کال کیجیئے گا۔۔۔"

کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔۔۔

وہ ششدر سی فون کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"اشہب تو کبھی بھی اپنا فون کسی کو نہیں دیتا۔۔۔ ناں ہی اپنے کمرے میں کسی کو گھسنے دیتا ہے۔۔۔"

پسینے کی بوندیں اس کی پیشانی پر چمک رہی تھیں۔۔۔ اس کی چھٹی حس اسے اشارہ کر رہی تھی کہی کچھ غلط ہے۔۔۔۔

"ہنی یہ دیکھو کتنی پیاری جیولری ہے میں نے خاص تمہارے لیے بنوائی ہے اور۔۔۔۔"

وہ رک کر تشویش سے ہنی کی جانب دیکھنے لگیں۔۔۔۔

کیا ہوا ہنی۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟

اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

سائڈ ٹیبل سے کیز اُٹھا کر وہ سرعت سے کمرے سے باہر نکلی اور نیچے کی جانب بھاگی۔۔۔۔

جا کہاں رہی ہو۔۔۔؟؟

مسز مراد نے اونچی آواز میں پوچھا۔۔۔۔

اشہب کے گھر۔۔۔۔

وہ کہتی ہوئی لاونج سے داخلی دروازے تک کا فاصلہ پار کر گئی۔۔۔۔

گاڑی اشہب کے گھر کی جانب رواں دواں تھی۔۔۔۔

اتنی ریش ڈرائیونگ اس نے آج سے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔۔۔۔

آدھے گھنٹے کا فاصلہ پندرہ منٹ میں طے کر کے وہ روز ولا پہنچی تھی۔۔۔۔

تیز رفتار سے بھاگتے ہوئے جس وقت اس نے سیڑھیاں چڑھ کر اشہب کے روم کا دروازہ کھلا۔۔۔۔

سامنے کا منظر اس کے پیروں تلے سے زمین نکالنے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔

اشہب بیڈ پر بیہوش پڑا تھا اور انا اس پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔۔

پھولی ہوئی سانسیں، بگڑا ہوا تنفس۔۔۔۔

خود کو نارمل کرتی ہوئی وہ سرعت سے انا کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔

کلائی سے پکڑ کر اسے اشہب سے دور کیا اور پوری شدت سے اس کے گال پر تھپڑ دے مارا تھا۔۔۔۔

انا جو محو سی اپنے کام میں مشغول تی بوکھلا گئی۔۔۔۔

ہنی نے ایک نظر بیہوش پڑے وجود کو دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے باہر لے گئی۔۔۔۔

اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑی۔۔۔۔

انا لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔

ہنی نے اسے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔۔۔

سوچا بھی کیسے تم نے ہاں۔۔۔۔میرے شوہر کے ساتھ اتنی گھٹیا حرکت کرنے کے بارے میں سوچا بھی کیسے تم نے۔۔۔وہ بھی ایک عورت ہوتے ہوئے۔۔۔شرم نہیں آئی تمہے ہاں۔۔۔؟؟

وہ غرائی۔۔۔۔

اپنا پلین ناکام پر انا کو آگ ہی لگ گئی۔۔۔۔

یہ آئیڈیا اسے اس کی ماں نے دیا تھا۔۔۔۔اسے بھی یہی بہتر لگا تھا۔۔ مگر این موقع پر نجانے یہ ہنی کہاں سے ٹپک پڑی تھی۔۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والی ہاں۔۔۔؟؟

اس نے بھی جواب میں غصے سے پوچھا۔۔۔۔

"میں کون ہوتی ہوں۔۔۔وہ جس شخص کے ساتھ ابھی تم موجود تھی ناں وہ شوہر ہے میرا بھول گئی۔۔۔"

انا نے بے زاری سے سر جھٹکا۔۔۔۔

"پھر آ گئی تم اشہب کی زندگی میں۔۔۔۔اگر واپس ہی آنا تھا تو گئی کیوں تھی۔۔۔اس وقت تو بڑے ڈائیلاگ مار رہی تھی تم۔۔۔"

ہنی تلخی سے ہنس دی۔۔۔۔

"اچھی طرح سے جانتی ہوں میں کہ میرے اور اشہب کے درمیان اس دن کس نے آگ لگائی تھی۔۔۔تم نے بھرا تھا ناں میرے دماغ میں خناس۔۔۔شکر کرو بچ گئ تم مس انا ابراہیم ورنہ اگر ابھی میں اشہب کو بتا دوں ناں کہ اس دن ہمارے درمیان فاصلے پیدا کرنے والی تم تھی۔۔۔۔"

انا کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی ہنی کی بات سن کر۔۔۔۔رنگت سفید پڑ گئی تھی۔۔۔

"کس قدر بے شرم ہو تم۔۔۔ بھن مانتا ہے وہ تمہے اور تم۔۔۔ مگر تمہے بھی کیا کہوں میں۔۔۔ تمہارا قصور نہیں ہے۔۔۔ یہ سب کیا دھرا تمہاری ماں کا ہے۔۔۔ جو خود نہیں کر سکی وہ بیٹی سے کروا رہی ہے۔۔۔"

ہنی نے تلخ لہجے میں کہتے ہوئے نفرت سے منہ پھیر لیا۔۔۔

انا کو تو مانو آگ ہی لگ گئی تھی ہنی کے اتنے شدید ردعمل پر۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔!!!!!

انا نے موقع کا فائدہ اُٹھا کر پوری قوت سے اسے دھکا دیا۔۔۔

ہنی اس حملے کے لیے بالکل تیار نہیں تھی لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوئی۔۔۔

یقیناً وہ سیڑھیوں سے گر جاتی اگر وہ اس کے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لے کر انا کی کوشش کو ناکام ناں بنا دیتا تو۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔۔۔ ہنی نے دیکھا وہ بمشکل اپنے پیروں پر کھڑا تھا قریب تھا کہ وہ زمین بوس ہو جاتا۔۔۔

اس کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ فوراً سمبھل کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر انا کے ہونٹوں کو تلخ مسکراہٹ چھو گئی۔۔۔

وہ اپنے پلین میں مکمل طور پر ناں صحیح مگر کچھ حد تک کامیاب ہو چکی تھی۔۔۔

اشہب نے آدھ کھلی آنکھوں سے اس حسین بلا کو دیکھا۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس لڑکی کا حشر بگاڑ دیتا مگر اس وقت سچویشن الگ تھی۔۔۔

وہ کبھی بھی ملازمہ کا لایا گیا جوس ناں پیتا اگر اسے پتہ ہوتا کہ انا نے اس میں کچھ ملایا ہے۔۔۔ جبکہ اپنے ملازمین پر اسے پورا بھروسہ تھا۔۔۔

اس نے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔۔۔

ہنی نے سرعت سے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔۔۔ اسے کندھوں سے تھام کر وہ سیدھا کھڑا رہنے میں مدد دے رہی تھی۔۔۔

"مسٹر اشہب منہاج!! میں بھی دیکھتی ہوں اب تم کیسے میرے وار سے خود کو بچا پاؤ گے۔۔۔ اور اپنی اس دو ٹکے کی بیوی ہنی کو۔۔۔"

یہ جو جوس تم نے پیا ہے ناں۔۔۔ اس میں نشے کی گولیاں ملائیں تھیں میں نے۔۔۔ اور تم نے تو کبھی شراب پی ہی نہیں۔۔۔ ناں ہی کبھی نشہ آور اشیاء استعمال کیں۔۔۔ اب میں کچھ نہیں کروں گی۔۔۔ تم خود اپنی دنیا اپنے ہاتھوں سے اجاڑو گے۔۔۔ اور تمہاری بیوی تھوکے گی تم پر۔۔۔ بچا سکتے ہو تو بچا لو اپنی زندگی برباد ہونے سے۔۔۔"

ان دونوں کو شیطانی نگاہوں کے حصار میں رکھے ہوئے اس نے منفی انداز میں سوچا۔۔۔

گھٹیا انسان گھٹیا سوچ کا مالک ہی ہوتا ہے۔۔۔اور اس وقت وہ بھی اس حد تک گر چکی تھی کہ اپنے اور اشہب کے درمیان قائم رشتے کا پاس بھی ناں رکھ سکی۔۔۔

اسے یاد تھا تو بس یہ کہ ہنی اور اشہب کی زندگی کو جہنم سے بھی بدتر بنانا ہے۔۔۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے اس خیال پر پورا پورا عمل کر رہی تھی۔۔۔۔

انا کا کام اب ختم ہو چکا تھا۔۔۔اسی لیے وہ ان دونوں کو وہی چھوڑ کر تیزی سے زینے اُترنے لگی۔۔۔۔

****

اشہب کو سمبھالتے ہوئے اس کی نگاہ اُٹھی تو انا غائب تھی۔۔۔

یقیناً وہ فرار ہو چکی تھی۔۔۔۔بہر حال انا سے حساب چکتا کرنے کے ارادے کو فلحال ملتوی کرتے ہوئے وہ اشہب کو بازو سے تھام کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

"یا وحشت یہ شخص کتنا بھاری ہے نجانے کیا کھاتا ہے۔۔۔۔"

بمشکل اس کے بھاری وجود کو گھسیٹتے ہوئے سہارا دے کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔۔

اس کام سے فراغت حاصل کرتی ہوئی وہ دور ہٹنے لگی تھی جبھی اشہب نے اسے بازو سے پکڑ کر خود پر گرا لیا۔۔۔۔

ہنی اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا بوکھلا گئی۔۔۔۔

"اشھب!! چھوڑو کیا کر رہے ہو پلیز۔۔۔۔"

گھبراتے ہوئے وہ مذاحمت کرنے لگی۔۔۔۔۔

"ہے ریلیکس اشھب کی جان۔۔۔۔بے فکر رہو میں اپنے حواسوں میں ہوں۔۔۔اور اتنا گھٹیا انسان نہیں ہوں جو اپنی ہی بیوی کے ساتھ کچھ غلط کروں۔۔۔"

محبت سے اسے اپنے حصار میں قید کرتے ہوئے اشھب نے تسلی دی۔۔۔۔

ہنی جو خاصی پریشان ہو چکی تھی اشھب کی وضاحت پر سکون کا سانس لیا۔۔۔۔

پھر خفگی سے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟

اشھب نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرنا چاہا مگر وہ اس کا ہاتھ جھٹک چکی تھی۔۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔۔؟؟

اس کے کانوں کے قریب سرگوشی نما انداز میں استفسار کیا گیا۔۔۔۔

تو کیا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔؟؟

جوابا وہ ایک نیا سوال کر گئی تھی۔۔۔۔

بتاؤ تو ہوا کیا ہے کیوں ناراض ہے میری جان۔۔۔؟؟

اسکے دوبارہ استفسار کرنے پر ہنی نے خفگی سے اسے گھورا۔۔۔

تم نے وہ جوس کیوں پیا تھا۔۔؟؟

اشہب نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔۔۔

"اب مت کہنا کہ تم لاعلم تھے انا کی سازش سے۔۔۔"

اس سے پہلے کے وہ کسی قسم کی وضاحت دیتا ہنی نے سخت لہجے میں وارن کیا۔۔۔

اشہب نے حیرت سے اس چھوٹی سی لڑکی کا جائزہ لیا جو اس کی رگ رگ سے واقف ہو چکی تھی۔۔۔

اس نے ہنی کو جھٹکے سے اپنے مزید قریب کیا۔۔۔اور جھک کر اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔۔۔۔

"جب مسیحا قریب ہو تو مصیبتوں میں گرفتار ہونے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔۔۔"

)اف ایک تو یہ آنچ دیتا لہجہ(

ہنی اس کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کرنے کی محض ایک ہی کوشش کر سکی۔۔۔

اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

"اور اگر میں ٹائم پر ناں پہنچتی تو۔۔۔تمہارے اس ایڈوینچر کا کیا انجام ہو سکتا تھا سوچا بھی ہے تم نے۔۔۔"

شدید غصے کے عالم میں وہ غرائی۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا گویا کسی بچے کی بات پر مسکرا رہا ہو۔۔۔

کیوں تھکاتی ہیں آپ خود کو اس قدر

جانا

ہم آپ کے تھے اور آپ کے ہی رہیں گے۔۔۔۔

)کمینہ کہی کا کھائے گا اب مجھ سے الٹے ہاتھ کی(

دلکشی سے مسکراتے ہوئے اس نے شعر پڑھا۔۔۔۔۔

ہنی کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔۔

)یا اللہ مجھے بچالیں الریڈی آدھی پاگل میں ہو چکی ہوں باقی کی کسر یہ جناب پوری کر دیں گے(

"اشہب تمہارا مسئلہ کیا ہے۔۔۔اتنی سیریس سچویشن میں بھی تمہے رومینس سوجھ رہا ہے۔۔۔لگتا ہے نشہ آپ کے سر پر چڑھ چکا ہے شاعر صاحب۔۔۔۔"

وہ اشہب کے اس رویے سے عاجز آچکی تھی اسی لیے طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔۔

"ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ناممکن۔۔۔"

"میرے خیال سے انا نے بیکار میں اتنی پلیننگ کی۔۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ اسے اتنی محنت کرنے کی ضرورت تھی۔۔۔۔"

نفی میں سر ہلاتے ہوئے اشہب نے قطعی لہجے میں کہا۔۔۔

ہنی نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔

جیسے پوچھ رہی ہو کیا مطلب۔۔۔؟؟

"ہمیں مدہوش کرنے کے لیے آپ کا یہ قاتلانہ حسن ہی کافی ہے"

وہ شرارتی لہجے میں کہتا ہوا اسے آنکھ مارنے لگا۔۔۔

ہنی کا منہ حیرت کی انتہا سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔

اشہب اب اس کا سر اپنے کشادہ سینے پر رکھ چکا تھا۔۔۔

البتہ وہ ابھی تک صدمے میں تھی۔۔۔

ہوش میں آتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ جاؤ جا کر واشروم میں وومٹنگ کر کے نکالو اسے باہر۔۔۔"

وہ غصے سے کہتی ہوئی اس کی گرفت سے نکل چکی تھی۔۔۔ اور اب بیڈ سے نیچے اُتر رہی تھی۔۔۔

اشہب کا تو دماغ ہی گھوم گیا۔۔۔

ہنی کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے بیڈ پر پٹکا۔۔۔۔

کیا بدتمیزی ہے لیو می ناؤ۔۔۔!!!!!!

ششش۔۔۔اشھب نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی تھی۔۔۔۔

"بے وقوف لڑکی میں نے کوئی جوس ووس نہیں پیا۔۔۔وہ جوس میں نے گرا دیا تھا۔۔۔۔اتنی دیر سے میں صرف تمہیے خوش کرنے کے لیے اظہار محبت کر رہا تھا۔۔لیکن تم ہو کہ نشے نشے کو پکڑ کر بیٹھی ہوئی ہو۔۔۔۔"

ہنی حیرت زدہ سی اس کے منہ سے ہونے والے انکشاف کو سننے لگی۔۔۔۔

بات سمجھ میں آتے ہی اس کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچ گیا۔۔۔۔

یو۔۔۔تو اتنی دیر سے تم میرے ساتھ فلرٹ کر رہے تھے۔۔۔؟؟

اب سر پیٹنے کی باری اشھب کی تھی۔۔۔۔

"پاگل لڑکی تم بیوی ہو میری۔۔۔بیوی کے ساتھ کون فلرٹ کرتا ہے یار۔۔۔"

اشھب سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔

"اف کتنے بھاری ہو تم اُٹھو میرے اوپر سے۔۔۔۔"

ہنی اس کے بھاری وجود کو دھکیلتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اشھب ک جب احساس ہوا تو وہ فوراً اُٹھ بیٹھا۔۔۔۔

ہنی بھی ناراضگی سے منہ بسورتی ہوئی اُٹھنے لگی۔۔۔

"ویسے بہت ہی ان رومینٹک ہو تم۔۔۔۔"

اشہب نے کہا۔۔۔۔

"غنڈے کے ساتھ رومینٹک باتیں کرنے میں کوئی انٹرسٹ نہیں مجھے۔۔۔۔"

وہ بھی اسی کی بیوی تھی حاضر جوابی کا مظاہر کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"غنڈے سے محبت کر سکتی ہو رومینٹک باتیں نہیں۔۔۔"

وہ یقیناً ناراض ہو چکا تھا۔۔۔ جلا بھنا جواب دے کر چہرہ دوسری جانب پھیر لیا۔۔۔۔

اتنی لو سٹوریز اور پوئٹری بکس پڑھنے جیسی محنت کے بعد وہ یہ صلہ دے رہی تھی۔۔۔۔

ہنی نے حیرت سے اس کے ناراض چہرے کو دیکھا۔۔۔۔

)یہ ناراض بھی ہوتا ہے(

"خیر میں چلتی ہوں۔۔۔ بہت دیر ہو چکی ہے مما پریشان ہو رہی ہوں گیں۔۔۔۔"

ہنی نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

جس پر اشہب نے محض سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

وہ تیز تیز چلتی ہوئی وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ گہری سانس خارج کرتا ہوا اُٹھ بیٹھا۔۔۔

تبھی اس کا فون وائبریٹ ہوا۔۔۔۔

اشہب نے بے زار سے انداز میں فون آن کر کے دیکھا تو سکرین پر ہنی کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔

میسج اوپن کیا تو وہاں الفاظ پڑھ کر اسے زور کا اچھو لگا۔۔۔

"لو یو سویٹ ہارٹ۔۔۔غصے میں تو تم اور بھی کیوٹ لگتے ہو۔۔ہائے میرے کیوٹ سے گول گپے میرے رس گلے۔۔۔میری رس ملائی۔۔۔میرے لیے زبردست ساڈنر ارینج کرو ناں پھر کروں گی رومینٹک باتیں۔۔"

گول گپہ۔۔۔؟؟

رس گلا۔۔۔؟؟

رس ملائی۔۔۔؟؟

وہ حیرت زدہ سا سکرین کو گھور رہا تھا۔۔۔

"مسئلہ کشمیر حل ہو سکتا ہے لیکن اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔۔۔

البتہ ہونٹوں پر تبسم رقص کر رہا تھا۔۔۔

****

کمرے میں آتے ہی اس نے سکون سے سانس لیا۔۔۔

نیچے مسز مراد نے گھر میں داخل ہوتے ہی اسے روک کر اس کی کلاس لے لی تھی۔۔۔۔

بڑی مشکل سے ان کو تسلیاں دیتے ہوئے نجانے کتنے وعدہ کر کے کتنی قسمیں کھا کر وہ انہیں مطمئن کر کے آئی تھی۔۔۔۔

دھیرے سے آگے بڑھتی ہوئی وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کو اُٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلنے لگی۔۔۔۔

پانی ڈالتے ہی اس نے گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔۔

پانی پیتے ہوئے اسے بمشکل پانچ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ اس کے فون پر میسج ٹیون بجی۔۔۔۔

گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے اپنا فون آن کیا۔۔۔

اسے لگا تھا اشہب کا میسج ہو گا۔۔۔۔ مگر اس کی توقع کے برعکس میسج ہادی کا تھا۔۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی سکرین پر جگمگاتے ہادی کے نمبر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ آخر کون سی کسر باقی رہ گئی تھی اس کی تذلیل میں جو اب وہ میسج کر کے پوری کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔

بہر حال دیکھنے میں کیا حرج تھی۔۔۔۔

اس نے میسج اوپن کیا اور سکرین پر لکھے الفاظوں پر غور کرنے لگی۔۔۔۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پلیز مائل اور بھابھی کے متعلق ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"

وہ حیرت زدہ سی میسج پڑھنے لگی۔۔۔۔

اس کے خیال سے ہادی نے ضرور اسے کڑوی کسیلی سنانے کی غرض سے میسج کیا ہو گا۔۔۔۔

کون سی بات۔۔۔۔؟؟

کچھ سوچ کر اسنے میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔

جواب فوراً ہی آیا تھا۔۔۔۔

"وہ سب میں تمہے مل کر ہی بتاؤں گا تم پلیز اس لوکیشن پر پہنچ جانا کل شام تک۔۔۔۔"

کہیں ہم سب کے ذاتی جھگڑے کا اثر مائل بھائی اور صنم کے رشتے پر تو نہیں پر رہا۔۔۔۔؟؟

میسج پڑھتے ساتھ وہ تشویش سے سوچنے لگی۔۔۔۔

میسج ٹیون دوبارہ بجنے پر اس نے چونک کر فون کی جانب دیکھا۔۔۔۔

جو لوکیشن ہادی نے اسے سینڈ کی تھی وہ کافی بڑے ہوٹل کی تھی۔۔۔۔وہ اسے ہوٹل میں موجود ریسٹورینٹ میں بلا رہا تھا۔۔۔۔

بات کرنے کے لیے ہادی نے اس جگہ کا انتخاب کیوں کیا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔

"مجھے جانا چاہیے۔۔۔ صنم کے مائل بھائی سے تعلقات استوار ہونا بہت ضروری ہیں۔۔۔ میں کسی صورت ان کا گھر خراب نہیں ہونے دے سکتی۔۔۔ اچھا ہے۔۔۔ اسی بہانے ہادی سے معافی بھی مانگ لوں گی۔۔ جو بھی ہے وہ میرے استاد ہیں اور میں نے ہمیشہ ان کی عزت کی ہے۔۔۔"

کافی دیر وہ سنجیدگی سے ہادی کے انویٹیشن پر غور فکر کرتی رہی۔۔۔ صحیح طرح سے سوچنے کے بعد بالآخر اس نے ہادی کو اوکے کا میسج کر دیا۔۔۔

اب ہر حال میں اسے وہاں جا کر ہادی سے ملنا تھا۔۔۔ ان سے معافی مانگے بغیر کہاں سکون ملنا تھا اسے۔۔۔ اس لیے ابھی اسے یہی حل بہترین لگا۔۔۔ اور پھر بات صنم اور مائل کی پوری زندگی کی تھی۔۔۔ وہ کسی قسم کی ضد اختیار کر کے ان کی زندگی برباد نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

گہری سانس لے کر وہ بستر پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔

اگر ابھی وہ سوئی ناں تو مسز مراد پھر سے ڈھیر ساری جیولری اور ڈریسز لے کر آجاتیں اسے دیکھانے۔۔۔ اور وہ اس وقت سخت تھکی ہوئی تھی۔۔۔ ایسے میں سونا ہی بہتر حل تھا۔۔۔

بہر حال وہ سونے کی تیاری کرنے لگی۔۔۔

* *

"عاشر کے بچے رکو۔۔۔ بات سنو میری۔۔۔ یار اوہ میرڈ ہے۔۔۔"

وہ عاشر کے پیچھے بھاگتی بھاگتی تھک گئی تھی۔۔۔

مگر وہ تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

"اوئے جن رک جا۔۔بات تو سن۔۔۔"

وہ عاشر کے پاس پہنچ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

"اف خدایا لڑکے رک جاؤ بات سنو میری۔۔۔تھکا دیا ناں مجھے۔۔۔جن کہی کا۔۔"

اس نے عاشر کی بازو پر زور کر پنچ مارے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ بدلہ ضرور لیتا لیکن اس وقت اس کو اپنے دکھ سے بڑھ کر کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

وہ منہ بسور کر رونے لگا۔۔۔۔

دھنک اس کے رونے پر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی۔۔۔

"اوہ فواب تم رو کیوں رہے ہو کہا ناں اس کی شادی ہو چکی ہے۔۔"

وہ پریشانی سے عاشر کو روتے دیکھ کر بولی۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم مجھے بس کیوٹ آپی چاہیے۔۔۔مجھے ان سے شادی کرنی ہے۔۔۔"

وہ اٹل انداز میں بولا۔۔۔

دھنک کا منہ کھل گیا۔۔۔

ہیں۔۔۔؟؟

"گدھے جب کسی سے شادی کرنی ہو تو اسے آپی نہیں کہتے۔۔۔۔"

وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کرنے لگی۔۔۔

"یو آر رائٹ آپی۔۔۔ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے کیوٹ آپی میرا مطلب سویٹ ہارٹ چاہیے۔۔۔۔"

دھنک زور زور سے کھانسنے لگی۔۔۔ قریب تھا کہ صدمے سے بیہوش ہو جاتی۔۔۔

سویٹ ہارٹ۔۔۔؟؟

عاشر منہ پھلا کر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

"اوئے سویٹ ہارٹ کے کچھ لگتے۔۔۔اس کے شوہر کا نام اشہب منہاج ہے۔۔۔اسے پتہ چلا گیا ناں کہ 13 سال کا لڑکا اس کی بیوی کو لے کر اس طرح کے خواب سجا کر بیٹھا ہے تو اس نے چھوڑنا نہیں ہے تمہے۔۔۔"

دھنک نے چیختے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

"واٹ ایور۔۔۔مجھے بس وہ چاہیے۔۔میری کیوٹ ہنی صرف میری ہے۔۔۔بس۔۔۔"

دھنک کا دل چاہا دو لگا دے اس ننھے منے عاشق کو۔۔۔

"عاشر! میرے کیوٹ سے بھائی تم فکر کیوں کرتے ہو میں تمہارے لیے ہنی سے بھی زیادہ خوبصورت دلہن ڈھونڈ کے لاؤ ں گی۔۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو ناں وہ شادی شدہ ہے۔۔۔"

اس نے عاشر کو بچوں کی طرح بہلایا۔۔۔

"نووے۔۔۔ مجھے بس ہنی چاہیے۔۔۔ ہنیہ مراد۔۔۔ یعنی میری فیوچر مسز۔۔۔ ہاؤ سویٹ۔۔۔"

وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

دھنک کو اپنی سماعتوں پر شبہ ہونے لگا تھا۔۔۔

)آگے تھوڑے پڑے ہوئے ہیں بچاری کے پیچھے جو یہ بھی شامل ہو گیا(

"بجو آپ میری کیوٹ سویٹ ہارٹ سے بات کرو ناں میرے پرپوزل کی۔۔۔"

عاشر نے دھنک سے کہا۔۔۔

"اوئے کھوتے بڑی ہے وہ تجھ سے۔۔۔"

وہ رونی شکل بنا کر احتجاج کرنے لگی۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ مجھے پال لیں گیں۔۔۔"

"میں ابھی جا کر امی کو بھی بتاتا ہوں تا کہ وہ میرا رشتہ لے کر جائیں وہاں۔۔۔"

کمال اطمینان سے کہتا ہوا وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

"ہیں۔۔۔یہ شادی کرنا چاہتا ہے یا ایڈ اپٹ ہونا چاہتا ہے۔۔۔"

وہ حیرت سے سوچتی ہوئے بڑبڑائی۔۔۔

فون وائبریٹ کرنے پر وہ خیالوں سے نکلی۔۔

بغیر نمبر دیکھے اس نے بے زاری سے فون اٹینڈ کر لیا تھا۔۔۔

مگر آگے سے سنی جانے والی خبر اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

وہ حواس بے ساختہ سی دوسری جانب سے کہی جانے والی باتیں سننے لگی۔۔۔

****

ٹھیک ہادی کے بتائے ہوئے وقت پر وہ ہوٹل پہنچ چکی تھی۔۔۔

مگر یہ سن کر اس کی حیرت کی انتہا ناں رہی کہ ہادی نے اسے ریسٹورینٹ نہیں ہوٹل کے کمرے میں بلایا ہے۔۔۔

وہ نہایت الجھن کا شکار تھی۔۔۔دل سے اُٹھنے والے خدشات کو جھٹکتے ہوئے روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

روم کے باہر کھڑے ہو کر اس نے دو منٹ سوچا۔۔۔پھر دروازہ ناک کرنے لگی۔۔۔

دروازہ ناک کیے ہوئے اسے محض دو سیکنڈ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازہ کھل گیا۔۔

اوہ ہائے ہنی۔۔۔آؤ۔۔۔آجاؤ اندر۔۔۔!!!!!

ہادی نے مسکراتے ہوئے اس کا ویلکم کیا تھا۔۔۔

وہ کچھ جھجھکتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔۔۔

اگر بات مائل اور صنم سے ریلیٹڈ ناں ہوتی تو وہ کبھی یہاں ناں آتی۔۔۔

"یا اللہ خیر۔۔۔ میں نے ناں مما کو بتایا ہے ناں اشہب کو۔۔۔ اور بھائی تو شہر میں ہے ہی نہیں۔۔۔"

وہ دل میں اللہ کو مخاطب کرتی ہوئی دھڑکتے دل کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔۔۔

اس بات سے لاعلم کے پیچھے ہادی دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔

"بولیں آپ کو کیا بات کرنی تھی۔۔۔"

صوفے پر ٹکتے ہوئے اس نے آہستہ آواز میں کہا۔۔۔

انداز ایسا تھا جیسے ابھی وہ وہاں سے اُٹھ کر بھاگ جائے گی۔۔۔

نجانے کیوں اسے کچھ کھٹک رہا تھا۔۔۔

جیسے کچھ غلط ہے۔۔۔ اس کا یہاں آنے کا فیصلہ غلط ہے۔۔۔

اب بس وہ انتظار میں تھی کہ کب ہادی اپنی بات کرے اور وہ یہاں سے جائے۔۔۔

"ہادی سر آپ بات کریں ناں۔۔۔ آپ کو کیا کہنا تھا۔۔۔"

مسلسل خاموشی محسوس کرتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی۔۔۔

"کریں گے۔۔۔بات بھی کریں گے پہلے تھوڑا انجوائے تو کرلیں۔۔۔۔"

وہ شیطانی لہجے میں کہتا ہوا شراب کی بوتل کھولنے لگا۔۔۔۔

ہنی ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے سر۔۔۔میرا خیال ہے آپ نے مجھے یہاں بات کرنے کے لیے بلایا تھا۔۔اور آپ اس طرح کی واہیات حرکتیں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"

ہنی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ ہادی جیسا انسان اس طرح کی گھٹیا حرکت کر رہا ہے۔۔۔۔

"لگتا ہے تمہیں بات کرنے کی بہت جلدی ہے جان۔۔۔ہم سے بات نہیں کرو گی۔۔۔۔"

ہادی کی بجائے اک مانوس سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

ہنی نے تعجب سے پلٹ کر دیکھا تو اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔۔۔۔

قدم لڑکھڑا گئے تھے۔۔۔۔۔

بے یقینی کے عالم میں وہ پیچھے کھڑے روحاب سکندر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔؟؟

شدید غصے کے عالم میں استفسار کیا تھا۔۔۔۔

"اسے میں نے بلایا ہے۔۔۔۔"

اب کی دفعہ ہادی نے جواب دیا تھا۔۔۔

"اور ہنی کو لگا اس نے یہاں آکر واقع ہی بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔۔۔"

"آپ اور روحاب۔۔۔ کیا بکواس ہے۔۔۔ آپ نے تو صنم کے بارے میں بات کرنی تھی ناں۔۔۔۔"

وہ منمنائی۔۔۔۔

"انہوں ڈارلنگ۔۔۔۔ تم میری بات مان کر یہاں تک آتی نہیں اسی لیے ہمیں صنم کا بہانہ کرنا پڑا۔۔۔۔"

روحاب کی بات سن کر اس نے تیزی نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"وہ کیا ہے ناں۔۔۔ دوشمن کے دشمن دوست ہوتے ہیں۔۔۔ تو میں نے بھی سوچا کیوں ناں روحاب سے دوستی کرلی جائے۔۔۔ آخر کو یہ بھی اسی آگ میں جل رہا ہے جس میں میں جلا رہا ہوں۔۔۔۔"

ہادی کی بات سن کر اس کے قدم خود بخود اُٹھنے لگے۔۔۔۔

"بکواس بند کرو تم لوگ اپنی۔۔۔ میں ابھی اسی وقت یہاں سے جا رہی ہوں۔۔۔۔"

ہنی سختی سے کہتی ہوئی تیزی سے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔۔

ہادی نے روحاب کو اشارہ کیا جس پر روحاب نے آگے بڑھ کے ہنی کو پکڑ کر پوری قوت سے بیڈ پر پٹکا۔۔۔۔

"چلی جانا۔۔ چلی جانا باہر بھی۔۔۔ لیکن ابھی نہیں۔۔۔ ہمیں بہت کام ہے تم سے فلحال۔۔۔"

روحاب نے اسے آنکھ مارتے ہوئے خباثت سے کہا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔تم لوگ ایسا کچھ نہیں کرو گے پلیز۔۔۔۔"

ان کا ارادہ سمجھ کر وہ خوف کی کیفیت میں بولی۔۔۔

"ارے واہ۔۔۔مسز اشہب ہم سے ڈر رہی ہیں۔۔۔۔نو نو بے بی۔۔۔اتنے خطرناک کریمنل کی بیوی کو ڈر زیب نہیں دیتا۔۔۔کیوں ہادی۔۔۔۔"

روحاب نے کمینگی سے کہتے ہوئے ہادی کی تائید چاہی۔۔۔

بالکل بالکل۔۔۔۔!!!

ہنی ایک دم روتے ہوئے اُٹھی اور ہادی کے پیروں میں جا بیٹھی۔۔۔۔

"ہادی سر۔۔میں مانتی ہوں میں نے آپ کا دل دکھایا۔۔۔مگر خدایا واسطہ ہے آپ یہ ظلم ناں کریں۔۔۔میں چاہے جس کی بھی بیوی ہوں مگر ہوں ایک عورت۔۔۔اور عورت کے لیے اس کا سب سے بڑا سرمایہ اس کی عزت ہوتی ہے۔۔۔میں مانتی ہوں گھٹیا ہوں گری ہوئی ہوں سب کچھ ہوں۔۔۔مگر آپ کو خدا کا واسطہ ہے یہ مت کریں۔۔۔آپ چاہیں تو میں آپ کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔اگر جس سے کہیں گے اس کے سامنے آپ سے معافی مانگ لوں گی۔۔۔مگر پلیز۔۔۔یہ سب مت کریں۔۔۔میں نے ہمیشہ آپ کی عزت کی ہے۔۔۔آپ اس نام اور معزز پروفیشن کو مٹی میں مت ملائیں۔۔۔اپنی قدر مت گنوائیں میری نگاہوں میں۔۔۔۔"

ہادی کے پاؤں پکڑے وہ بے تحاشہ روتے ہوئے منتیں کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ محلوں میں نازوں سے پلی شہزادی آج کسی کے پیروں میں بیٹھی منتیں کر رہی تھی۔۔۔

"اومائی گاڈ۔۔۔ مسز اشہب۔۔۔ مجھ سے کون معافی مانگے گا۔۔۔"

اس نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا۔۔۔۔

روحاب نے اپنا پاؤں اس کے سامنے پھیلا دیا۔۔۔

میرا ابھی تو دل دکھایا ہے توں نے۔۔۔ میرے پاؤں نہیں پکڑے گی۔۔۔؟؟؟

ساتھ ہی ہادی اور روحاب کے قہقے بلند ہوئے تھے۔۔۔

ہنی نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔۔

چہرہ آنسوں سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

بمشکل کھڑے ہو کر وہ روحاب کی جانب آئی تھی۔۔۔

"کمون ڈارلنگ۔۔۔ معافی مانگو۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کے سامنے اپنے پاؤں کرنے لگا۔۔۔

تھو۔۔۔

ہنی نے اس کے منہ پر تھوکا تھا۔۔۔

"تم سے معافی مانگوں میں۔۔۔ تم سے۔۔۔ یو چیٹر۔۔۔ جو اپنے خاندان کی عزت کو بیچنے چلا تھا۔۔۔ تجھ جیسے گھٹیا انسان کے منہ پر تھوکتی ہوں میں۔۔۔ تم اس لائق ہو کہ تم سے معافی مانگی جائے۔۔۔ ارے شکر ہے کہ تمہاری کوئی بہن نہیں ہے۔۔ ورنہ تم تو اسے بھی بیچ ڈالتے۔۔۔۔"

وہ مدھم آواز میں غرائی تھی۔۔۔۔

یو بچ۔۔۔۔

روحاب نے شدید غصے کے عالم میں اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔

ہنی ہادی کے قدموں میں جا گری۔۔۔۔

"چچ چچ چچ۔۔۔۔ جو دل میں تھی آج قدموں میں ہے۔۔۔۔ کیوں مس ہنی۔۔۔ کیسا لگ رہا ہے میرے قدموں میں گر کر۔۔۔۔ تم جیسی عورتیں دل میں بسانے کے قابل نہیں ہوتیں۔۔۔۔ یہی ہم مردوں کے جوتے کی نوک پر اچھی لگتی ہو۔۔۔"

وہ اس کے پاس نیچے بیٹھتا ہوا طنزیہ لہجے میں بولا۔۔۔۔

ہنی نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

تھپڑ کی شدت سے اس کے ہونٹ پھٹ چکے تھے اور ان میں سے خون رس رہا تھا۔۔۔۔

"تمہارے اس پاؤں کو اشھب ایسے توڑے گا کہ پھر اُٹھنے کے قابل نہیں رہو گے۔۔۔۔"

ہادی نے حیرت سے اس چھوٹی سی لڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔

کس قدر بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھی وہ۔۔۔

"ابھی بھی وقت ہے۔۔۔مجھے جانے دو۔۔۔اشہب کو پتہ چل گیا ناں تو اتنے ٹکڑے کرے گا کہ لوگ گن بھی نہیں سکیں گے۔۔۔اور اگر میرے بھائی کو پتہ چل گیا ناں تو وہ تمہیں جان سے مار دے گا۔۔۔"

وہ دھمکی دے رہی تھی یا ڈرا رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکا۔۔۔

"اور ہاں میں تمہارے منہ پر تھوکنا بھول گئی۔۔۔الحمدوللہ تم بھی بہن کے رشتے سے آزاد ہو۔۔کیونکہ بہن والے ہی عورت کی عزت کی اہمیت جانتے ہیں۔۔۔"

اس کی باتیں ہادی کے دل میں لگی آگ کو مزید بھڑکا گئیں تھیں۔۔۔۔

ہادی نے اسے بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ اُٹھایا۔۔۔

ہنی کے خلق سے چیخ بر آمد ہوئی۔۔۔

ہادی نے کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے رخسار پر مارا۔۔۔

خاموش۔۔بالکل خاموش رہ۔۔۔!!!!

"اگر تم شرافت سے ہمارے ساتھ کاپریٹ کرتی ناں تو تمہارا یہ حشر ناں ہوتا۔۔۔مگر تمہیں تو بہت شوق ہے ناں اکڑ دیکھانے کا۔۔۔اب تم دیکھو تمہارا انجام کتنا برتر ہو گا۔۔۔"

ہنی نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے فرش پر پٹکا تھا۔۔۔۔

ہنی کمر کے بل سیدھی فرش پر گری تھی۔۔۔۔

ہادی نے آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھالا تھا۔۔۔۔

روحاب!!!۔۔۔۔

ہادی نے روحاب کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتا ہوا سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔۔۔
انجیکشن۔۔۔؟؟

روحاب کے ہاتھ میں انجیکشن دیکھتے ہی وہ خوف سے کانپ اُٹھی۔۔۔۔

وہ اب ہنی کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

"کیا کہا تھا اشعب نے۔۔۔ تم جان ہوناں اسکی۔۔۔۔ اب دیکھو میں اس کی جان کا کیا حال کرتا ہوں۔۔۔۔ میں تمہے اس کے قابل ہی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ تمہارا وہ حشر کروں گا کہ اس اشعب منہاج کی روح تک کانپ اُٹھے گی۔۔۔۔ اپنے تمام ملازمین کے سامنے اس نے مجھے بے عزت کیا تھاناں۔۔۔ اب دیکھو اس کی بے عزتی کا کیا خوب جواب دوں گا میں اسے۔۔۔"

وہ شیطانی مسکراہٹ اچھالتا ہوا انجیکشن ہنی کی جانب بڑھانے لگا۔۔۔۔

ہنی تیزی سے مچلنے لگی تھی۔۔۔۔

"ہادی تمہیں اللہ کا واسطہ ہے پلیز نہیں۔۔۔تمہیں اپنی امی کا واسطہ ہے مت کرو پلیز مت کرو۔۔۔۔"

ہادی نے اس کی بازو پر پاؤں رکھا تھا۔۔۔۔

ہنی کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔

دباؤ کی شدت یقیناً اس کے بازو کو سرخ کر گئی ہو گی۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اپنے بچاؤ کے لیے دوسرا ہاتھ استعمال کرتی روحاب نے اس کی دوسری بازو پر اپنے بھاری شوز رکھ کر اس کی کوشش ناکام بنادی تھی۔۔۔۔

وہ چیخ رہی تھی مگر یہاں اس کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

ہادی اور روحاب کو لاکھوں قسمیں دے ڈالیں تھیں۔۔۔ان کے منتیں ترلے کرتے کرتے اس کا گلا بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

مگر ان دونوں کو رحم نہیں آیا تھا۔۔۔۔

"اللہ میری مدد کریں پلیز۔۔۔۔"

روحاب نے اس کے بازو پر بے دردی سے انجیکشن لگا دیا تھا۔۔۔۔

یا اللہ۔۔۔!!!!

وہ پوری شدت سے چیخی تھی۔۔۔۔

"اشہب پلیز مجھے بچالو۔۔۔۔"

وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔۔۔۔البتہ حواس ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔۔

ہادی نے تعجب سے اس کے ہاتھ کی جانب دیکھ جہاں مہندی سے اشہب لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی جیب سے چاقو نکالا۔۔۔اور بے دردی سے وہاں کٹ لگانے لگا جہاں اشہب لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

درد کی شدت سے وہ مکمل طور پر بیہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔

آخری چہرہ جو اس کی نگاہوں میں گھوما تھا وہ اشہب کا تھا۔۔۔۔

پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔۔۔۔

اور اب شاید اللہ نے اس کی سن لی تھی۔۔۔۔

کھڑکی پر کسی نے کوئی بھاری چیز ماری تھی۔۔۔۔

کانچ ٹوٹ کر اندر کی جانب گر گئے تھے۔۔۔۔۔

کھڑکی سے چھلانگ کر پہلے اشہب نے اندر چھلانگ لگائی تھی۔۔۔اور اس کے پیچھے دھنک۔۔۔۔

ہنی۔۔۔!!!!

اس کی حالت دیکھ کر دھنک کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ اشہب نے ضبط سے مٹھیاں بھی نچی تھیں۔۔۔۔۔

ہادی اور روحاب نے خوفزدہ نظروں سے اشہب کی جانب دیکھا۔۔۔۔

اشہب نے اپنی جیکٹ اتار کر ہنی کے دوپٹے سے بے نیاز وجود پر ڈالی تھی۔۔۔۔

ہادی نے آگے بڑھ کر روحاب کو گریبان سے پکڑ کر پوری قوت سے اس کا سر دیوار سے دے مارا۔۔۔۔۔

دیوار پر لگی کیل روحاب کی پیشانی میں پیوسٹ ہو چکی تھی۔۔۔۔

دھنک سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔

اشہب اسے گھسیٹتے ہوئے ڈریسنگ کے قریب لے گیا۔۔۔۔

اور اس کا سر آئینے میں مارا تھا۔۔۔۔

کانچ اس کی آنکھوں میں گھس گیا تھا۔۔۔۔

روحاب تکلیف سے چلا اُٹھا۔۔۔۔

"کہا تھا ناں اشہب منہاج کی عزت پر مت ڈالنا بُری نظر۔۔۔۔ آنکھیں نکال دوں گا۔۔۔۔"

اب اشہب نے اس کو سامنے پڑے ٹیبل پر پھینکا تھا۔۔۔۔

کانچ ٹوٹ کر اس کے جسم میں پیوست ہو چکا تھا۔۔۔۔ تکلیف سے وہ دوہرا ہو رہا تھا۔۔۔۔

ہادی نے خوف سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

یہ شخص اپنی جنونیت میں اس کا بُرا حال کر دے گا فلحال بھاگنے میں ہی عافیت ہے۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتا ہوا کھڑکی تک گیا اور اسے پھلانگتا ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔

"اشھب بھائی ہادی بھاگ گیا۔۔۔"

ہنی کے چلانے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

مگر ہادی کو غائب پا کر وہ تیزی سے اس طرف بڑھا۔۔۔

مگر ہنی نے اس کا راستہ روک دیا۔۔۔۔

"اسے بعد میں پکڑیے گا پلیز ابھی ہنی کو یہاں سے لے چلتے ہیں اس کی حالت صحیح نہیں ہے۔۔۔"

دھنک کی بات سن کر وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔۔۔

جوش میں ہوش کھونا اس کی فطرت میں نہیں تھا۔۔۔

ان سب کو وہ بعد میں دیکھ سکتا تھا مگر ابھی سب سے اہم کام ہنی کو ہسپتال لے جانا تھا۔۔۔

وہ ہنی کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اسے احتیاط سے اپنی مضبوط پناہوں میں بھر لیا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر اس کا دل چاہا ہر چیز کو آگ لگا دے۔۔۔

جس لڑکی میں اس کی جان بستی تھی ان لوگوں نے اس کا کیا حال کیا تھا۔۔۔

وہ اشہب منہاج کی زندگی تھی۔۔۔۔

وہ اسے لے جا کر دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

جب روحاب ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں پستول تھی۔۔۔۔

"دھنک چلو جلدی یہاں سے۔۔۔۔"

اشہب روم سے باہر نکلتے ہوئے چلایا۔۔۔۔

"آپ جائیں بھائی جلدی سے ہنی کو ہسپتال لے کے جائیں میں آجاؤں گی پلیز۔۔۔"

دھنک کی نگاہ روحاب پر پڑ چکی تھی۔۔۔

جو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر نشانہ لگانے کے لیے آواز کو فالو کر رہا تھا۔۔۔۔

اشہب کو صحیح تو نہیں لگا دھنک کو یوں اکیلے چھوڑ کر جانا مگر ہنی کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

روحاب اشہب کی آواز کو فالو کرتا ہوا اس کے پیچھے جانے لگا مگر دھنک نے اس کی گن پکڑ لی تھی۔۔۔۔۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔۔۔۔ موت تو تمہاری میرے ہاتھوں ہو گی۔۔۔ گھٹیا انسان۔۔۔"

روحاب نے جھٹکے سے اسے دور کرنا چاہا۔۔۔۔

مگر اس کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔

اسی ہاتھاپائی میں ٹریگر دب گیا۔۔۔

اچانک گولی چلنے کی آواز سے ہوٹل کی انتظامیہ بھی الرٹ ہوگئی تھی۔۔۔

گولی روحاب کے سر میں لگی تھی۔۔۔ اور وہ زمین بوس ہو چکا تھا۔۔۔

مگر دھنک کی بدقسمتی یہ تھی کہ اسی وقت ہوٹل کی انتظامہ کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔

اور دھنک کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر کوئی بھی اندازلگا سکتا تھا کہ یہ خون اس نے کیا ہے۔۔۔

جبکہ دھنک حواس بے ساختہ سی روحاب کے خون میں لت پت وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کا ارادہ قتل کا نہیں تھا۔۔۔ وہ بس کسی بھی طرح اسے اشہب کے پیچھے جانے سے روکنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر حادثاتی طور پر ہی سہی۔۔۔ وہ روحاب سکندر کا قتل کر چکی تھی۔۔۔

ہوٹل کی انتظامیہ کی نظروں میں تو وہ کسی نا کسی طرح دھول جونک کر وہاں سے بھاگ نکلی تھی۔۔۔ مگر وہ جانتی تھی شافع مراد اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔

* *

حال۔۔۔

چار مہینے گزر چکے تھے۔۔۔۔

دھنک کے ڈیفینس کے لیے ابھی تک اسے کوئی ثبوت نہیں مل سکا تھا۔۔۔۔

اور جو ثبوت ملے تھے وہ دھنک کے خلاف تھے۔۔۔۔وہ چاہ پر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔

ایک طرف اس کی ماں تھی جس نے ہمیشہ روحاب کو اپنا بیٹا مانا تھا۔۔۔ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ روحاب کے قاتل کو اپنے انجام تک پہنچتا ہوا دیکھیں۔۔۔

کوئی شک نہیں کہ خود اسے بھی روحاب سگے بھائیوں کی طرح ہی عزیز تھا۔۔۔مگر یہاں بات اس کی محبت کی بھی تھی۔۔۔

وہ چاہتا تھا روحاب کے قاتل کو عبرت ناک سزا دے لیکن یہاں سزا کی حقدار دھنک رضا دی۔۔۔اس کے دل کا سکون۔۔۔

وہ دھنک کو سزا دینا چاہتا تھا مگر دل بے اختیار تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا دھنک کی روحاب سے کیا دشمنی تھی۔۔۔اس نے بہت کوشش کی یہ جاننے کی کہ آخر دھنک اس دن ہوٹل کے روم میں کر کیا رہی تھی۔۔۔؟؟

اس بارے میں وہ جتنا سوچتا اتنا ہی الجھ جاتا۔۔۔بلکہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ یہ کیس اس کی زندگی کا سب سے مشکل ترین کیس ثابت ہو رہا تھا۔۔۔

دھنک خطاوار تھی۔۔۔ ہر حال میں سزا اسے ملنی تھی۔۔۔ دھنک کے پاس اپنے بچاؤ کے لیے ناں کوئی ثبوت تھا ناں گواہ۔۔۔

اس نے دھنک کی زمانت تو کروا دی تھی لیکن کیس ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

اسے ہر حال میں دھنک کو بے گناہ ثابت کرنا تھا ورنہ اسے پھانسی ہو جاتی۔۔۔ مگر بالفرض اگر وہ دھنک کو بچا بھی لیتا تو اپنی ماں کو کیا جواب دیتا۔۔۔ اور قیامت کے دن جب اللہ اسے تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہونا تھا۔۔۔ تب وہ اللہ کے سامنے کیا کہتا کہ اس نے محبت کی خاطر ایک بے گناہ کو انصاف نہیں دلایا۔۔۔؟؟

فرض اور محبت کے درمیان چھڑی جنگ اسے کوئی بھی فیصلہ کرنے سے روک رہی تھی۔۔۔۔

اسی سلسلے میں آج اس نے دھنک کو ملنے بلایا تھا۔۔۔۔

اسی پارک میں جہاں سے ان کی محبت کی داستان شروع ہوئی تھی۔۔۔۔ کیونکہ اس پارک کے قریب ہی وہ ریسٹورینٹ تھا جہاں ان کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔۔۔۔

ہنی نے اپنی ہائر سٹڈیز کے لیے اسکالرشپ کے لیے اپلائے کیا ہوا تھا۔۔۔۔ یہ بات اس نے سب پوشیدہ رکھی کیونکہ وہ جانتی تھی مسز مراد اس کے ریسیپشن کی تیاریوں میں بزی ہیں اور وہ اسے کبھی جانے نہیں دیں گیں۔۔۔۔

یہاں تک کہ شافع کو بھی اس بات سے لاعلم رکھا تھا۔۔۔ صرف اشھب اس بات سے واقف تھا اور سب سے چھپ کر اس واقع سے ایک دن پہلے وہ اشھب کے ذریعے ہی ملک سے باہر کے لیے روانہ ہو گئی تھی۔۔۔ اچھا خاصا یہاں پڑھتے ہوئے اچھانک اس کے دماغ میں یہ باہر پڑھنے والی بات کیسے آئی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔ مگر خیر وہ کسی قسم کا احتجاج بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اشھب ہنی کا شوہر تھا اور جب وہ راضی تھا تو شافع کیسے انکار کرتا۔۔۔

ہاں البتہ اس نے یہ ضرور سوچا تھا کہ ہنی کی اچھی خاصی خبر لے گا وہ دو سال بعد جب وہ واپس آئے گی۔۔۔

مگر اب تو وہ خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ ہنی یہاں نہیں ہے۔۔۔ ورنہ اپنی دوست کا یہ روپ دیکھ کر اسے کس قدر دکھ ہوتا۔۔۔ آریڈی صنم نے اس کی عزت نفس کو مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

اگرچہ دھنک نے ہنی کے کہنے پر اس سے ملنا جلنا اور بات کرنا چھوڑ دیا تھا مگر آج وہ آخری دفعہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔

پھر نجانے کبھی وہ اس سے ملے یا ناں ملے۔۔۔ اس کی منموہنی صورت دل میں اتارنے کا موقع ملے یا ناں ملے۔۔۔

دھنک کو آئے پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔۔۔

وہ بینچ پر اس سے فاصلہ قائم کیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن ہمیشہ کے برعکس آج وہ بالکل خاموش تھی۔۔۔

ناں کوئی ضد کر رہی تھی ناں فرمائش۔۔۔بس سر جھکائے خاموش بیٹھی پارک میں کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

طویل خاموشی کا بڑھتا ہوا سلسلہ محسوس کرتے ہوئے شافع نے خود ہی اس سکوت کو توڑنا چاہا۔۔۔۔

دھنک کو متوجہ کرنی کی غرض سے وہ ہلکا سا کھنکارا۔۔۔۔

دھنک جانتی تھی وہ اسے متوجہ کر رہا ہے مگر جانتے ہوئے بھی انجان بن گئی۔۔۔۔

کچھ کہو گی نہیں۔۔۔؟؟

اس نے دھیمی آواز میں استفسار کیا۔۔۔۔

دھنک کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ در آئی۔۔۔

"تم جو سننا چاہتے ہو وہ ناں ہی کہا جائے تو بہتر ہے۔۔۔۔"

دھنک نے اس کے برعکس قدرے بلند آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

شافع کیا کہتا محض گہری سانس لے کر رہ گیا۔۔۔۔

کچھ دیر دونوں کے درمیان پھر سے گہرا سکوت چھا گیا۔۔۔۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد دھنک چہرہ گھما کر شافع کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔۔

اب کی دفعہ اس سکوت کو دھنک نے توڑا تھا۔۔۔۔

تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا تھا۔۔۔؟؟

وہ تنگ آچکی تھی اس گہری خاموشی سے۔۔۔شافع کے سامنے وہ اپنا ضبط کھوناں دے اس لیے سید ھا مدعے پر آئی۔۔۔

"کیا فائدہ جو میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ تو تم بتانا ہی نہیں چاہتی ناں۔۔۔"

شافع نے زرا سے فاصلے پر زمین پر پڑی بچوں کی گیند دوران کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھ سے ایسی کوئی امید مت رکھنا شافع میں خود سے کیے گئے وعدے نہیں توڑا کرتی۔۔۔"

وہ انگلی اُٹھا کر سخت لہجے میں اسے وارن کرتے ہوئے بولی۔۔۔

شافع سے اب ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا یا یوں کہا جائے کہ اس کے صبر کا پیمانہ لبیز ہو چکا تھا۔۔۔

"تو کیا چاہتی ہو تم ہاں۔۔۔دن تیزی سے گزر رہے ہیں ہمارے پاس وقت بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔کیوں میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو یار۔۔۔"

وہ ایک دم چیخا تھا۔۔۔

جواباوہ خاموش رہی تھی۔۔۔۔

ادھر دیکھو میری طرف دھنک۔۔۔نظریں مت چُراؤ۔۔۔اگر تم اس لیے ناراض ہو کہ میں نے تمہے گرفتار کیا تو پلیز مت کرو ایسا۔۔۔میں اس دن وہاں روحاب کے لیے۔۔۔۔۔!!!!!

اس کی بات ادھوری رہ گئی جب دھنک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔۔۔

"کوئی بھی وضاحت یا صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے شافع۔۔۔ اگر ہمارا رشتہ اتنا کمزور ہوتا کہ کسی دلیل یا وضاحت کا محتاج ہو تو سب سے پہلے میں تمہارے گلے شکوے اور بدگمانیاں دور کرتی۔۔۔"

"تم اس دن مجھے روحاب کے قتل کے جرم میں گرفتار کرنے نہیں بلکہ میری شادی روکنے آئے تھے۔۔۔"

شافع نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

اگر وہ سب جانتی تھی تو ناراضگی کیسی۔۔۔؟؟

دھنک شاید اس کے انداز میں چھپے سوالات کو بھانپ گئی تھی اسی لیے "اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ بلکہ میں تم سے ناراض ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔ لیکن اسے تم میری مجبوری سمجھو یا ضد۔۔ میں تمہے حقیقت نہیں بتا سکتی۔۔۔ میں بے بس ہوں اس معاملے میں۔۔۔"

دھنک نے قطعی لہجے میں اپنی بات مکمل کی۔۔۔۔

"تو کیا چاہتی ہو تم۔۔۔ دن نکلتے چلے جائیں اور تمہے سزائے موت ہو گئی تو۔۔۔ کیسے جیوں گا میں یار تمہارے بغیر۔۔۔ ایک دفعہ تو میرے بارے میں سوچ لو میرا کیا قصور ہے۔۔۔ مجھے کیوں سزا دے رہی ہو تم۔۔۔ آخر کیوں نہیں بتا دیتی سب میں بچا لوں گا تمہے کسی ناں کسی طرح۔۔۔"

آنسو اس کے چہرے کو تر کر چکے تھے۔۔۔

وہ شدید بے بسی کے عالم میں زندگی کے مشکل ترین پر کھڑا اس کی منتیں کر رہا تھا۔۔۔

وہ بھی تو ضبط کی انتہا پر تھی۔۔۔کیسے سچ بتا کر اسے اسی کی نظروں میں گرا دیتی۔۔۔کیسے بتا دیتی اسے کہ اس کی بہن کس حالت میں ملی تھی اسے۔۔۔

اس نے سختی سے آنکھوں میں آئی نمی کو واپس دھکیلا۔۔۔

"یہ امتحان تمہیے اکیلے ہی پاس کرنا ہو گا شافع۔۔۔ایم سوری میں اس میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔۔۔"

بظاہر خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا اس نے۔۔۔۔

شافع نے ایک جھٹکے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔۔۔

"تو پھر سن بھی یہ سن لو دھنک رضا۔۔۔شافع مراد کی محبت اور عزت ہو تم۔۔۔اور کسی صورت میں تمہارے کردار پر انگلی نہیں اُٹھنے دوں گا۔۔۔تمہیے بچانے کے لیے میں ہر حد سے گزر جاؤں گا۔۔۔مگر یاد رکھنا تم شافع مراد کی تھی اور ہمیشہ رہو گی سمجھی۔۔۔"

ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کرتا ہوا وہ چٹانوں سے سخت لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

مگر دو قدم ہی آگے جا کر دھنک کی آواز نے اسے روک لیا تھا۔۔۔بلکہ یوں کہنا ہوں گا کہ اس کے قدموں کو جکڑ لیا تھا۔۔۔جو وہ آگے بڑھنے سے انکاری تھے۔۔۔

"میری خاموشی کو محسوس کرو شافع۔۔۔تمہیں تمہارے تمام سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔۔۔"

"اور اگر نہیں محسوس کر سکتے تو پھر یہ جنگ تمہیں تنہا ہی لڑھنی ہوگی۔۔۔جانتی ہوں ہر سفر میں ساتھ چلنے کی قسم کھائی تھی میں نے مگر یہ سفر تمہیں اکیلے ہی طے کرنا ہوگا۔۔۔"

شافع نے سرعت سے پلٹ کر بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔۔۔

بہت محبت کرتے ہو ناں تم مجھ سے۔۔۔؟؟

وصل کے لیے ہر جنگ لڑھ سکتے ہو۔۔۔!!!

"تو لڑھو یہ جنگ بھی کیونکہ اگر تم اس آزمائش سے گزر گئے۔۔۔اس امتحان کو پاس کر جاؤ گے تو سمجھ لینا دھنک رضا تمہاری ہوگئ۔۔۔اس سفر کی منزل میں ہوں۔۔۔اگر تم جیت گئے تب آنا یہی۔۔اسی مقام پر۔۔۔میں تمہیں یہی کھڑی ملوں گی تمہارے انتظار میں۔۔۔"

اپنی بات مکمل کر کے وہ خاموش ہوگئ۔۔۔

شافع دھیرے سے ہنس دیا اور ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

اپنے قول سے پیچھے تو نہیں ہٹو گی ناں۔۔۔؟؟

شافع کے سوال پر اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔

"تم چاہو تو مجھے سچ بتا کر بڑی آسانی سے اس آزمائش سے نکل سکتی ہو۔۔۔ لیکن تم چاہتی ہو کہ میں اس جنگ کو تمہارے لیے لڑھوں اور فتح بھی کروں۔۔۔ یوں کہو ناں مائی ڈیئر فیوچر وائف میرے عشق کی انتہا چاہتی ہو تم۔۔۔"

وہ بتا رہا تھا یا طنز کر رہا تھا وہ سمجھ نہیں سکی۔۔۔

ہلکا سا تبسم لبوں کو چھو گیا۔۔۔۔

"عشق کی کوئی انتہا نہیں۔۔۔"

اپنا بیگ اُٹھا کر وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

اور وہ دیر تک اس کی پشت کو منتظر نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔۔

لیکن آج وہ ہمیشہ کی طرح رکی نہیں تھی۔۔۔۔

****

وہ ٹیرس پر کھڑا مسلسل سگریٹ پھونکنے میں مشغول تھا۔۔۔۔

گرل کو سختی سے اپنے دوسرے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں لیے وہ نجانے کن سوچوں میں گم تھا۔۔۔

چار مہینے گزر گئے تھے اس واقع کو۔۔۔ سب کچھ پوری طرح سے نا صحیح لیکن کچھ حد تک ٹھیک ہو ہی چکا تھا۔۔۔۔

شروع دنوں میں ہنی کی حالت بے حد تشویشناک تھی۔۔۔وہ نیم بیہوشی کی حالت میں چیختی رہتی۔۔۔جب بھی ہوش آتا چیخ چیخ کر پورا گھر سر پر اُٹھا لیتی۔۔۔۔دو منٹ بھی وہ ہنی کے قریب ناں ہو تو وہ رو رو کر اپنا حشر بگاڑ لیتی تھی۔۔۔۔

اس واقعے کو کسی صورت وہ بھول نہیں پا رہی تھی۔۔۔ہادی کا خوف اس کے دل میں اس قدر گھر کر چکا تھا کہ وہ رات کو لائٹ آن کر کے سوتی تھی۔۔۔۔

اپنی غیر موجودگی میں اشہب ملازمہ کو اس کا خیال رکھنے کی تلقین کر کے اس کے پاس بیٹھا دیتا۔۔۔۔

ناں وہ ٹھیک سے سوتی تھی ناں کچھ کھاتی تھی۔۔۔اشہب کو اس کے ساتھ کھانے کے معاملے میں سختی کرنی پڑتی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے پاس ہی سلاتا تھا اور وقفے وقفے سے اُٹھ کر یہ تسلی کر لیتا کہ وہ سو رہی ہے یا نہیں۔۔۔۔

اشہب منہاج ہی جانتا تھا کہ اس سارے عرصے میں اس نے اپنی جان سے پیاری بیوی کو وہ اس حالت میں کیسے دیکھتا تھا۔۔۔۔

اب اس کی حالت میں تھوڑا سدھار آیا تھا مگر احتیاط اسے اب بھی بہت کرنی پڑتی تھی۔۔۔۔

اس کی سوچوں کے سلسلے کو شفیق کی آواز نے توڑا تھا جو نجانے کب سے یہاں کھڑا اپنے صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"سر! ہمارے آدمیوں نے ہر جگہ تلاش کیا ہے مگر ہادی کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔۔۔مجھے لگتا ہے وہ ملک چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔۔۔"

شفیق مودب انداز میں کھڑے ہو کر اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔۔۔

اس کی گرفت مزید مضبوط ہوئی تھی گرل پر۔۔۔

"وہ یہی ہے۔۔۔ کہی نہیں گیا وہ۔۔۔ یہاں سے فرار ہونے کے بعد یقیناً اس نے کہیں پناہ لی ہے۔۔۔ اگر پاسپورٹ لینے کے لیے گھر جاتا تو یقیناً پکڑا جاتا۔۔۔ اسے ڈھونڈو۔۔۔ نہیں مل رہا تو ایسے حالات پیدا کر دو گے اسے خود سامنے آنا پڑے۔۔۔ کہی سے بھی ڈھونڈ کے لاؤ اسے۔۔۔ مجھے بھی زندہ چاہیے۔۔۔"

اشہب نے سخت لہجے میں اسے تاکید کی تھی۔۔۔

شفیق نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"سر وہ میں نے شہر کے سب سے بڑے وکیل کو ہائر کیا ہے۔۔۔ کل آپ سے ملوا دوں گا۔۔۔ مگر اسے کیس کی تفصیلات سے بھی تو آگاہ کرنا ہے۔۔۔ اور سر جب تک آپ بتائیں گے نہیں کہ بات آگے کیسے بڑھے گی۔۔۔"

شفیق نے خوفزدہ لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

اصل میں وہ پوچھنا یہ چاہتا تھا کہ اشہب نے وکیل کو کس سلسلے میں ہائر کیا ہے۔۔۔؟؟

"اسے مختصر دھنک کے بارے میں بتاؤ۔۔۔اور اسے کہو کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے بس دھنک کو سزا نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔"

سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے اس نے حکمیہ لہجے میں کہا۔۔۔۔

کیوں سر کیا وہ پولیس آفیسر شافع مراد اسے نہیں بچائیں گے۔۔۔۔؟؟

بے ساختہ شفیق کی زبان سے پھسل گیا تھا۔۔۔

اشہب رک گیا۔۔۔۔

جبکہ شفیق کی دھڑکنیں تیز ہو گئی تھیں۔۔۔۔اپنی غلطی کا احساس اسے اب ہو رہا تھا۔۔۔۔

"کوئی اسے بچائے یا ناں بچائے۔۔۔۔اس کی وجہ سے میری بیوی کی عزت محفوظ ہے۔۔۔اس دن اگر وہ مجھے ناں بتاتی تو شاید بہت دیر ہو جاتی۔۔۔ہر حال میں مجھے دھنک چاہیے۔۔۔۔"

اشہب کی بات سن کر وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔۔۔۔

"اور ہاں۔۔غیر ضروری سوالات سے اجتناب کیا کرو۔۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔۔"

شفیق تابعداری سے سر ہلا کر فوراً وہاں سے چلا گیا۔۔۔مبادا وہ سارا غصہ اسی پر ناں اُتار دیں۔۔۔

شفیق کے جانے کے بعد وہ دوبارہ اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔

)ایک دفعہ مل جاؤ ہادی تم مجھے ایسی دردناک موت دوں گا کہ دوبارہ کوئی انسان میری بیوی کی طرف دیکھنے سے بھی گھبرائے گا(

سیگریٹ کا کش لگاتے ہوئے اس نے سوچا۔۔۔

پیشانی پر پڑے بل، غصیلے نقوش، آنکھوں میں شولے بھڑک رہے دے۔۔۔ جیسے وہ سب کچھ تہس نہس کر دے گا۔۔۔

تبھی ایک مانوس سالمس اسے اپنے کندھے پر محسوس ہوا۔۔۔

بغیر پلٹے بھی وہ جانتا تھا کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔

چہرے کے نقوش ایک دم ڈھیلے پڑے تھے۔۔۔ پیشانی پر موجود بل بھی غائب تھے۔۔۔ دو منٹ میں اس کا غصہ ہوا ہو گیا تھا ایسے جیسے تھا ہی نہیں۔۔۔

ہنی نے آہستہ سے اس کے گرد نازک بانہوں کا حصار باندھا اور آہستہ سے سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔۔۔ دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی تھی۔۔۔

ایک ہاتھ سے اس نے ہنی کا بازو ہٹایا اور بڑی احتیاط سے اپنے مقابل کھڑا کر دیا۔۔۔

ہنی اس کے منہ میں سگریٹ دیکھ کر بُرے بُرے منہ بناتی ہوئی اس کے منہ سے سگریٹ نکالنے لگی۔۔۔

لیکن اشہب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

ہاتھ جل جائے گا۔۔۔!!

اسے آنکھوں سے وارن کرتا ہوا وہ سرعت سے دوسرے ہاتھ سے سگریٹ نکال کر نیچے پھینک چکا تھا۔۔۔

اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی دو منٹ کی دیر کیے بغیر وہ ہنی کو اپنی باہوں کے حصار میں سمیٹ چکا

تھا۔۔۔

ہنی کا چہرہ پوری طرح سے اس کے کشادہ سینے میں چھپ گیا تھا۔۔۔

اشھب نے اسے خود میں بھینچے زرا سا جھک کر اس کے سر پر پیار کیا۔۔۔۔

اس کے دلکش وجود سے اُٹھتی ہوئی خوشبو ہمیشہ کی طرح اسے ہنی کی جانب کھینچ رہی تھی۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ہنی نے سر اٹھالیا۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟

اشھب نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

تم آج میرے پاس کیوں نہیں آئے۔۔۔؟؟

ہنی نے چہرہ اس کے مزید قریب لے جاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"سوری جان کچھ ضروری کام کر رہا تھا اس لیے نہیں آسکا۔۔۔ مگر اب میں فری ہوں۔۔۔"

اس نے ناراضگی سے منہ بسورا۔۔۔

آہستہ سے ہاتھ اس کے گال پر رکھ کر اس کا گال سہلانے لگی۔۔۔

تم نے کلین شیو کیوں کروالی۔۔۔؟؟

وہ جواب دینے کی بجائے اس کا ہاتھ ہٹا کر اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔۔۔

پسند نہیں آئی۔۔۔؟؟

مسکراہٹ دبا کر شرارتی لہجے میں پوچھا گیا۔۔۔

"چھلے ہوئے آلو لگتے ہو۔۔۔"

اشہب کا قہقہہ بلند ہوا تھا اس کا جواب سن کر۔۔۔

دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کرتے ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے اس کو اپنے قریب کھینچا۔۔۔

"کوئی بات نہیں کچھ دن اس چھلے ہوئی آلو سے کام چلالو۔۔۔"

آنچ دیتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔

البتہ موڈ کافی خوشگوار ہو گیا تھا اس کے آجانے سے۔۔۔۔

اس میں ہنی میں ویسے ہی بات چیت ہوتی تھی فرق بس اتنا تھا کہ وہ کوئی بھی ایسی کرنے سے پرہیز کرتا جو ہنی کو ہرٹ کرے یا اس کا موڈ خراب ہو۔۔۔ کیونکہ وہ بات بات پر رونے لگتی تھی۔۔۔ چڑچڑی سی ہو گئی

تھی۔۔۔یاں یوں کہا جائے کہ اشہب کی محبت نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔اب وہ پہلے سے زیادہ نک چڑھی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تم نے نئی گاڑی لی ہے۔۔۔؟؟

چہرہ گھما کر نیچے دیکھتے ہوئے وہ بڑی مہارت سے بات بدل چکی تھی۔۔۔۔

"تم اسے چھوڑو اپنے ہینڈسم شوہر پر فوکس کرو۔۔۔"

وہ اس کی حرکتوں سے لاعلم نہیں تھا اس لیے بغیر اس کی باتوں میں آئے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔۔

ہنی کی آنکھوں میں شرارت ناچنے لگی۔۔۔۔

جبکہ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے زرا آگے ہو کر اشہب کے گال پر لب رکھ دیئے۔۔۔جہاں کچھ دیر پہلے اس نے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

اشہب سرشاری سے مسکرا دیا۔۔۔۔

لیکن یہ کیا ہنی نے ایک پل کی تاخیر کیے بغیر اس کے گال پر دانت گھاڑ دیئے۔۔۔۔

وہ درد سے کراہ اُٹھا۔۔۔۔

جبکہ ہنی اپنی کارستانی پر کھلکھلا کر ہنسنے لگی تھی۔۔۔

"تم دن بادن زیادہ شرارتی نہیں ہوتی جا رہی۔۔۔"

اسے مصنوعی گھوری سے نوازتا ہوا اشہب نے کہا۔۔۔

جبکہ اس نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

اشہب نے ایک جھٹکے سے اس اپنی مضبوط پناہوں میں بھرا اور اندر جانے لگا۔۔۔

"تم مجھے اندر کیوں لے کے جا رہے ہو باہر موسم اچھا ہے۔۔۔"

وہ احتجاج کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جبکہ اشہب پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ اندر بڑھنے لگا۔۔۔

"باہر ٹھنڈ ہے جانم اور میں تمہے بیمار کرنے کے قطعی موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔"

سنجیدگی سے کہتا ہوا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

"لیکن میرا دم گھٹتا ہے اندر۔۔۔"

وہ پھر سے باہر جانے کے پر تولنے لگی۔۔۔

"بے فکر رہو میں تمہے مصنوعی سانس دیتا رہوں گا۔۔۔"

ایک ٹانگ سے روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔

ہنی نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔۔

وہ اتنی سیریس بات تھی نہیں جتنی سنجیدگی سے وہ کہہ گیا تھا۔۔۔

"جہنم میں جاؤ تم۔۔۔"

شدید غصے کے عالم میں وہ اپنا تکیہ کلام اسے بھی سنانے لگی۔۔۔۔

ٹانگ کی مدد سے دروازہ بند کرتا ہوا وہ آگے بڑھنے لگا۔۔۔۔

"کیوں نہیں اشبھی کی جان۔۔۔ جہنم میں بھی چلے چلے گے لیکن ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔۔"

وہ ہنی کو بیڈ پر لیٹاتا ہوا کہنے لگا۔۔۔۔

ہنی نے ہاتھوں کی مدد سے پھر سے اُٹھنا چاہا مگر اشھب نے سختی سے وارن کرتے ہوئے اسے واپس بیڈ پر لیٹا دیا۔۔۔۔

"اشبی میرا دل گھبرا رہا ہے مجھے باہر جانا ہے۔۔۔۔"

وہ اس کے ارادے بھانپتی ہوئی مزحمت کرنے لگی۔۔۔۔

مگر وہ اس کے کسی احتجاج کا نوٹس لیے بغیر اس پر جھک گیا تھا۔۔۔۔

ہنی میں اس کی جسارتیں برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی اس لیے چپ چاپ آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

****

وہ گھر واپس آیا تو معمول کے برعکس گہری خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔۔۔۔

عموماً تمام ملازم ادھر اُدھر ہی کام کاج میں مصروف ہوتے تھے۔۔۔۔

لیکن آج اسے کوئی ملازم دیکھائی ناں دیا۔۔۔ یہاں تک کہ جب وہ لاؤنج میں داخل ہوا تب بھی کوئی ملازم ناں دیکھا۔۔۔۔

مسز مراد لاؤنج میں ٹہل رہی تھیں۔۔۔۔

انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

اسلام علیکم ممی۔۔۔

اس کی آواز سن کر وہ رُک گئیں۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔

نجانے کیوں شافع کو ان کے انداز سے اجنبیت محسوس ہوئی۔۔۔

اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا مگر وہ محض اپنا وہم سمجھ کر اپنے ذہن میں اٹھنے والے خدشات کو جھٹکتا رہا۔۔۔

سر جھٹک کو وہ فریش ہونے کی غرض سے اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

رکو شافع۔۔۔!!!

مسز مراد کی آواز نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

روز مرہ کی طرح آج ان کے لہجے سے ناں محبت جھلک رہی تھی ناں انداز سے ممتا۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھیں۔۔۔۔

شافع کو تشویش نے آگھیرا۔۔۔ان کا ایسا کھینچا کھینچا سا انداز پہلے تو ناں تھا۔۔۔

"ممی پلیز۔۔۔میں بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔ صبح بات کریں گے انشاء اللہ۔۔۔۔"

وہ تھکا ہارا پھر سے اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

"دھنک کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے۔۔۔"

ایک جھٹکے سے پلٹا تھا وہ مسز مراد کی بات سن کر۔۔۔۔

ایک لمحے کے لیے اسے اپنی سماعت پر شک ہوا۔۔۔۔

وہی لڑکی دھنک جس نے روحاب کا قتل کیا ہے۔۔۔اسکا کیا تعلق ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟؟

مسز مراد نے اسے الجھن میں دیکھ کر پھر سے اپنی بات دہرائی۔۔۔۔

ایک پل کے لیے وہ ششدر رہ گیا۔۔۔

بے یقینی کے عالم میں مسز مراد کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

محبت کرتے ہو تم اس سے۔۔۔؟؟

اب کی دفعہ مسز مراد کے استفسار کرنے پر وہ ہوش میں آیا۔۔۔

اسے احساس ہوا کہ واقع کی اس کی غیر موجودگی میں کچھ غلط ہوا ہے۔۔۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھا ممی کو بھلا کیسے معلوم ہو سکتا ہے دھنک کے بارے میں۔۔۔؟؟

ممی آپ سے کس نے کہا یہ سب۔۔۔؟؟

وہ قدم با قدم چلتا ہوا مسز مراد کے مقابل جا کھڑا ہوا۔۔۔۔

:ماں ہوں میں تمہاری شافع۔۔۔ تمہارے ہر انداز ہر حرکت سے جان سکتی ہوں تمہارے دل کا حال۔۔۔ بہت پہلے سے شک ہو گیا تھا مجھے۔۔۔ جب دھنک کے نام پر تم پریشان ہو جاتے تھے۔۔۔ جب بھی سزائے موت کا نام لیا تمہارے چہرے پر ایک اذیت دیکھی میں نے ایک درد دیکھا۔۔۔"

"اپنے شک کی تصدیق کے لیے میں نے تمہارے دوست مائل کو بلایا تھا آج۔۔۔ اور اس نے مجھے میری توقعات کے عین مطابق جوابات دیئے۔۔۔"

وہ دم سادھے انہیں سن رہا تھا۔۔ مائل ایسے سب کچھ اگل دے گا اس نے سوچا تک ناں تھا۔۔ اس کے خیال سے تو مسز مراد لاعلم ہی تھیں۔۔ خیر کبھی ناں کبھی انہیں پتہ تو چلنا ہی تھا ناں۔۔۔

تم دھنک کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہو رائٹ۔۔۔؟؟

اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تھی مائل نے ہر راز پر سے پردہ اُٹھا دیا تھا۔۔۔

یا شاید اس نے دوستی کا حق ادا کر دیا تھا۔۔ وہ سب جو وہ کہنے سے ڈرتا تھا وہ کہہ گیا تھا۔۔۔

"میں اسے بچانے کے لیے ہر حد سے گزر جاؤں گا۔۔۔"

جواباوہ بھی سنجیدگی سے انہیں ان کے سوالات کے جواب دینے لگا۔۔۔

لیکن تمہے ثبوت نہیں مل رہے۔۔۔ناں ہی کوئی گواہ جو اس کے حق میں گواہی دے سکے۔۔۔؟؟

ان کے اگلے سوال پر وہ گہری سانس لے کر سر اثبات میں ہلانے لگا۔۔۔۔

"ویل مجھے تو لگا تھا میرا بیٹا کسی بے حد خوبصورت اور پاکیزہ لڑکی کو بیاہ کے لائے گا۔۔۔لیکن یہاں تو سارا قصہ ہی الٹ ہو گیا۔۔۔تم ایک ایسی لڑکی سے محبت کرتے ہو جو قاتل تو ہے ہی مگر اس کے کردار کی بھی گواہی نہیں دے سکتے۔۔۔ تبھی پتہ نہیں لگا پا رہے ناں کہ اس دن وہ ہوٹل روم میں روحاب کے ساتھ کیا کر رہی تھی۔۔۔"

اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے بتانا پسند کرو گے۔۔۔؟؟

انہوں نے تلخی سے سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔

"سوری مام۔۔۔لیکن میں اس کی کردار کی گواہی سب کو نہیں دے سکتا۔۔۔اس کا کردار کیسا ہے یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔ایک مرد ہی ایک عورت کے کردار کی تصدیق کر سکتا ہے خاص کر وہ مرد جس سے وہ محبت کرتی ہو۔۔۔"

"اور ایک ایسی لڑکی جو آپ کی بیٹی سے خود سے بڑھ کر محبت کرتی ہے۔۔۔ جس نے آپ کی بیٹی کو ہمیشہ ہر مشکل میں سمبھالا کبھی اس کے قدم لڑکھڑانے نہیں دیئے۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ ایسی لڑکی کی گواہی دینا ضروری ہے آپ کو۔۔۔۔"

مسز مراد نے تعجب سے اپنے بیٹے کی جانب دیکھا۔۔۔۔ اس کے پُر اعتماد لہجے پر وہ خود بھی حیران رہ گئیں۔۔۔ اتنا تو وہ جانتی تھیں شافع خود ایک پولیس آفیسر ہے اسے لوگوں کی پہچان ہے۔۔۔ اور وہ اپنے لیے کسی منفرد سی لڑکی کا انتخاب کرے گا۔۔۔ مگر اس لڑکی کا تو انہوں نے سوچا بھی ناں تھا کہ وہ اتنے یقین سے اس کے کردار کی گواہی دے گا۔۔۔۔ انہیں لگا وہ شرمندہ ہو گا۔۔۔۔

ان سب کا یقین تم مجھے دلا بھی دو تو کورٹ میں سب کو کیسے دلاؤ گے ہاں۔۔۔؟؟

وہ شاید آج ہر سوال کا جواب پا کر ہر راز سے پردہ اُٹھا کر اپنے دل کی تسلی چاہتی تھیں۔۔۔۔

"پہلے میں سچ کا پتہ لگا لوں۔۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ دھنک بے گناہ ہے۔۔۔ اور اگر مجھے پتہ چلا کہ دھنک قصوروار ہے تو میں وہی کروں جو انصاف کے لحاظ سے مجھے کرنا چاہیے۔۔۔۔"

وہ قطعی لہجے میں کہنے لگا۔۔۔۔

مسز مراد نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

"تم تو کہہ رہے تھے ثابت ہو چکا ہے۔۔۔ موقع واردات پر دھنک وہاں موجود تھی اور گولی بھی اسی نے چلائی تھی۔۔۔"

انہوں نے الجھن بھرے انداز میں کہا تو شافع نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"بالکل ممی لیکن اس ہوٹل روم سے ہمیں ملا ہے ایک دوپٹہ۔۔۔ جو کہ دھنک کا نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ ہوٹل مینجر کے مطابق جس وقت وہ وہاں پہنچے۔۔۔ دھنک کے سر پر حجاب تھا اور تن پر ایک چادر۔۔۔ اس کے علاوہ وہ باہر جاتے وقت دوپٹہ نہیں کرتی یہ بات میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔ اور روحاب کو لگی گولی تو دھنک نے ہی چلائی ہے لیکن اس سے پہلے روحاب کو کسی نے بُری طرح سے پیٹا ہے۔۔۔ دھنک تو ایسے اتنی بے دردی سے اسے مار نہیں سکتی۔۔۔"

اب ساکت ہونے کی باری مسز مراد کی تھی۔۔۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھیں کہ آخر روحاب کے ساتھ کسی کی کیا دشمنی ہو سکتی ہے بھلا۔۔۔ بہر حال شافع اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا۔۔۔

"اسے خون سے ڈر لگتا ہے یونی میں ایک دفعہ دو لوگوں کے درمیان شدید جھگڑا ہوا تھا جس کے نتیجے میں وہ خون حرابہ دیکھ کر بیہوش ہو گئی تھی۔۔۔ دوسرا روحاب کے جسم پر موجود فنگر پرنٹس دھنک کے نہیں ہیں۔۔۔ یعنی اسے کسی اور نے مارا تھا۔۔۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں دھنک اور روحاب کے علاوہ ایک لڑکا اور لڑکی بھی تھے۔۔۔

ان سب کے علاوہ مجھے وہاں ایک انجیکشن ملا تھا۔۔۔ جس میں ڈرگز تھا۔۔۔یعنی یہ کیس کہی ناں کہی ڈرگز سے ریلیٹڈ ہے۔۔۔"

وہ خاموش ہوا تو مسز مراد نے ایک طویل سانس فضا میں خارج کی۔۔۔۔

وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو گئیں جب کے شافع ان کے جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگر تمہاری دھنک بے قصور ہوئی۔۔۔ تو میں اسے بہو تسلیم کر لوں گی۔۔۔ کیونکہ وہ نا صرف میرے بیٹے کی پسند ہے بلکہ میری بیٹی کی بھی جان بستی ہے اس میں۔۔۔۔ اور اب مائل بھی کافی تعریفیں کر رہا تھا اس کی۔۔۔ کہتا ہے دھنک ایسا کرنا تو دور سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔ لیکن پہلے تمہے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ اصل مجرم کون ہے۔۔۔۔"

مسز مراد نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے آخر میں حکمیہ لہجے میں اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔

شافع نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے میں آرام کی غرض سے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ مسز مراد ایک نئی سوچ میں گم ہو چکی تھیں۔۔۔ کئی حدشات ذہن میں جنم لے رہے تھے۔۔۔۔۔ مگر اس وقت وہ فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھیں۔۔۔۔

****

صبح کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا تب سورج کی شعائیں کھڑکی کے ذریعے کمرے میں داخل ہونے لگیں۔۔۔۔

اس کے چہرے پر روشنی پڑی تو وہ جو گہری نیند میں تھا آنکھیں کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

آنکھیں کھول کر اس نے موندیں موندیں آنکھوں سے کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔

حواس کچھ بحال ہوئے تو رات کا منظر کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلنے لگا۔۔۔

ایک خوبصورت مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر گئی تھی۔۔۔

اس نے نگاہوں کا زاویہ بدل کر دیکھا تو وہ گہری نیند میں اس کے کشادہ سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔ سورج کی روشنی کے باعث وہ نیند میں کسمارہی تھی۔۔۔

اشہب نے اس کے بے چینی محسوس کی تو نیند خراب ہونے کا سوچ کر اس کی جانب کروٹ لے لی۔۔۔

آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اس کے لمبے سلکی بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔۔۔

ساتھ ہی کبھی کبھی اس کی گھنی پلکوں کو بھی انگلی کی مدد چھولیتا۔۔۔

جبھی اس کے فون پر کسی کی کال آنے لگی لگا۔۔۔

فون چونکہ سائلنٹ پر نہیں تھا اس لیے اس کی آواز پورے کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔

"اشبی اس کو بند کرو ورنہ میں نے توڑ دینا ہے۔۔۔"

نیند سے خمار آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔۔۔

وہ بے زاری سے کہہ کر واپس اس کی آغوش میں نیند کی وادیوں میں کھو گئی تھی۔۔۔

اشہب نے فون دیکھا تو سکرین پر شفیق کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔

اتنی صبح صبح شفیق کا فون۔۔۔!!!

وہ تشویش سے سوچتا ہوا کال اٹینڈ کرنے لگا۔۔۔

ہیلو۔۔۔!!!

"سر ہادی پتہ چل گیا ہے۔۔۔ اپنے دوست کے گھر چھپا ہوا تھا ہم نے ڈھونڈ نکالا۔۔۔"

اس کے ہیلو کہتے ہی شفیق نے بڑے خوشگوار لہجے میں فوراً اطلاع دی۔۔۔

اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔۔

"اسے گودام میں لے جاؤ خاطر خدمت کرو اس کی میں آرہا ہوں کچھ دیر میں۔۔۔"

سنجیدگی سے کہہ کر اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

تو آخر وہ وقت آ ہی گیا جس کا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔۔۔ اور یہ تو اب اشہب منہاج ہی جانتا تھا کہ وہ ہادی شاہ کا کیا حال کرنے والا ہے۔۔۔

لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ ہنی اس کے بے حد قریب سو رہی تھی۔۔۔اگر وہ اُٹھنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی جاگ جاتی اور پھر ضد کرنے لگتی کہ ناں جاؤ۔۔۔۔

اسنے ہنی کی جانب دیکھا تو وہ زرا زرا کسمارہی تھی۔۔۔یعنی وہ نیند سے بیدار ہو چکی تھی۔۔۔

اس نے آہستہ سے جھک کر اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھے۔۔۔

اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کرتا ہوا وہ اُٹھ کر آگے بڑھنے لگا۔۔۔

"اور اس کی توقع کے عین مطابق ہنی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا تھا۔۔۔

ہنی پرنسز میں جلدی واپس آجاؤں گا بس تھوڑا سا کام کر کے پھر بریک فاسٹ ساتھ میں کریں گے۔۔۔"

وہ ہنی کو سمجھاتے ہوئے اس کا نازک ہاتھ ہٹانے لگا۔۔۔

تم کہاں جارہے ہو۔۔۔؟؟

ہنی نے تجسس سے استفسار کیا۔۔۔ساتھ ہی وہ بیڈ پر اُٹھ بیٹھی۔۔۔

"بس تھوڑا سا کام ہے ابھی فون آیا تھا شفیق کا دس منٹ میں کر کے آتا ہوں۔۔۔"

ہنی نے اسے خفگی سے دیکھا۔۔۔

سوری جانا۔۔۔!!!!

وہ محبت پاش لہجے میں کہتا ہوا اس کے ہاتھ ہٹا کر اس کی گود میں رکھ چکا تھا۔۔۔

"اچھا اپنا فون دو۔۔۔۔"

ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے وہ کہنے لگی۔۔۔۔

اشہب نے اسے مشکوک نگاہوں سے گھورا۔۔۔۔

"ایسے مت دیکھو مجھے گیم کھیلنی ہے۔۔۔اور تم جلدی واپس آنا۔۔۔۔"

ہنی نے سائیڈ ٹیبل سے اس کا فون اُٹھاتے ہوئے حکم سنایا۔۔۔۔

جبکہ وہ فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

اور وہ واپس کمبل میں گھس کر اس کے فون کی چیکنگ کرنے لگی۔۔۔۔

****

صبح سویرے وہ ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے میں مشغول تھیں۔۔۔ملازمہ نے ان کے سامنے چائے اور مختلف لوازمات ٹیبل پر سجا رکھے تھے۔۔۔۔

جبھی شافع عجلت میں تقریباً بھاگتا لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔

مسز مراد جو چائے کے سپ لے رہی تھیں کچھ چونک کر شافع کی جانب دیکھا۔۔۔۔

شافع! واٹ ہیپنڈ بیٹا۔۔۔؟؟

چائے کا کپ نیچے رکھتے ہوئے انہوں نے تجسس سے استفسار کیا۔۔۔۔

مام! فوراً میرے ساتھ آئیں۔۔۔

وہ عجلت میں کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

پر ہوا کیا ہے کچھ بتاؤ تو۔۔۔!!!

مسز مراد تشویش سے استفسار کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔۔

پلیز مام جلدی۔۔۔!!!

شافع ان کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اشارہ کر کے اوپر چلا گیا۔۔۔۔

انہوں نے نا سمجھی کے عالم میں شافع کی پشت کو دیکھا۔۔۔اور سر جھٹک کر اس کی تکلید میں آگے بڑھ گئیں۔۔۔۔

جس وقت وہ شافع کو فالو کرتی ہوئیں ہنی کے روم میں پہنچی۔۔۔۔

روم میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر دیکھ کر ان کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

جہاں ہنی کی وارڈروب کا نقشہ پوری طرح سے تبدیل ہو چکا تھا۔۔۔۔

شافع نے کپڑوں کا ڈھیر اور جیولری وغیرہ سب کچھ بیڈ پر پھینکا ہوا تھا۔۔۔

اور خود وہ دراز چیک کر رہا تھا۔۔۔۔

"شافع! یہ سب کیا ہے بیٹا بہن کے کپڑوں کو تم نے کیسے پھینکا ہوا ہے اتنی مشکل سے تو میں اس کی وارڈروب سیٹ کرتی ہوں۔۔۔تمہے پتہ تو ہے اپنی چیزوں کو لے کر وہ کتنی حساس ہے۔۔۔"

مسز مراد نے وارڈروب کا حال دیکھتے ہوئے صدمے سے کہا اور آگے بڑھ کر بیڈ سے نیچے لٹکتے ڈریسز کو اُٹھا کر صحیح سے واپس وارڈروب میں لگانے لگیں۔۔۔

مام! یہ کون سا بوتیک ہے۔۔۔؟؟

شافع نے مسز مراد کے سامنے ایک بیگ لہرایا جس پر بوتیک کا نام اور لکھا ہوا تھا۔۔ البتہ بیگ سے ڈریس نکال لیا گیا تھا۔۔۔

یہ تو ہنی کا فیورٹ بوتیک ہے۔۔۔ اس کے سارے ڈریسز یہی سے آتے ہیں۔۔۔ یہ بھی اسی کے کسی ڈریس کا بیگ ہے کیوں۔۔۔؟؟

مسز مراد نے تفصیل سے بتا کر تعجب سے استفسار کیا۔۔۔

تو اس کا مطلب یہ دوپٹہ بھی ہنی کا ہو گا پھر۔۔۔؟؟

شافع نے بیڈ پر پڑا ایک گلابی رنگ کا دوپٹہ اُٹھایا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور مسز مراد کے سامنے لہرا کر پوچھنے لگا۔۔۔

مسز مراد ساری سچویشن سمجھنے سے قاصر تھیں۔۔۔ آخر ہو کیا رہا ہے شافع اس قدر عجیب سوالات کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔

انہوں نے دو سیکنڈ دوپٹے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر ان کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔۔۔۔

ان کی آنکھوں میں شناسائی سی چمک دیکھ کر شافع کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

"ہاں یہ ہنی کا دوپٹہ ہے۔۔۔"

شافع نے بے یقینی کے عالم میں انہیں دیکھا۔۔۔

"جبکہ مسز مراد اس کی کنڈیشن سے بے نیاز اپنی رو میں بولنے لگیں۔۔۔

آخری دفعہ آؤٹ آف کنٹری جانے سے پہلے میں نے ہنی کو اسے ڈریس میں دیکھا تھا۔۔۔ انفیکٹ یہ ڈریس میں نے ہی اس کے لیے آڈر پر بنوایا تھا اس کے فیورٹ ڈیزائنر سے۔۔۔ تم تو جانتے ہو یونیورسٹی لائف میں کہاں شاپنگ کا ٹائم ملتا ہے۔۔۔ اور دیکھو ہنی کے فیورٹ پرفیوم کی خوشبو ابھی تک موجود ہے اس دوپٹے میں۔۔۔"

مسز مراد بے نیاز سی اسے تفصیل سے آگاہ کر رہی تھیں۔۔۔۔ جبکہ وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ دوپٹے کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے یقین ناں آرہا ہو کہ یہ دوپٹہ ہنی کا ہی ہے۔۔۔۔

اپنی رو میں بولتے بولتے جب مسز مراد نے نوٹس کیا کہ شافع کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا تو انہوں نے سر اُٹھا کر شافع کو دیکھا۔۔۔

اس کی فق ہوتے چہرے کو دیکھ کر مسز مراد ٹھٹھک گئیں۔۔۔۔

کیا ہوا شافع۔۔۔؟؟ سب ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔؟؟ انہوں نے تشویشناک لہجے میں پوچھا۔۔۔

شافع ایک دم ہوش میں آیا۔۔۔اور دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔۔

مام کیا آپ پورے یقین سے کہہ سکتی ہیں کہ یہ دوپٹہ ہنی کا ہی ہے۔۔۔ آئی مین یہ بھی تو ہو سکتا ہے ناں کہ ایسا ہی سیم ڈریس کسی اور کے پاس بھی ہو۔۔۔؟؟

شافع نے آس بھرے لہجے میں ان سے استفسار کیا۔۔۔۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ہنی کی عادات سے اچھی طرح سے واقف ہو تم کہاں وہ ایسا ڈریس پہنتی ہے جو کسی اور کے پاس ہو یا سیم ہو۔۔۔اسی لیے اس کے ڈریس بنواتے ٹائم میں ڈیزائنر سے کہہ دیتی ہوں کہ میری بیٹی کے لیے ڈیزائن کیا ہوا ڈریس کسی اور کو مت تیار کر کے دینا۔۔۔"

شافع نے اپنا سر تھام لیا اور بیڈ کے کنارے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔۔۔

انگلیوں کی مدد سے وہ اپنا سر دبانے لگا ساتھ ہی ساتھ شاک کی سی کیفیت میں سر نفی میں ہلانے لگا۔۔۔

شافع کا انداز مسز مراد کو الجھن میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔

شافع ! کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔۔۔؟؟

وہ متجسس ہوئیں۔۔۔۔

"سب ختم ہو گیا ہے مام۔۔۔"

شافع نے افسوس سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا جس پر مسز مراد نے بے اختیار ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔۔۔

"اللہ ناں کرے شافع کیسی باتیں کر رہے۔۔۔"

کچھ بتاؤ بھی ہوا کیا ہے آخر۔۔۔؟

وہ پریشان سی شافع کے پاس بیٹھتی ہوئیں اس سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔

شافع نے ایک طویل سانس لی۔۔۔۔اور شکستہ لہجے میں مخاطب ہوا۔۔۔

"یہ وہی دوپٹہ ہے مام جو مجھے اس ہوٹل کے روم سے ملا تھا۔۔۔"

واٹ۔۔۔!!!

مسز مراد ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو شافع !! ایسا کیسے ہو سکتا ہے ہاں۔۔۔؟؟

"ہنی تو یہاں تھی ہی نہیں وہ تو اس واقع سے ایک دن پہلے ہی ملک سے باہر چلی گئی تھی۔۔۔ضرور تمہے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔"

انہوں نے سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں مام۔۔۔پہلے مجھے شک تھا مگر اب میرے شک کی یقینی تصدیق ہو چکی ہے کہ ہنی ملک سے باہر نہیں گئی۔۔۔وہ یہی ہے۔۔۔"

شافع کی بات سن کر مسز مراد ششدر رہ گئیں۔۔۔

اور آگے بڑھ کر شافع کو شانوں سے تھام کر مضبوط لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔

"بالکل نہیں۔۔ہنی کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں سمجھ گئے تم۔۔۔"

تیزی سے کہتی ہوئیں وہ شافع کو اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھیں۔۔۔

شافع نے انہیں شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔

فوراً بھاگ کر وہ ان کے لیے پانی سے بھرا گلاس لے آیا۔۔۔

"ممی آپ یہاں بیٹھے پلیز۔۔۔"

انہیں تھام کر آہستہ سے کچھ فاصلے پر موجود صوفے پر بٹھایا اور پانی کا گلاس تھما دیا۔۔۔

مسز مراد نے بے چینی سے صرف دو گھونٹ بھر کر گلاس پیچھے کر دیا۔۔۔

شافع نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

ممی وہ ہماری ہنی ہے۔۔۔ جس نے کبھی ہمیں بتائے آج تک کوئی فیصلہ نہیں لیا وہ ہمیں بنا بتائے بنا ہم سے ملے دو سال کے لیے دوسرے ملک چلی جائے ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔۔۔؟؟

مسز مراد نے سر اُٹھا کر شافع کی منتظر نگاہوں کو دیکھا اور آہستہ سے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔ واقع ہی آج تک ہنی نے اپنی زندگی کا کوئی بھی اہم فیصلہ ان سے پوچھے بغیر نہیں لیا تھا۔۔۔

"یہ بات مجھے اب سمجھ میں آرہی ہے کہ دھنک کیوں سچائی پوشیدہ رکھنا چاہ رہی تھی مجھ سے۔۔۔ کیونکہ اس کیس کا تعلق کہیں ناں کہیں ہنی سے ہے اور وہ ہنی سے بے حد پیار کرتی ہے۔۔۔"

وہ بغور اس کے چہرے لے اتار چڑھاؤ دیکھتی ہوئیں اس کی بات سننے لگیں۔۔۔

وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید بولنے لگا۔۔۔

"یہ بیرونے ملک والی کہانی یہ سب کچھ اشھب کی پلیننگ ہے تاکہ ہنی کو میڈیا، پولیس اور ہر طرح کے سوال سے محفوظ رکھ سکے۔۔۔"

مسز مراد نے چونک کر سر اُٹھایا۔۔۔

کیا مطلب ہے شافع اب ان سب میں اشھب کہاں سے آگیا۔۔۔؟؟

وہ جتنا سوچتی اتنا ہی الجھ جاتی پھر شافع کا پھیلیاں بجھانا انہیں ایک نظر نہیں بھا رہا تھا آخر وہ سیدھا سیدھا کہہ کیوں نہیں دیتا جو وہ کہنا چاہتا ہے۔۔۔۔

تعلق ہے ممی۔۔۔اشہب کا بہت گہرا تعلق ہے۔۔۔ایسے تو نہیں ناں دھنک کو بچانے کی خاطر شہر کے سب سے بڑے وکیل کو ہائر کر دیا اس نے۔۔۔دھنک کو بچانے کے لیے مائل یا کسی اور کی بھاگ دوڑ سمجھ میں آتی ہے مگر اشہب۔۔۔؟؟

"وہ ہنی کو سب کی نظروں سے محفوظ رکھنے کے لیے اتنا بڑا ڈرامہ کریٹ کرے تو بات سمجھ میں آتی ہے افکورس ہنی اس کی بیوی ہے۔۔۔لیکن دھنک سے کیا تعلق ہے اس کا۔۔۔"

شافع کی طرح مسز مراد بھی الجھن میں مبتلا ہو گئی تھیں۔۔۔

تمہے پورا یقین ہے کہ ان سب میں ہنی بھی کہی ناں کہی شامل ہے۔۔۔؟؟

انہوں نے نم آنکھوں سے شافع سے استفسار کیا۔۔۔

شافع نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"کچھ تو ہے ممی جو ہم سے چھپایا جا رہا ہے۔۔۔ہنی، اشہب اور دھنک مل کر مجھ سے اس راز کو چھپانا چاہتے ہیں۔۔۔مگر پتہ تو میں لگا کر رہوں گا اصل حقیقت۔۔۔"

وہ اٹل انداز میں کہتا ہوا مسز مراد کو اس وقت جنونی سے لگا۔۔۔

پہلے والے شافع مراد سے قطعی مختلف۔۔۔

اور وہ جانتی تھیں شافع جو سوچ لے وہ کر کے ہی دم لیتا ہے۔۔۔

****

اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں وہ کرسی پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔۔۔اس کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔۔۔

ہونٹ پھٹ چکے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔۔۔بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے جبکہ گال پر زخم واضح تھا جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس پر تشدد کیا گیا ہو۔۔

تقریباً دو تین گھنٹوں سے وہ اس اندھیرے کمرے میں یونہی بیہوش پڑا ہوا تھا۔۔۔

تبھی کسی نے پانی سے بھری بالٹی اس کے اوپر انڈیلی تھی۔۔۔ڈھیر سارا پانی اپنے وجود پر محسوس کر کے اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنا چاہی۔۔۔مگر بے سود۔۔۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا جبکہ آنکھیں کھلنے سے انکاری تھیں۔۔۔

دو منٹ کوشش کے بعد بالآخر وہ کامیاب ہو گیا۔۔۔

آنکھیں کھولیں تو تیز روشنی کی تاب ناں لاتے ہوئے آنکھیں چندھیا گئیں۔۔

اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا۔۔۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔

اشہب منہاج۔۔۔!!!

اس نے تعجب سے ہونٹوں کو جنبش دی۔۔۔

اشھب نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔۔

"نفرت سے مجھے ایسے لوگوں سے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اشھب منہاج کی پہنچ سے دور ہو گیا۔۔۔ اشھب منہاج اپنے دشمنوں کو زمین کے نیچے سے بھی کھود نکالتا ہے۔۔۔۔"

اشھب کے ارادے اسے خطرناک لگے تھے۔۔۔ وہ جانتا تھا اشھب منہاج کس قسم کا آدمی ہے اور یہ بھی کہ وہ اب اس کا کیا حال کرنے والا تھا۔۔۔

"مم مجھے۔۔۔۔ معا۔۔ معاف۔۔۔ کک کردو۔۔۔ اشھب۔۔۔۔"

ہکلاتے ہوئے اس نے جو الفاظ ادا کیے سن کر اشھب کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔۔۔

"کر دیتا اگر بات میری جان کی ناں ہوتی تو۔۔۔ یو نو واٹ۔۔۔ اپنی بیوی کے معاملے میں بے بس ہوں میں۔۔۔ اسے تکلیف دینے والے کو چاہ کر بھی معاف نہیں کر سکتا میں۔۔۔۔"

ہادی خوفزدہ ہو گیا۔۔۔

"میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا۔۔۔ لیکن زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ اس سے دگنی تکلیف دوں گا جو تم نے میری ہنی کو دی تھی۔۔۔"

اس کی بات سن کر ہادی بدحواس سا ہو گیا۔۔۔

"نہیں اشھب۔۔۔مجھے معاف کر دو پلیز میں۔۔۔میں پاگل ہو گیا تھا۔۔۔ہنی کی محبت نے مجھے پاگل کر دیا تھا۔۔۔مجھ سے برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کسی اور کی ہو جائے۔۔۔۔"

شٹ اپ۔۔۔۔!!!

اشھب نے پوری قوت سے چلاتے ہوئے اپنی ٹانگ اسے دے ماری تھی۔۔۔۔

جس سے ہادی کرسی سمیت دور جا گرا۔۔۔۔

"خبردار جو میری ہنی کا نام اپنی گندی زبان سے لیا تو۔۔۔۔"

وہ قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے وارن کرنے لگا۔۔۔۔

"بند کرو اپنا یہ پیار کا ڈرامہ۔۔۔تم نے کبھی ہنی سے پیار کیا ہی نہیں تھا۔۔۔ناں ہی تم کوئی پروفیسر تھے۔۔۔بلکہ تم روحاب سکندر کے ساتھی تھے۔۔۔اور اسی کے کہنے پر یونیورسٹی میں ڈرگز سپلائے کرنے گئے تھے۔۔۔۔تاکہ تمام سٹوڈینٹس کو نشے کا عادی بنا سکو۔۔۔۔"

اشھب غرایا۔۔۔۔

ہادی نے بے یقین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہوں ہاں۔۔۔؟؟

"اشہب منہاج نام ہے میرا۔۔۔ کیا لگا تھا تم سب کو اس سے دور ہوں تو تم لوگ کچھ بھی کر لو گے اس کے ساتھ۔۔۔ ہنی کے جانے کے بعد بھی میں اس کی پل پل کی خبر رکھتا تھا۔۔۔ وہ کہاں جاتی ہے اور کس سے ملتی ہے۔۔۔"

"ہنی سے کوئی پیار ویار نہیں تھا تمہے صرف تم اسے شیشے میں اتارنا چاہتے تھے۔۔۔ اس کا اعتبار جیتنا چاہتے تھے۔۔۔ وہ اعتبار جو وہ روحاب پر نہیں کرتی تھی تم نے سوچا تم پر تو کر ہی سکتی ہے۔۔۔ اس کا بھروسہ جیت کر تم صرف اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔۔۔ ورنہ اصل مقصد تمہارا بھی وہی تھا جو اس روحاب کا تھا۔۔۔"

ہادی شاک کی کیفیت میں اس کی تمام باتیں سن رہا تھا۔۔۔ جو راز اب تک وہ بڑی مہارت سے سب سے چھپاتا آیا تھا بڑی آسانی سے اشہب نے اس پر سے پردہ اُٹھا دیا تھا۔۔۔

"تم لوگوں کو کیا لگا تم لوگ اپنی سازشوں میں کامیاب ہوتے چلے جاؤ گے اور میں دیکھتا رہوں گا۔۔۔ روحاب میرا آدمی تھا۔۔ اور اپنے آدمیوں اور ان سے منسلک لوگوں کی پل پل کی خبر رکھتا ہوں میں۔۔۔ اس دن جب تم نے ہنی کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا وہ حملہ مجھ پر نہیں ہوا تھا ہادی شاہ تم پر ہوا تھا۔۔۔ صرف جوابی وار میں اس وجہ سے کر رہا تھا کیونکہ تمہارے ساتھ ہنی بھی تھی۔۔۔۔"

تمہے یہ سب کیسے معلوم۔۔۔؟؟

تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔۔۔

اشہب اس کے سوال پر تلخی سے ہنسا۔۔

"سب معلوم تھا مجھے پہلے دن سے ہی۔۔۔روحاب کی اصلیت سے تو ہنی بھی واقف تھی کیونکہ جس وقت میں نے اسے اغواہ کیا تھا اس نے میرے گھر میں روحاب کو دیکھ لیا تھا۔۔ صرف تمہارے ناپاک ارادوں سے وہ لاعلم تھی۔۔۔اور میں نے بھی مناسب نہیں سمجھا اسے کچھ بتانا کیونکہ تمہاری وجہ سے میں اسے دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔"

"تم میرے ساتھ کچھ نہیں کرسکتے۔۔۔میری بہت اوپر تک پہنچ ہے۔۔۔ایک دفعہ میں اس یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاؤں پھر ناں تم بچوں گے ناں تمہاری وہ ہنی۔۔۔"

ہادی نے رسیوں سے آذاد ہونے کی خاطر احتجاج ہوتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

اشہب مسکرادیا جیسے کسی بچے کی بات پر مسکراتے ہیں۔۔۔

اشہب نے تالی بجائی جس پر ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔۔اس کے ہاتھ کافی بڑا برتن تھا۔۔جس میں گرم کھولتا ہوا موجود تھا۔۔۔

"نن نہیں نہیں۔۔۔اشہب نہیں پلیز۔۔۔نہیں۔۔۔یہ مت کرنا۔۔"

ہادی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے سرکنے کی کوشش کی۔۔۔

اشہب کے اشارے پر اس آدمی نے قدم ہادی کے قریب بڑھا دیئے۔۔۔

جوں جوں وہ ہادی کی جانب بڑھ رہا تھا ہادی کی سانسیں مدھم ہوتی چلی جا رہی تھیں۔۔۔خوف کا سایہ اس کی آنکھوں میں لہرا رہا تھا۔۔۔دل کی دھڑکن تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

"ہنی صحیح کہتی ہے جن کی بہنیں نہیں ہوتی وہ عورت کی عزت کی اہمیت کبھی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔"

اشہب نے تلخ لہجے میں اسے تنفر سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اور پھر ہادی کی کوئی مزاحمت کارآمد نہیں آئی۔۔۔

پورے علاقے میں ہادی کی دلخراش چیخیں گونجی تھیں۔۔۔

"میری ہنی بھی ایسے ہی تڑپی تھی جب تم نے اس نازک جان پر ظلم کیا تھا۔۔۔"

وہ اس کے بن پانی مچھلی جیسے تڑپتے وجود کو نفرت سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

البتہ اس کی چیخوں کا وہ کوئی نوٹس نہیں لے رہا تھا۔۔۔جیسے اس کے لیے معمول کی بات ہو۔۔۔

میں نے کہا تھا ناں میں تمہے موت نہیں دوں گا لیکن ایسا درد ضرور دوں گا جو پل پل لمحہ بالمحہ تمہے خوف میں مبتلا کرے گا۔۔۔تم ہر لمحہ یہی سوچتے رہو گے کہ ابھی میری موت آئے گی اور ابھی میں مر جاؤں گا۔۔۔ہر پل تم تکلیف اور درد سے تڑپو گے اور موت مانگو گے۔۔۔

اشہب نے چٹانوں جیسے سخت لہجے میں کہتے ہوئے اپنے آدمی کو مخاطب کیا۔۔۔۔

"تبھی اس کا وفادار آدمی شفیق ہاتھ میں تیزاب کی بوتل لیے داخل ہوا۔۔۔

یہ تیزاب اس کے وجود پر چھڑکو اور اس کو پلاؤ بھی۔۔۔ تاکہ یہ تڑپے۔۔۔اس کا کانپتا اور درد سہتا وجود مجھے سکون دے سکے۔۔۔اور دوبارہ پھر کوئی بھیڑیا کسی عورت کی طرف میلی نگاہ ناں ڈال سکے۔۔۔۔"

اشہب کے حکم کی دیر تھی شفیق نے آگے بڑھ کر اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔۔۔۔

اس دفعہ ہادی کی چیخیں پہلے کے برعکس زیادہ دلخراش تھیں۔۔۔۔

تبھی ایک آدمی آکر اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔۔

"سرہنی بی بی کا پتہ نہیں چل رہا وہ گھر سے غائب ہو گئی ہیں سارے گھر میں ڈھونڈ لیا ہے وہ کہیں مل نہیں رہی۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر اشہب متفکر سا ہو گیا۔۔۔۔

"میں گھر جا رہا ہوں۔۔۔جب یہ مر جائے تو اسے کتوں کے آگے پھینک دینا۔۔۔۔"

وہ سرد لہجے میں حکم دیتا تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

* *

جوں ہی گاڑی پورچ میں جا رکی وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر رہائشی حصے کی جانب بھاگا۔۔۔۔

جہاں پہلے سے ملازم پریشان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو ملازمین نے خوف سے اسے دیکھا۔۔۔ ہنی کے معاملے میں وہ کتنا سخت تھا اس بات سے سبھی واقف تھے۔۔۔ اور اس وقت بھی ان کی لاپرواہی کے باعث ہنی غائب ہو چکی تھی تو وہ جانتے تھے اشہب کا غصہ ساتویں آسمان تک پہنچ چکا ہوا گا۔۔۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم سب اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو ہاں۔۔۔ ایک لڑکی کا خیال نہیں رکھ سکے تم سب پوری کی پوری فوج۔۔۔۔ کہا تھا ناں دھیان رکھا وہ ڈیپریسڈ ہے یہ ناں ہو کوئی غلط قدم اُٹھالے۔۔۔۔"

اشہب نے قہر آلود نگاہوں سے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اشہب بیٹا ہم یہی تھے۔۔۔ ہم میں سے کسی نے اسے گھر سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہی نہیں۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں ہی تھیں۔۔۔ اور گارڈ بھی مین گیٹ پر ہر وقت موجود رہتا ہے اس کی موجودگی میں ہنی بی بی گھر سے باہر نہیں گئیں۔۔۔ پھر پتہ نہیں وہ اچانک کہاں غائب ہو گئیں۔۔۔۔"

بوا نے اپنی صفائی پیش کی اور اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔۔۔۔

اشہب نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔۔۔۔ اور پھر ان سب کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

"پانچ منٹ ہیں تم سب کے پاس۔۔۔۔ سارے تہ خانے، کمرے، واشروم گھر کا چپا چپا چھان مارو۔۔۔ مجھے وہ چاہیے۔۔۔ سمجھ گئے تم سب۔۔۔۔"

وہ مدھم آواز میں غرایا۔۔۔۔

انہیں سخت لہجے میں وارن کرتے ہوئے وہ خود بھی ہنی کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔۔۔

جبکہ ملازم اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے فوراً گھر کے مختلف حصوں میں اسے تلاش کرنے لگے۔۔۔

پانچ منٹ کیا آدھا گھنٹہ گزر گیا مگر ہنی کا کوئی نام ونشان نہیں ملا۔۔۔

اب تو صیحح معنیوں میں اشہب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

پورے راستے میں وہ نجانے کتنے خدشات تو جھٹکتے ہوئے بمشکل ڈرائیو کر کے گھر پہنچا تھا۔۔۔۔

آدھے گھنٹے کا فاصلہ اس نے پندرہ منٹ میں طے کیا تھا۔۔اس مختصر سے عرصے میں طرح طرح کے خیالات اس کے ذہن میں آئے تھے۔۔۔ جنہیں جھٹکتے ہوئے وہ خود کو تسلیاں دیتا ہوا گھر پہنچا تھا۔۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔

آج تک کسی ملازم نے اس ایسی حالت میں نہیں دیکھا تھا جو آج ہنی کی وجہ سے اس کی ہوئی تھی۔۔۔

اچانک اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔۔۔

بنگلے کا پچھلا حصہ۔۔۔؟؟

وہ تیزی سے اس جانب بھاگا۔۔۔

یہ حصہ زیادہ تر سنسان پڑا رہتا تھا اسی وجہ سے کسی کا دھیان اس طرف نہیں گیا تھا۔۔۔

جوں ہی وہ وہاں پہنچا اس کی جان میں جان آئی۔۔۔دل کو جیسے قرار سا آگیا۔۔۔

وہ دشمن جان سامنے ہی بیٹھی پھولوں کا گلدستہ بنانے میں مشغول تھی۔۔۔۔

اف۔۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ ہنی کو بچپن سے پھولوں سے خاص لگاؤ ہے۔۔۔اور حویلی کے اس حصے میں پھولوں کا باغیچہ بنایا گیا تھا۔۔۔جہاں مختلف گلاب کے پھول لگے ہوئے تھے۔۔۔

"وہ وائٹ والا دو۔۔۔"

ہنی نے مالی مخاطب کر کے سفید گلاب کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

ہنی کی نظر اشہب پر پڑی تو وہ چونک گئی۔۔۔

اشہب نے مالی کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً وہاں سے چلتا بنا۔۔۔

خود وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا ہوا ہنی کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

"اوہ واؤ۔۔۔اشی تم آگئے۔۔۔دیکھو میں نے تمہارے لیے یہ گلدستہ بنایا ہے۔۔۔لیکن دوں گی نہیں کیونکہ تم نے دو گھنٹے کا کہا تھا اور پانچ گھنٹے گزر گئے۔۔۔"

وہ خفا سی شکوہ کناہ لہجے میں کہنے لگی۔۔۔

اشہب نے ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنی آغوش میں لیا۔۔۔اور پل بھر میں اس کے نازک وجود کو اپنی باہوں کے حصار میں چھپا چکا تھا۔۔۔

"اشی کی زندگی!! ایسے مجھ سے دور مت جایا کرو۔۔۔ورنہ کسی دن ہارٹ اٹیک آجائے گا مجھے۔۔۔"

اللہ ناں کرے اشہب۔۔۔!!!

وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے خفگی سے گویا ہوئی۔۔۔

جبکہ وہ اس کے سر پر پیار کرنے لگا۔۔۔۔

"اینڈ بائے داوے میں تم سے دور نہیں گئی تھی تم مجھ سے دور گئے تھے۔۔۔وہ بھی دو گھنٹوں کا کہہ کر اور اتنی دیر لگا دی۔۔۔"

اس کے سینے سے سر اُٹھا کر وہ ناراضگی سے منہ بسورتی ہوئی بولی۔۔۔۔

اسی پل اشہب کو اس پر بے انتہا پیار آیا۔۔۔۔

"سوری آئندہ نہیں جاؤں گا۔۔۔پرومس۔۔۔"

وہ کان پکڑ کر اسے منانے کی غرض سے بولا۔۔۔

"میں نے ابھی تک بریک فاسٹ بھی نہیں کیا۔۔۔۔"

ہنی کی نئی شکایت سن کر وہ بوکھلا گیا۔۔۔

اوشٹ۔۔۔!!!

بھلا وہ اس قدر لاپرواہی کا مظاہرہ کیسے کر سکت تھا یہ جانتے ہوئے کہ ہنی کو ٹائم پر اس کی میڈیسنز دینی ہوتی ہیں۔۔۔وہ ابھی تک بھوکی تھی اور اس نے میڈیسن بھی نہیں لی تھیں۔۔۔اشہب کو شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔

"میں نے بھی نہیں کیا چلو چل کر بریک فاسٹ کرتے ہیں۔۔۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔

"ہاں لیکن پہلے یہ تو لے لو اتنی مشکل سے گلدستہ بنایا ہے۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ میں موجود پھولوں کا گلدستہ اشہب کے سامنے لہرایا۔۔۔

For me...thanks darling....

گلدستے میں سے سفید گلاب کا پھول نکال کر سونگھتے ہوئے وہ بولا تھا۔۔۔

اب تم تو مجھے پھول دینے سے رہے۔۔۔"انتہائی ان رومینٹک انسان تو سوچا یہ نیک کام بھی میں ہی کر دوں۔۔۔"

اک ادا بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ باقی کے پھول بھی اس کے ہاتھ میں تھما چکی تھی۔۔۔

اشہب نے ایک آبرو اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

اور پھر شرارت سے جھک اس کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر نگاہوں سے ہی اسے کچھ سمجھانے لگا۔۔۔ انداز کچھ ایسا تھا جیسے پوچھ رہا ہو۔۔۔

ان رومینٹک۔۔۔؟؟ سیریسلی۔۔۔؟؟

گزشتہ رات کے تمام مناظر فلم کی طرح ہنی کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔۔۔۔

دوسرے ہی پل اس کے چہرے کی رنگت شرم سے سُرخ ہوئی تھی۔۔۔ وہ شرماتے ہوئے بے اختیار وہاں سے دوڑ لگا چکی تھی۔۔۔۔

جبکہ اپنے پیچھے ابھرتا اشھب کا قہقہا اسے صاف سنائی دے گیا تھا۔۔۔

مگر وہ نظر انداز کر کے رہائشی حصے کی جانب بھاگی۔۔۔۔

البتہ پیچھے مُڑ کر اسے فلائنگ کس دینا نہیں بھولی تھی۔۔۔۔۔

****

اور پھر صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی سارے شہر میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی تھی کہ مشہور بزنس ٹائیگون سکندر مراد نے اپنے بیٹے روحاب سکندر کے قتل کا کیس واپس لے لیا۔۔۔۔

سبھی لوگ سمجھنے سے قاصر تھے کہ سکندر صاحب نے ایسا کیوں کیا آخر۔۔۔ بھلا کوئی انسان اپنے سگے بیٹے کے قاتل کو معاف کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔

دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ مسز مراد، شافع یہاں تک کہ دھنک بھی شاک میں تھی۔۔۔۔

سکندر صاحب نے میڈیا والوں سے کہا تھا کہ ایک لڑکی کو سزا دلوانے سے ان کا بیٹا واپس نہیں آجائے گا۔۔۔لحاظہ وہ اس کیس کو ختم کر کے ہمیشہ کے لیے کینڈا جا رہے ہیں۔۔۔۔

پوری کی پوری کہانی ایک ہی بازی میں پلٹ دی گئ تھی۔۔۔۔

مگر سوال یہ اُٹھتا تھا کہ کیسے۔۔۔۔؟؟

چلتے ہیں فلیش بیک میں۔۔۔۔!!!!

وہ ششدر سے کھڑے اشہب منہاج کی باتیں بغور سن رہے تھے۔۔۔۔۔

"سکندر صاحب! آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے آپ کے بیٹے کی تربیت اس قدر غلط ہوئی کہ آج اس کی وجہ سے اتنی ساری زندگیاں داؤ پر لگی ہیں۔۔۔۔"

انہوں نے ایک دفعہ پھر سے ساری تصاویر، تمام فائلیں اور ثبوت دیکھے۔۔۔۔جو کہ ان کے بیٹے کی ظلموں کی داستان آپ بیان کر رہے تھے۔۔۔۔کیا ان کا بیٹا اس قابل تھا کہ عزت کی موت مرتا۔۔۔جس کی وجہ سے ہزاروں بے قصور نوجوان لڑکیاں بیرونے ملک در در کی ٹھوکریں کھا رہی ہیں۔۔۔۔گھر میں باپ کے سائے تلے عزت سے پلتی شہزادیاں بیرونے ممالک میں اپنی عزت کے سودے کرتی پھر رہی ہیں۔۔۔غیر مسلم لوگ

ان کے نازک وجود کو نوچ رہے ہیں۔۔۔ کیا یہ موت جو روحاب سکندر کے نصیب میں تھی غنیمت نہیں تھی اس موت جس کا حقیقت میں وہ مستحق تھا۔۔؟؟

انہوں نے سوچا بھی ناں تھا کہ وہ ان کی لاپرواہی کے باعث ان کا بیٹا اس حد تک گر جائے گا۔۔ یہ تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر تھا کہ ان کی بھانجی کی زندگی برباد ہونے سے بچ گئی اور ساری حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔۔۔ علاوہ ازیں ان کے ہاتھوں ایک اور معصوم لڑکی کے کیس میں سزائے موت سے بچ گئی۔۔ ورنہ وہ تو مرتی ہی اس کے ساتھ ساتھ کے ماں باپ اور بھائی بھی مر جاتے۔۔۔ اور اس دفعہ نجانے کتنی زندگیاں برباد ہو جاتی صرف ان کی وجہ سے۔۔۔

"میں چاہتا تو یہ سارے ثبوت پولیس کے حوالے کر دیتا۔۔ کیونکہ میرا مقصد تو صرف دھنک کو بچانا ہے اور اس حساب سے وہ بچ ہی جاتی۔۔۔ لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔۔ آپ کی عزت پورے خاندان میں دو کوڑی کی ہو جاتی۔۔۔ آپ کی برسوں کی محنت پل میں برباد ہو جاتی۔۔۔"

"روحاب کو تو سزا مل ہی جائے گی۔۔ اللہ بہتر انصاف کرنے والا ہے۔۔۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ یہ کیس خود ہی واپس لے لیں۔۔ اس طرح گھر کی بات گھر میں ہی رہ جائے گی۔۔ آنے والی زلت ورسوائی جو آپ کی منتظر ہے ٹل جائے گی۔۔۔ اور دھنک کو بھی سزا نہیں ہو گی۔۔۔"

اشہب نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی اور پھر بغور ان کا جائزہ لینے لگا۔۔۔

سکندر صاحب نے ایک طویل گہری سانس فضا میں خارج کی۔۔۔ سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

"میں کل ہی یہ کیس واپس لے لوں گا۔۔۔ اب اور زندگیاں برباد نہیں ہونے دوں گا میں۔۔۔"

فیصلہ کن انداز میں کہتے ہوئے وہ اشہب کی رگ رگ میں سکون اتار چکے تھے۔۔۔

)کہا تھا ناں کچھ بھی کروں گا لیکن بات اپنی بیوی تک پہنچنے نہیں دوں گا(

یوں اشہب بغیر کسی کو کچھ بتائے سارا معاملہ بڑی مہارت سے سمیٹ چکا تھا۔۔۔۔

وہ دھیرے سے سیڑھیاں اُترتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔

معمول کے مطابق گھر میں ملازمین کی چہل پہل مچی ہوئی تھی۔۔۔ اور معمول کی طرح سب وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔۔ اشہب البتہ ہمیشہ کی طرح اسے ناشتہ کروا کے میڈیسن کھلا کر لان میں بیٹھا آفس کا کام کرنے میں مشغول تھا۔۔۔

چونکہ وہ بور ہو رہی تھی تو اب اس کی بوریت کا حل یہی تھا کہ وہ اشہب کے پاس جاتی اور اس کے کان کھاتی۔۔۔ وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی تنگ کرتی رہتی تھی اسی وجہ سے وہ ہنی کے سو جانے کے بعد ہی کام کیا کرتا تھا۔۔۔

اپنی رو میں ٹیبل کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔۔۔

چہرہ ذرا پھیر کر تجسس بھرے انداز میں اس نے ٹیبل پر پڑے اخبار کو اُٹھایا تھا۔۔۔

اخبار پر لکھی خبر پڑھ کر اس کا سانس رک گیا تھا۔۔۔یا یوں کہا جائے کہ اس کا سانس ساکن ہو گیا تھا۔۔اور وہ دم سادھے اس خبر پر بار بار نظر ثانی کر رہی تھی کہ شاید اس نے غلط پڑھا ہو۔۔۔۔

"مشہور بزنس مین سکندر مراد نے اپنے بیٹے روحاب کی قاتل دھنک رضا کو معاف کر دیا اور کیس واپس لے لیا۔۔۔"

وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔۔

اخبار میں اور بھی بہت کچھ لکھا تھا۔۔سکندر صاحب کی شان میں بڑے بڑے قصیدے۔۔۔معاف کر دینا در گزر کر دینا اس ٹاپک پر لمبی لمبی تقریریں۔۔۔سکندر صاحب کے صبر پر انہیں لوگوں کی طرف سے دادیں وصول ہوئی تھیں۔۔۔

لیکن اس کی نگاہیں بس اسی خبر پر مرکوز تھیں۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی کھڑی اس خبر کو بار بار دوہرا رہی تھی۔۔۔

روحاب کا قتل ہو گیا۔۔؟؟

اور اس کی قاتل دھنک۔۔۔؟؟

وہ الجھن میں مبتلا سوچ رہی تھی کہ آخر روحاب کب مرا اور دھنک۔۔۔اس کی اپنی دھنک کے ساتھ اتنا کچھ ہوا اور وہ بے خبر تھی۔۔۔

اپنے دھیان میں آتے اشہب کے قدم خود بخود سامنے کا منظر دیکھ کر رُک گئے تھے۔۔۔۔

آہٹ پر ہنی نے آہستہ سے نگاہیں اُٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

اور اسی پل اشہب کو ساری بات سمجھ میں آگئی۔۔۔ ہنی کی آنکھوں میں واضح ڈھیروں سوالات، شکوے شکایات وہ پڑھ چکا تھا۔۔۔ کچھ تھا اس کی نظروں میں جو اشہب منہاج اپنی نگاہوں کا زاویہ نہیں بدل سکا تھا۔۔۔

اس نے کچھ بولنا چاہا مگر ہنی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔۔۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو اشہب۔۔۔ مانا کہ میرے معاملے میں تم بہت حساس ہو۔۔۔ لیکن اتنے خود غرض کیسے ہو سکتے ہو تم۔۔۔ اتنی سب کچھ ہو گیا اور میں اب تک لاعلم ہوں۔۔۔"

کیوں اشہب منہاج۔۔۔ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا۔۔۔؟؟

وہ حلق کے بل چلائی تھی۔۔۔

لمحوں میں اس کی آنکھوں سے محبت اور نرمی غائب ہوئی تھی۔۔۔ اور اب س کی آنکھوں میں صرف جنون تھا۔۔۔

ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے اپنے اور ہنی کے درمیان قائل فاصلہ طے کیا۔۔۔

ہنی میری بات سنو۔۔۔!!!

اس نے ہنی کو شانوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا مگر وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی اس کے ہاتھ جھٹک چکی تھی۔۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔ نہیں سننی تمہاری بکواس۔۔۔ تم نے مجھ سے اتنا کچھ چھپایا۔۔۔ تم جھوٹ بولتے چلے گئے اور میں بے وقوف یقین کرتی چلی گئی۔۔۔ تمہاری ہر بات پر ایسے سر ہلاتی چلی گئی۔۔۔۔"

وہ غصے میں کیا کیا بول رہی تھی خود اسے بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔ بس شدید غصے کے عالم میں اشہب کو باتیں سناتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

ہنی میری بات سنو یار۔۔۔!!!

وہ ان الزامات پر ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔۔۔

"کیوں سنوں میں تمہاری بات ہاں۔۔۔ کیوں سنوں۔۔۔ تم نے دھوکا دیا ہے مجھے۔۔۔ تم نے میرے بھروسے میرے اعتبار کا فائدہ اُٹھایا۔۔۔ اشہب منہاج میری زندگی کا سب سے غلط فیصلہ تم پر بھروسہ کرنا تھا۔۔۔۔۔۔"

بات اتنی بڑی نہیں تھی جتنا مسئلہ وہ کریٹ کر رہی تھی لیکن اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی۔۔۔ اس کے بھروسہ کو ٹھیس پہنچی تھی۔۔۔ ایک دفعہ پھر ساری امیدیں زمین بوس ہوئی تھیں۔۔۔۔

"اب سمجھ میں آیا مجھے۔۔۔ تم سب غنڈے ایک جیسے ہی ہوتے ہو۔۔۔ بس طریقے مختلف تھے۔۔۔ ورنہ مقصد تمہارا بھی وہی تھا جو ہادی اور روحاب کا تھا۔۔۔"

اور یہی اشہب منہاج کا صبر کا پیمانہ لبیز ہو چکا تھا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔!!!!

پوری شدت سے اس کے گال پر اشہب کے بھاری ہاتھ پڑا تھا۔۔۔

تھپڑ کی شدت سے اس کا دماغ ہی گھوم گیا تھا۔۔۔ قبل از کے وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی وہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کر کے اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔

"کب سے کہہ رہا ہوں سنو میری بات سنو۔۔۔ لیکن تم ہو کہ سن ہی نہیں رہی۔۔۔ بس بولے چلی جا رہی ہو۔۔۔ بولے چلی جا رہی ہو۔۔۔"

ہنی ششدر رہ گئی۔۔۔

وہ آج سے پہلے اشہب نے کبھی اس کے ساتھ اتنا سخت لہجہ اختیار نہیں کیا تھا۔۔۔

"کس نے کہا تھا تمہیں ہاں۔۔۔ بنا بتائے ہادی کے بلاوے پر اس سے ملنے ہوٹل چلی جاؤ۔۔۔ چھوٹی ننھی منھی معصوم سی بچی ہو تم۔۔۔ ہادی نے بلایا اور تم چل پڑی۔۔۔ ایٹ لیسٹ کسی کو بتا تو سکتی تھی ناں۔۔۔ لیکن تمہارے سر پر تو دھن سوال تھی معافی مانگنے کی۔۔۔"

ہنی نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے قبل ہی وہ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ چکا تھا۔۔۔

شش۔۔۔

بالکل خاموش۔۔۔

" جانتی ہو اس دن اگر ایک منٹ بھی لیٹ ہو جاتا ناں میں تو کیا ہوتا۔۔۔ بہت دیر ہو جاتی۔۔۔ ساری زندگی بھی میں اپنی پرانی ہنی کو واپس نہیں لا پاتا۔۔۔ تم گئی ہی تھی تو کم سے کم کسی کو بتاتی تو دیتی۔۔۔"

"میں چاہتا تھا تمہاری کنڈیشن زرا سدھرے تو تمہے ہادی کی اصلیت بتادوں گا۔۔۔"

ہنی نے نا سمجھی کے عالم میں اسے منتظر نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

"ہادی کوئی پروفیسر نہیں بلکہ روحاب کا ساتھی تھا۔۔۔ روحاب کے کہنے پر وہاں ڈرگز سپلائے کرنے آیا تھا یونیورسٹی میں۔۔۔ روحاب کی اصلیت سے تم واقف تھی اس لیے اس نے ہادی سے تمہارا اعتبار جیتنے کے لیے کہا۔۔۔ ورنہ مقاصد دونوں کے مشترکہ ہی تھے۔۔۔ اور تم سدا کی بے وقوف لڑکی اس سے ملنے ہوٹل چلی گئی۔۔۔"

کبھی سوچا ہے اگر وقت پر دھنک مجھے ناں بتاتی سب کچھ تو کیا ہو سکتا تھا۔۔۔؟؟

وہ نم آنکھوں سے اپنے شوہر کو سن رہی تھی۔۔۔ جس نے ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی اسے سب کی نظروں میں گرنے سے بچالیا تھا۔۔۔

"تمہاری حالت بہت پیچیدہ تھی۔۔۔اس وقت تمہے بچانے کی غرض سے میں تمہے لے کر وہاں سے نکل گیا لیکن بد قسمتی سے دھنک وہاں رہ گئی۔۔۔روحاب نے جو گن مجھے مارنے کی غرض سے اٹھائی تھی وہ غلطی سے خود اسے ہی لگ گئی۔۔۔گولی چونکہ دھنک سے چلی تھی اور اتفاق سے ہوٹل کی انتظامیہ بھی اسی وقت وہاں داخل ہوئی اسی لیے روحاب کے قتل کا الزام دھنک کے سر آگیا۔۔۔ورنہ ہم لوگوں نے اسے مارنا نہیں چاہا تھا میں نے غصے میں محض اسے زخمی کیا تھا۔۔۔"

وہ دم سادھے اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔اسے افسوس اس بات کا نہیں تھی کہ وہ لاعلم رہی تھی اس بات کا غصہ تھا کہ اسے لاعلم رکھا گیا مگر کیوں۔۔۔محض اس کی ایک غلطی کی وجہ سے اتنے لوگوں کو سفر کرنا پڑا۔۔۔۔

"دھنک کو بچانے کا یہی راستہ صحیح لگا مجھے اس لیے اس کے باپ کو روحاب کی سچائی بتا کر کیس ختم کروا دیا میں نے۔۔۔ورنہ میرا ارادہ روحاب کی سچائی سب کے سامنے لانے کا تھا مگر خیر۔۔۔"

وہ افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

ہنی نے نگاہیں اُٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔وہاں محبت کی بجائے اجنبیت دیکھ کر وہ لرز گئی۔۔۔

اوئے لالے آگے کی کہانی بتا میری دھنک کو کہاں چھپا کر رکھا ہے توں نے۔۔۔؟؟؟

اپنی پشت کی جانب سے آتی آواز کو سن کر جہاں ہنی ساکت ہوئی تھی وہی اشہب ایک جھٹکے سے پلٹا تھا۔۔۔

جہاں شافع اور مسز مراد کھڑے نجانے کب سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔۔۔۔

* *

ہنی نے بے یقینی سے میں کچھ اضطراب کے عالم میں مسز مراد اور شافع کی جانب دیکھا۔۔۔۔

نجانے کیوں اسے اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ کیونکہ یقیناً وہ دونوں اشہب کو اس پر ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔۔۔ لیکن بھائی اور ممی کے چہرے پر اسے کسی قسم کے تضحیک آمیز تاثرات دیکھائی نہیں دیئے۔۔۔ بہر حال شافع کا سوال سن کر وہ کچھ سمبھل گئی تھی۔۔۔ مگر دل ہی دل میں اشہب سے مس بیہیو پر بے حد شرمندہ تھی۔۔۔

ہنی کے بر عکس اشہب نے بھوئیں چڑھا کر ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

کیوں لالے! توں ہمیشہ اتنا بے خبر رہتا ہے یاں میری بہن کی صحبت کا اثر ہے۔۔۔؟؟

شافع نے بلند آواز میں طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔

شافع کے سوال پر اس نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔۔۔

البتہ ہنی کی طرح اس کے لیے بھی شافع اور مسز مراد کی یوں اچانک آمد غیر متوقع تھی۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ آئیں گے لیکن اتنی جلدی۔۔۔!!!

آپ دونوں یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟؟

ایک ابرو اُٹھا کر قدرے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا گیا۔۔۔

اسے بھی بے حد بُرا لگ رہا تھا ان کا یوں اچانک آنا خاص کر اس موقع پر کہ اس کے اور ہنی کے درمیان اس طرح کی تلخ کلامی کے دوران۔۔۔

جو بھی ہو وہ ہنی کو کسی کے سامنے بھی شرمندہ نہیں کر سکتا تھا چاہے وہ اس کی ماں اور بھائی ہی کیوں ناں ہو۔۔۔ ہنی تو اسے جان سے پیاری تھی ہی لیکن اس کی عزت بھی بہت عزیز تھی۔۔۔

اوئے۔۔۔ تم سے کس نے کہا کہ صرف ہم دونوں آئے ہیں۔۔۔!!!

اشہب کی پیشانی پر بلوں میں اضافہ ہوا تھا جبکہ ہنی کے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات گہرے ہوئے۔۔۔

"وہ کیا ہے ناں۔۔۔ پوری بارات ساتھ لانی پڑی۔۔۔"

شافع نے پلٹ کر دروازے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

اشہب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اسے جھٹکا لگا۔۔۔

جبکہ ہنی صدمے سے بیہوش ہوتے ہوتے بچی۔۔۔ شاید کچھ دیر پہلے تمام رازوں سے پردہ اُٹھنے پر اسے جو جھٹکا لگا تھا یہ جھٹکا اس سے زیادہ بااثر ثابت ہوا تھا۔۔۔

لاؤنج میں مائل، صنم اور دھنک کے والدین داخل ہو رہے تھے۔۔۔۔

اشہب نے ایک تیکھی نگاہ شافع پر ڈالی جو اس کے حیرت زدہ تاثرات سے محفوظ ہو رہا تھا۔۔۔

اب یہ لوگ کس خوشی میں آئے ہیں۔۔۔؟؟

اس نے لاؤنج میں کھڑے تمام نقوش کا بغور جائزہ لیتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"بھئی اب تجھے تو سچ بتانا نہیں تھا ناں ہم بے حد متجسس تھے اس لیے سوچا چلتے ہیں اشھب صاحب کے گھر شو دیکھنے۔۔۔اصل حقیقت وہ خود ہی بتادیں گے۔۔۔ مگر ہمیں کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی درپیش نہیں آئی توں نے خود ہی سب اگل دیا۔۔۔"

ہنی نے دیکھا اب اس کے چہرے پر تناؤ پھیل رہا تھا۔۔۔وہ تشویش میں مبتلا ہو گئی۔۔۔ کہیں اشھب ان سب کو جھڑک کر باہر ہی ناں نکال دے۔۔۔۔

اور اب اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اپنی گھنی میسنی سے مل لوں کہاں چھپا کر رکھا ہے توں نے اسے۔۔۔؟؟

شافع کا لہجہ خاصا کھر دار تھا جیسے وہ تنگ آگیا ہو اس طویل ڈرامے سے۔۔۔

بھائی۔۔!!

ہنی نے اپنی دوست کو ایسے بولے جانے پر تڑپ کر صدمے کی حالت میں شافع کی جانب دیکھا۔۔۔

اچانک اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔۔۔

دھنک کو اشھب نے چھپا رکھا ہے۔۔؟؟

ہنی نے شاک کی کیفیت میں چہرہ گھما کر اشھب کی جانب دیکھا۔۔۔

اشھب جو لاشعوری طور پر اسی کی طرف متوجہ تھا اس کی آنکھوں میں واضح سوال کو فوراً بھانپ گیا۔۔۔۔

پھر اس نے پلٹ کر سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔۔۔

"دھنک تم باہر آسکتی ہو اب۔۔۔۔"

بلند آواز میں اس نے دھنک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

سب حیرت سے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔

سیڑھیوں کے ساتھ ہی دو کمرے موجود تھے جن میں سے ایک سٹور روم تھا اور دوسرا بیڈ روم۔۔۔ جبکہ کچھ فاصلہ پر بڑا سا ماڈرن سٹال کا کچن تھا۔۔۔

چند لمحوں بعد دونوں میں سے ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔ناب گھما کر تھوڑا سا دروازہ کھول کر اس نے اپنی گردن باہر نکالی۔۔۔لاؤنج کا تفصیلی جائزہ لے کر اس نے پورا دروازہ کھول دیا اور باہر آگئی۔۔۔

دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی وہ اشھب کی دائیں جانب جا کھڑی ہوئی۔۔۔ جبکہ بائیں جانب ہنی کھڑی دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یا اللہ یہ اشھب کس قدر میسنا ہے۔۔۔ اتنے دنوں سے میری ہی دوست کو میرے ہی گھر میں چھپا کر رکھا اور خبر تک نہیں ہونے دی۔۔۔۔"

وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی مگر اس کے باوجود اشھب کے تیز کانوں نے اس کی بڑبڑاہٹ واضح سنی تھی۔۔۔

البتہ شرمندگی کے باعث وہ اسے دیکھنے سے اور کوئی بھی سوال پوچھنے سے اجتناب برت رہی تھی۔۔۔

"ان حالات میں مجھے دھنک کو اپنے گھر پناہ دیناہی مناسب لگا۔۔۔ تا کہ یہ سب کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکے۔۔۔"

اشہب نے کہا۔۔۔

شفقت صاحب اور شائستہ بیگم آنکھوں میں نمی لیے بے اختیار اس کی طرف لپکے تھے۔۔۔

انہیں اپنی بیٹی پر فخر محسوس ہو رہا تھا جس نے اتنے مشکل حالات کا ثابت قدمی کے ساتھ سامنہ کیا تھا۔۔۔ مگر کسی صورت راز فشاں ناں ہونے دیا تھا۔۔۔

مسز مراد نے پہلی دفعہ دھنک کو دیکھا تھا۔۔۔ اب تک صرف انہوں نے سنا ہی تھا اس کے متعلق۔۔۔ اور اب وہ بڑے غور سے اس کا تفصیلی جائزہ لینے میں مشغول تھیں۔۔۔

دھنک اگر اتنی اچھی نہیں لگی تھی تو بُری بھی نہیں لگی تھی۔۔۔ ویسے بھی جب وہ کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہے گی اور وہ اسے جانیں گی تبھی وہ اس کے متعلق کوئی بہتر رائے قائم کر سکے گیں۔۔۔ البتہ وہ یہ باخوبی سمجھ چکی تھیں کہ دھنک کے چہرے پر بکھری معصومیت کسی کو بھی اس کی جانب متوجہ کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔ اور دھنک اگر بے انتہا خوبصورت نہیں تھی تو پرکشش ضرور تھی جس سے کوئی بھی انسان اس کی جانب کھنچا چلا جائے۔۔۔ بہرحال شافع کی پسند اتنی بُری بھی نہیں تھی۔۔۔

شائستہ بیگم نجانے کتنی مرتبہ اسے خود سے لپٹا کر پیار کر چکی تھیں۔۔۔اور ہر دفعہ وہ پہلے سے زیادہ والہانہ پن کا مظاہرہ کرتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔۔۔۔

"چلو بھئی شکر ہے ان ماں بیٹی کی صلح تو ہوئی۔۔۔ہمارے گھر کی رونق واپس لوٹ آئی۔۔۔۔"

شفقت صاحب نے ماں بیٹی کا پیار دیکھ کر شرارتی انداز میں کہا۔۔۔۔

ہنی جو کنفیوز سی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی آخر دل کی بات زبان پر لاتے ہوئے آخر دھنک کو مخاطب کر بیٹھی۔۔۔۔

دھنک ! اس سن ہادی کے فون کال کے متعلق میں نے تو کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا پھر تمہے سب کیسے معلوم ہوا۔۔۔؟؟؟

تجسس سے مجبور ہو کر اس نے بلند آواز میں استفسار کیا۔۔۔۔

اسکے سوال پر سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔۔

دھنک کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔

اشھب کو یاد آیا اس سارے چکر میں وہ پریشانی کے عالم میں دھنک سے اصل بات تو پوچھنا ہی بھول گیا۔۔۔سب اسی کی جانب منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اور پھر دھنک کی طرف سے دیئے گئے جواب پر وہاں موجود سبھی لوگوں کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔

صنم نے۔۔۔!!!

دھنک نے گویا سب کے سروں پر دھماکہ کیا تھا۔۔۔۔

ہنی نے جھٹکے سے سر اُٹھا کر شاک کی کیفیت میں مائل کے ساتھ کھڑی صنم کی جانب دیکھا۔۔۔۔

صنم جو کب سے سر جھکائے کھڑی تھی پہلی دفعہ سر اُٹھا کر ہنی سے نظریں ملائیں۔۔۔ گود میں اُٹھائی ہوئی حورین کھکھلا رہی تھی۔۔۔

صنم تم نے۔۔۔؟؟

اس نے جسے یقین دہانی چاہی۔۔۔

صنم نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔

گلے میں آنسوؤں کے پھندے کی وجہ سے اس نے بمشکل کچھ کہنے کے لب کھولے۔۔۔ اور الفاظ جوڑنے لگی۔۔۔

"میں جانتی ہوں ہنی میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط رویہ اختیار کیے رکھا۔۔۔ تمہاری اور دھنک کی اتنے سالوں کی دوستی کا بے حد غلط صلہ دیا۔۔۔ بٹ بلیومی میں نے ایسا بالکل بھی نہیں چاہا تھا۔۔۔ اچانک نجانے مجھے کیا ہو گیا۔۔۔ میں غرور کے ساتویں آسمان پر جا بیٹھی۔۔۔ میں بھول گئی کہ میں انسان ہوں۔۔۔"

ہنی نے دیکھا اس کے رخسار شرمندگی سے سرخ ہو چکے تھے جبکہ آنسو ہنوز جاری تھے۔۔۔

"اس دن میں یوں ہی ہادی کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی۔۔۔ مگر اندر سے آتی آوازوں پر ٹھٹھک کر رک گئی۔۔۔۔ ہادی شاید کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔۔ اور پھر اس کی باتیں سن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔ میں مانتی ہوں میں نے تمہیں بد دعائیں دیں۔۔۔۔ بہت بُرا بھلا کہا۔۔۔ یہاں تک کہ بد کردار بھی کہا۔۔۔ لیکن ہادی کی پلیننگ سن کر پتہ نہیں کیسے میرا سویا ہوا ضمیر جاگ گیا۔۔۔ اور مجھے اس وقت محسوس ہوا کہ میں زبان سے چاہے کچھ بھی کہوں مگر میرے دل کے کسی گوشے میں آج بھی تمہارے لیے وہی محبت اور عزت قائم تھی۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں تم سے جتنی بھی نفرت کروں لیکن جب بات عزت کی ہو تو اس پر کمپرومائز نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔ میں کسی طور تمہاری عزت پر آنچ آنا نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔ اسی لیے اس وقت جلدی میں جس کا نمبر ملا اسی کو فون ملا دیا۔۔۔ اور اس دن میں نے دھنک کو سب بتا دیا۔۔۔۔"

تمام نقوش دم سادھے ان انکشافات سن رہے تھے۔۔۔۔ سبھی کے لیے صنم کی باتیں غیر متوقع تھیں۔۔۔۔ خاص کر ہنی تو جیسے بے یقینی ہی بے یقینی سی کی کیفیت میں تھی۔۔۔۔ اس نے خواب میں نہیں سوچا تھا کہ ایسے حالات میں صنم اس کے لیے فرشتہ ثابت ہو گی۔۔۔۔

صنم آگے بڑھ کر ہنی کے روبرو جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

"ایم سوری ہنی۔۔۔۔ یار میں نے جو کیا وہ بہت زیادہ غلط تھا۔۔۔ بٹ آئی سویئر میں تم سے بے حد محبت کرتی ہوں۔۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔"

صنم نے روتے ہوئے التجایانہ لہجے میں کہا۔۔۔

ہنی نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے اور پھر آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گئی۔۔۔

"لو جی شروع ہو گئی بن موسم برسات۔۔۔یار تم لڑکیاں کیا رونے کی مشین ہو۔۔۔خوشی کا موقع ہو یا غم کا چوبیس گھنٹے روتی رہتی ہو۔۔۔"

مائل نے انہیں روتے دیکھ کر تبصرہ کیا۔۔۔

"مائل بھائی! ہم لڑکیاں رونے کے علاوہ رلاتی بھی بہت اچھا ہیں۔۔۔آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے بھلا۔۔۔"

دھنک نے مسکراہٹ دبا کر شرارت آمیز لہجے میں کہا جس پر وہ جھنپ سا گیا۔۔۔

"ناں پوچھو بہن۔۔شادی شدہ لوگوں کے دکھ بس ہم شادی شدہ ہی جانیں۔۔۔"

مائل نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو صنم نے ہنی سے الگ ہو کر اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

ہاں بھئی سالے صاحب کیا ارادے ہیں اب آپ کے۔۔۔؟؟

اشہب نے شافع کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"بھئی ارادے بہت نیک ہیں۔۔۔۔کیا ہے ناں مجھے ساری زندگی کنوارا رہنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔۔۔"

شافع نے شرارت سے آنکھ مارتے ہوئے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا۔۔۔

کیا کہتی ہو دھنک۔۔۔؟؟

اشہب نے دھنک کو پیار سے ساتھ لگاتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"اشہب بھائی مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔۔۔اس نے ابھی ابھی کچھ دیر پہلے مجھے گھنی میسنی کہا تھا۔۔۔۔"

دھنک نے صدمے سے کہتے ہوئے جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔۔۔

اشہب نے مصنوعی سنجیدگی سے شافع کی جانب دیکھا۔۔۔۔

شافع نے بے ساختہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"استغفر اللہ کتنے تیز ہیں تمہارے کان یار۔۔۔"

شافع کی بات پر اس نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

"پاپا آپ میری طرف سے انکار کر دیں۔۔۔۔"

ناراضگی سے منہ بسورتے ہوئے اس نے شفقت صاحب سے کہا۔۔۔۔جو مسکراہٹ روکنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

"یار کیوں تم مجھے کنوارا مارنے پر تلی ہو۔۔۔۔خدا کا واسطہ رحم کرو مجھ پر بال سفید ہو جانے میرے۔۔۔۔"

اب کی بار مسز مراد نے بھی گفتگو میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔۔۔ماحول کا تناؤ ایک دم ہی ختم ہو چکا تھا۔۔۔اب سب ہلکے پھلکے سے ہو کر ماحول کو انجوائے کر رہے تھے اور شافع کی حالت دیکھ کر محفوظ ہو رہے تھے۔۔۔۔

"کوئی بات نہیں تم کلر کروالینا بال۔۔۔۔"

کمال بے نیازی سے کہے گئے جملے پر اس دفعہ مائل اپنا قہقہ نہیں روک سکا تھا۔۔۔۔

شافع نے چہرہ گھما کر اسے خفگی سے گھورا۔۔۔۔

"کاش میں بھی اشہب کی طرح غنڈہ ہوتا کاش۔۔۔جو پسند آئے اسے آرام سے اٹھوالو۔۔۔۔ورنہ لڑکیوں کے نخرے برداشت کرنا الگ سیاپا ہوتا ہے۔۔۔۔"

شافع نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

اشہب نے بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے قہقے کو روکنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔

"بس بھئی بہت ہو گیا۔۔۔بند کریں آپ سب میرے بیٹے کو تنگ کرنا۔۔۔اور دھنک بیٹا۔۔بنیں گیں تو آپ میری ہی بہو انکار کی کوئی گنجائش نہیں اوکے۔۔۔۔"

بالآخر مسز مراد نے اپنے بیٹے پر ترس کھاتے ہوئے مستحکم انداز میں کہا۔۔۔۔

شافع کو اپنی ماں پر بے انتہا پیار آیا۔۔۔۔

کیوں شفقت بھائی۔۔۔ آپ کیا کہتے ہیں۔۔۔ آج سے دھنک کو میری بیٹی بنانے پر رضامند ہیں ناں آپ۔۔۔؟؟

مسز مراد نے شفقت صاحب سے تائید چاہی۔۔۔۔

انہوں نے سر ہلا دیا۔۔۔۔

"بھئی جس طرح آپ کے بیٹے نے میری بیٹی کی ایک محافظ کی طرح حفاظت کی۔۔۔۔اور اتنے بڑے واقعے کے باوجود اسے اپنی عزت سمجھ کر ہماری عزت کا پاس رکھتے ہوئے اسے واپس گھر بھیج دیا۔۔۔۔مجھے اسی دن احساس ہو گیا تھا کہ میری بیٹی کے لیے شافع سے بڑھ کر کوئی بہترین ہمسفر ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔۔"

شفقت صاحب نے شافع کو ستائش سے دیکھتے ہوئے محبت پاش لہجے میں کہا۔۔۔۔

"بس پھر مبارک ہو بھائی صاحب آج سے دھنک ہماری بیٹی ہوئی۔۔۔اور ہم اسی مہینے اسے دلہن بنا کر اپنے گھر لے جائیں گے۔۔۔۔"

مسز مراد کی بات سن کر وہاں موجود تمام چہرے کھل اٹھے اور سب ایک دوسرے کو مبارک پیش کرنے لگے۔۔۔۔

ارے صنم یہ کس کی بیٹی ہے۔۔۔۔؟؟؟

اتنی دیر میں پہلی دفعہ دھنک کی نگاہ صنم کی گود میں اُٹھائی گول مٹول سی بچی پر پڑی۔۔۔۔

دھنک کی بات سن کر باقی سب نے بھی تعجب سے اس ننھی بچی کی جانب دیکھا۔۔۔۔

یہ ہماری بیٹی ہے حورین۔۔۔!!!

صنم نے بتایا۔۔۔

ہیں تمہاری بیٹی۔۔۔؟؟

ہنی اور دھنک نے الجھتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

"ارے نہیں اصل میں مائل کے ایک کزن کی دو منتھ پہلے کار ایکسیڈینٹ میں دیتھ ہو گئی۔۔۔ یہ انہیں کی بیٹی ہے۔۔۔ میں نے اور مائل نے اسے ایڈاپٹ کر لیا۔۔۔"۔

صنم نے مسکراتے ہوئے سب کو تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔!!!

دھنک نے بے ساختہ اس پیاری بچی کو گود میں اُٹھالیا۔۔۔ بچوں سے اسے شروع سے خاصا لگاؤ تھا۔۔۔

"اور بہت جلد حورین کا بھائی بھی آنے والا یے۔۔۔"

مائل کی بات سن کا صنم کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔۔۔

مبارک ہو بھئی۔۔۔

شافع مائل کے گلے لگتا ہوا بولا۔۔۔

"ویسے میں سوچ رہا ہوں کیوں ناں دھنک کو بھی ایڈاپٹ کر لوں۔۔اتنی پیاری معصوم سی بہن مل جائے گی مجھے۔۔۔۔"

اشہب نے دھنک کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

معصوم۔۔۔!!!

مائل نے طنزیہ اور جتاتی نظروں سے اشہب کو گھورا۔۔۔۔

مائل۔۔۔!!!

شافع نے مائل کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ناٹ فیئر اشہب بھائی۔۔۔۔ آپ آلریڈی میری سویٹ ہارٹ کو مجھ سے چھین چکے ہیں اب میری بہن کو بھی اُڑانے کے چکروں میں ہیں۔۔۔۔"

عاشر نے اشہب کو قہر برساتی نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہنی کا منہ اس بے شرمی پر کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔

باقی سب کا حال بھی اس سے مختلف نہیں تھا۔۔۔۔

سب سے پہلے مائل کا قہقہا بلند ہوا تھا۔۔اور پھر شفقت صاحب کا۔۔۔۔

"جب کہ ہنی منہ کھولے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

بیٹا جب بڑا ہو جائے گا ناں پھر سویٹ ہارٹ بھی بنا لیں۔۔۔ میری بیوی پر لائنیں مارنے سے گریز کر۔۔۔"

اشہب نے آگے بڑھ کر اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

عاشر کچھ خائف سا ہو کر دور جا کھڑا ہوا۔۔۔ البتہ باقی سب کا ہنس ہنس کر بُرا حال تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب صوفے پر بیٹھے آپس میں باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔

اشہب ان سب کو ایک دوسرے میں مگن دیکھ کر آہستہ سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

ہنی نے کچھ اضطراب کے عالم میں اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔

کچھ دیر پہلے والی بے چینی اور اضطراب نے اسے پھر سے اپنی گرفت میں لے لیا۔۔۔

شافع نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔۔۔

جاؤ منا لو۔۔۔!!

وہ سر ہلاتی ہوئی اشہب کی تقلید میں سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔

وہ آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔۔۔

وہ سامنے ہی کھڑکی کے قریب کھڑا ایک ہاتھ میں سیگرٹ لیے نجانے کس چیز پر غور کر رہا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں تو باہر باہر سے دیکھائی دے رہے مناظر پر تھی مگر اس کا ذہن کہاں اٹکا ہوا تھا وہ سمجھنے سے قاصر

تھا۔۔۔ بہر حال اتنا تو وہ جانتی تھی کہ وہ ناراض تھا تبھی اس طویل گفتگو کے دوران ایک دفعہ بھی اس نے ہنی کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔۔

وہ دھیمی چال چلتی ہوئی اس کے روبرو جا کھڑی ہوئی۔۔۔

خفگی سے اس کے منہ سے سیگرٹ نکال کر نیچے پھینک دی۔۔۔

اشہب نے ناگواری سے اس حرکت پر ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔۔

لیکن وہ اس کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر آگے بڑھ کر اس کے کشادہ سینے پر سر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔ ہنی کو خود سے الگ کرنے کی کوشش اس نے نہیں کی تھی۔۔۔۔

گہری سانس لے کر وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔۔۔

"تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔۔۔۔"

سرگوشی نما انداز میں کہی گئی بات ہنی کی سماعت نے با آسانی سن لی تھی۔۔۔

"میں تمہے کوئی وضاحت نہیں دوں گی تم میرے غصے سے لاعلم نہیں تھے۔۔۔"

اس کے سینے میں منہ چھپائے وہ بے تکلفی سے کہہ گئی تھی۔۔۔

بھلا اس کے اور اشہب کے رشتے میں کیسا تکلف۔۔۔

اگر تمہارا غصہ اتنا شدید ہے تو پیار کتنا شدت بھرا ہو گا۔۔۔!!!!

اس کے بالوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے سہلاتے ہوئے وہ اقرار کر رہا تھا۔۔۔

یہ تم سے بہتر کون جان سکتا ہے اشہب۔۔۔ کیا تم نے میری محبت کی شدت محسوس نہیں کی۔۔۔؟؟

دلکش مسکراہٹ اس کے لبوں پر رقص کرنے لگی۔۔۔

اگر اس کا اظہار ناراضگی عجیب تھا تو ہنی کا اظہار محبت بھی بے حد عجیب تھا۔۔۔

اس نے نرمی سے ہنی کو خود سے الگ کیا اور اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔۔۔۔

پھر اپنا چہرہ اس کے بے حد قریب لے گیا۔۔۔۔

ہنی کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ ایک لمحے کے لیے وجود ساکت سا ہو گیا۔۔۔

وہ اب اپنے لب اس کے گال پر رکھ چکا تھا۔۔۔ جہاں کچھ دیر پہلے اس نے پوری شدت سے تھپڑ مارا تھا۔۔۔

وہ اس کے سرخ گال کو اپنے لبوں سے چھو رہا تھا۔۔۔ اور اسے اپنی محبت کے احساس سے آشنا کر رہا تھا۔۔۔

ہنی کو اس کے جنون سے خوف آنے لگا۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ تھامے وہ اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"تم بہت مختلف ہو۔۔۔"

ایسی سچویشن میں بھی وہ کہے بغیر ناں رہ سکی۔۔۔

بے ساختہ اشہب کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔

"کبھی کبھی تم بہت عجیب بیہیو کرتے ہو۔۔۔ایک دم بالکل بدل جاتے ہو۔۔۔اور پھر مجھے تم سے خوف آنے لگتا ہے۔۔۔۔"

وہ اسے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی دھیمی آواز میں بڑبڑائی۔۔۔۔

حالانکہ ایسا ہونا نہیں چاہیے تمہارے" معاملے میں بہت سمبھل سمبھل کر قدم رکھتا ہوں۔۔۔کوشش کرتا ہوں تم میرے جنون سے محفوظ رہو۔۔۔"

"تمہے دیکھ کر میں خود پر سے کنٹرول کھو دیتا ہوں۔۔۔اور شاید اپنے حواس بھی۔۔۔ایک لمحے کے لیے سب کچھ بھول کر میں تم میں کھو جاتا ہوں۔۔۔تم مجھے ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیتی ہو اشھب کی جان۔۔۔۔"

اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب لیجا کر وہ سرگوشی نما انداز میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔

ہنی نے بمشکل خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کی جبکہ وہ نارمل نہیں تھی۔۔۔

تم نے مجھے کچھ بتانا نہیں تھا اشبھی کی جان۔۔۔؟؟

وہ اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ کی مدد سے اوپر اُٹھاتے ہوئے براہ راست کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کرنے لگا۔۔۔۔

ہنی کی آنکھوں میں بے یقینی کا تاثر ابھرا۔۔۔۔

اسے کیسے پتہ چلا۔۔۔؟؟

بے اختیار اس نے سوچا۔۔۔

کک کچھ بھی نہیں۔۔۔مجھے کیا بتانا ہو گا۔۔۔۔؟؟؟

جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے اس نے تعجب سے استفسار کیا۔۔۔

کیا واقع ہی تمہے مجھے کچھ نہیں بتانا۔۔۔؟؟؟

مسکراہٹ دبائے مصنوعی سنجیدگی اختیار کیے وہ اسے مزید کنفیوز کر رہا تھا۔۔۔۔

ہنی خوامخواہ ہی شرمانے لگی تھی۔۔۔

کسی معمول کی طرح اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اشہب نے ایک ابرو اچکا کر کچھ حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔۔؟؟

وہ شدید حیرے کے عالم میں ہوچھنے لگا۔۔۔

اشی تنگ نہیں کروناں۔۔۔!!!!

وہ بے چارگی سے کہتی ہوئی شرما کر اپنا منہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔

اشہب زور سے ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

"آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔"

وہ اسے اطلاع دینے والے انداز میں کہتا ہوا اس کے گرد بازو حائل کر چکا تھا۔۔۔

"لیکن نجانے کیوں دل چاہ رہا ہے تمہارے منہ سے سننے کو۔۔۔"

ہنی کو علیحدہ کرتے ہوئے اس نے اپنی خواہش ظاہر کی۔۔۔

اشی!! ۔۔۔ ناراضگی سے منہ بسور کر اس نے اشہب کی جانب دیکھا۔۔۔

پلیز!! ۔۔۔ وہ ضد کرنے لگا۔۔۔

ہنی نے اپنے دونوں بازو اس کی گردن کے گرد حائل کیے اور اس کے مزید قریب ہو گئی۔۔۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔۔۔؟؟

اس نے پوچھا۔۔۔

کوئی شک۔۔۔؟؟

اشہب نے اپنی پیشانی ہلکے سے اس کی پیشانی سے ٹکرا کر پوچھا۔۔۔۔

وہ اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب لے گئی اور سرگوشی کرنے لگی۔۔۔

"اب تک تمہاری محبت میرے دل میں دھڑکن بن کر دھڑک رہی تھی۔۔۔ لیکن اب وہ میرے وجود میں زندگی بن کر سانس لے رہی ہے۔۔۔"

وہ محبت بھرے انداز میں اسے بتانے لگی۔۔۔

اشھب اپنے انگ انگ میں سرشاری اُترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

آہستہ سے اس نے ہنی کی ٹھوڑی چوم لی۔۔

مجھے نہیں پتہ میں کیوں خوش ہوں۔۔۔!!

اس لیے کہ تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔۔یاں اس لیے کہ " تم "میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔۔۔۔

وہ لفظ تم پر زور دیتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

اس کی عجیب سی بات پر ہنی کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔۔۔

" سمجھ نہیں آتا ایک مرد خود کو ایک ایسی عورت سے محبت کرنے سے کیسے روک سکتا ہے جو اس کے بچے کی ماں کہلائی جائے۔۔۔جس کا احساس اس عورت کے وجود میں مہکتا ہو۔۔۔"

وہ پرسوچ انداز میں کہنے لگا۔۔۔جبکہ نگاہیں ہنوز اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔۔۔

" اشھب منہاج! میں اقرار کرتی ہوں کہ مجھے تمہارے انداز عشق سے عشق ہے۔۔۔"

وہ اشھب کی پیشانی کو محبت سے چومتی ہوئی اقرار کرنے لگی۔۔۔

اور اشھب منہاج کی روح تک سرشار ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ دلہن کے روپ میں سجی سنوری کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

چند گھنٹوں پہلے ہی وہ مسز شافع کی حیثیت سے مرادولا آچکی تھی۔۔۔

آج سب نے اس کی بے حد تعریف کی تھی کیونکہ دلہن بن کر وہ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔واقع ہی دلہن کے جوڑے میں ہر لڑکی ہی پرکشش دیکھائی دیتی ہے اور اس بات کا اندازہ آج اسے باخوبی ہو گیا تھا۔۔۔ہمیشہ سادہ سی رہنے والی دھنک رضا آج بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔وہ پہلی دفعہ دلہن نہیں بنی تھی روحاب کے قتل کے تھوڑے عرصے بعد اپنی شادی والے دن وہ دلہن بنی تھی لیکن اس دن اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا اور وہ خاصی کمزور بھی دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔اس کے برعکس آج اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔۔۔

اپنے عقب میں آہٹ سن کر اس کی سوچوں کا سلسلہ ٹوٹا۔۔۔

وہ دبے قدموں سے چلتا ہوا اسے نرمی سے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

اور بغیر پلٹے بھی جانتی تھی کون ہو سکتا ہے۔۔۔

پھر اس نے نرمی دھنک کا ہاتھ تھاما اور اس کی انگلی میں پیاری سی انگھوٹی پہنا دی۔۔۔

کیسی لگی۔۔۔؟؟

شافع نے استفسار کیا۔۔۔

بہت پیاری۔۔۔!!!

اپنی سفید مخروطی انگلی میں جگمگاتی انگھوٹی کو ستائش سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔

تم سے زیادہ نہیں۔۔۔!!

اس نے دھنک کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ کسی بھاری لہنگے یا بھاری جیولری میں ملبوس نہیں تھی۔۔۔ مسز مراد نے اس کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لیے سرخ رنگ کا بہت پیارا سا پاؤں کو چھوتا فراک اور چوری دار پاجامے کا انتخاب کیا تھا۔۔۔ ساتھ ہمرنگ کامدار دوپٹہ جو اس کے کندھے پر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ اور سرخ رنگ کا ہی حجاب اس نے سر کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔۔۔ البتہ جیولری اس نے ہلکی سی زیب تن کی ہوئی تھی۔۔۔ دھنک نے پورے فنکشن میں کوئی خاص تھکان محسوس نہیں کی تھی۔۔۔ نفاست سے کیے گئے میک اپ میں اس کا چہرہ مزید نکھر گیا تھا۔۔۔۔ وہ دھنک کے پہلو میں ہی کھڑا ہو کر کھڑکی سے صاف دیکھائی دیتے چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔

پورے چاند کو نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے وہ دھنک سے مخاطب ہوا۔۔۔

"جانتی ہو مجھے آج تک یہ چاند اتنا خوبصورت کبھی نہیں لگا جتنا آج لگ رہا ہے۔۔۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے آج میں بھی اس پورے چاند کی طرح مکمل ہو گیا ہوں۔۔۔"

دھنک نے چہرہ موڑ کر مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

"تمہارے اعتبار نے مجھے جیت لیا شافع۔۔۔"

دھنک کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ چونک گیا۔۔۔

"تمہے میرے اعتبار نے نہیں اشہب کی ہمت نے جیتا ہے۔۔۔۔"

وہ اس کی تردید کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔!!!

"مجھے تم نے جیتا ہے شافع۔۔۔ تمہارے اعتبار نے۔۔۔ تم چاہتے تو پیچھے ہٹ سکتے تھے کیونکہ جو بھی ہو بہر حال مجھ سے روحاب کا قتل ہو گیا تھا۔۔۔ مگر تم نے اتنا سب ہونے کے باوجود مجھ پر اعتبار کیا اور اپنی مام تک کو میرے کردار پر بات نہیں کرنی دی۔۔۔۔"

وہ نفی میں سر ہلا کر پختہ لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

شافع ٹھٹھک گیا۔۔۔۔

تمہے یہ بات کس نے بتائی۔۔۔۔؟؟

اس نے حیرت سے استفسار کیا۔۔۔۔

"آنٹی نے بتایا تھا اس دن۔۔۔۔"

وہ بغیر کسی لگی لپٹی کے بولی۔۔۔۔

شافع نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

تم خوش ہو۔۔۔؟؟

کچھ دیر خاموشی کے سلسلہ برقرار رہا پھر شافع نے اس سے استفسار کیا۔۔۔

دھنک نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔۔اور تم۔۔۔؟؟

اس کے سوال کے جواب میں وہ خاموش رہا۔۔۔

آہستہ سے اسے شانوں سے پکڑ کر گھمایا۔۔۔اب وہ اس کے روبرو کھڑی تھی۔۔۔

شافع کچھ دیر پوری توجہ سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔پھر اس کی چھوٹی سی بندیا کو چھوتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"بہت زیادہ۔۔۔اپنی خوشی کی شدت میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔"

کچھ دیر پہلے پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

وہ مسکرائے بغیر ناں رہ سکی۔۔۔

اب وہ اس کے سر پر لپیٹے حجاب کی پنز نکال رہا تھا۔۔۔

"تمہارے بال دیکھنے کی میری ہمیشہ سے بہت خواہش تھی۔۔۔"

وہ اب اس کا حجاب کھول چکا تھا اور اس کے سر کو حجاب سے آزاد کر رہا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس کا سر حجاب سے آزاد ہوا ڈھیلے سے جوڑے میں قید کیے گئے بال ایک جھٹکے سے کھل کر کمر پر کسی آبشار کی مانند بکھرے تھے۔۔۔۔

وہ اب انگلیوں کی پوروں سے اس کے بال سہلانے لگا۔۔۔

"تمہارے بال بہت پیارے ہیں۔۔۔"

وہ کہے بنا ناں رہ سکا۔۔۔

"تمہیں الجھن ہو رہی ہو گی ناں اس سے۔۔۔"

وہ اب اس کی جیولری آہستہ سے اتار کر کچھ فاصلے پر موجود ڈریسنگ پر رکھ رہا تھا۔۔۔

دھنک کھکھلائی۔۔۔

شافع! مجھے نہیں ہو رہی الجھن۔۔۔!!!

ہنستے ہوئے اس نے جیسے تسلی تھی۔۔۔

ورنہ شافع اسے بالکل بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے دھنک کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔

"مسز شافع! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تم پر مرمٹا ہوں۔۔۔"

دھنک ایک دفعہ پھر کھکھلائی۔۔۔

وہ چہرہ اس کے کان کے قریب لیجا کر آنچ دیتے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اجازت ہو تو تمہارے لبوں کو چھولوں۔۔۔؟؟

دھنک کے گال دہکنے لگے تھے۔۔۔

بے ساختگی میں اس نے محض سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔۔۔

وہ آہستہ سے اس کے ہونٹوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھونے لگا۔۔۔

دھنک بے اختیار آنکھیں موند گئی۔۔۔

پھر وہ اپنی ایک انگلی کی پشت سے اس کے ہونٹوں کو سہلا رہا تھا۔۔۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ وہ اس کے ہونٹوں کی نرمی محسوس کر کر رہا تھا۔۔۔

دھنک کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔۔۔

کچھ دیر ایسا کرنے کے بعد شافع نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر محبت کی پہلی مہر ثبت کی۔۔۔

تمہے اظہار نہیں کرنا۔۔؟؟

اس کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے وہ اب لبوں سے لگا چکا تھا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔!!!

دھنک نے شرارت سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

"ایس پی صاحب! میں آپ کی بیوی ہوں مجرم نہیں جس سے ڈنڈے کے زور پر آپ اقرار جرم کروالیں گے۔۔"

بازو سینے پر باندھ کر پُر اعتماد لہجے میں کہا گیا۔۔۔

"اگر محبت کو جرم سے تشبیہ دے ہی دی گئی ہے۔۔۔تو آپ سے ہر روز اعتراف جرم کروانا ہم پر واجب ہے۔۔۔۔"

اس کی گھمبیر اور پر یقین آواز کمرے کے سکون کو چھیڑ گئی۔۔۔۔

اوہ۔۔۔

دھنک نے ہونٹوں کو گول کر کے اسے دیکھا۔۔۔

پھر اس کی گردن کے گرد بازو حائل کرتی ہوئی اس کے مزید قریب ہو گئی۔۔۔۔

"تو پھر ٹھیک ہے ایس پی صاحب ہمت ہے تو کروالیں اظہار محبت۔۔۔میں بھی دیکھو کیا کر سکتے ہیں آپ۔۔۔۔"

جوابا وہ شرارتی انداز میں اسے وارن کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"کرنے کو تو خیر میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔اور ہمت کی بات تو آپ کریں ہی ناں مسز شافع۔۔۔آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ ہم میں کتنی ہمت ہے۔۔۔رہی بات اظہار محبت کی تو وہ تو میں کروا کر رہوں گا۔۔۔آج نہیں تو کل سہی۔۔۔۔"

وہ اٹل انداز میں کہتا ہوا اسے اپنی مضبوط پناہوں میں بھر چکا تھا۔۔۔۔

اسے اپنی گود میں اُٹھا کر وہ بیڈ کی جانب چل دیا۔۔۔۔

احتیاط سے اسے بیڈ پر بٹھا کر سائیڈ سے تکیہ اُٹھا کر اس کی گود میں رکھا۔۔۔اور خود اس کی گود میں پڑے تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

دھنک نے خفگی سے اسے گھورا۔۔۔

"یہ کیا آپ ابھی سے ناراض ہو گئیں۔۔۔ابھی تو ہمیں بہت سے حق جتانے ہیں مسز شافع۔۔۔"

معنی خیزی سے کہتا ہوا وہ اس کا ہاتھ اپنے بالوں پر رکھ چکا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر یوں اسے گھورتی رہی پھر دھیرے دھیرے ہاتھ اس کے بالوں میں چلانے لگی۔۔۔

خاموشی کا سلسلہ جب طویل ہوتا چلا گیا تو شافع نے گلا کھنکھار کر اسے توڑنا چاہا۔۔۔

"میں تم سے کسی قسم کے کوئی عہد و پیمان نہیں کروں گا۔۔۔تم جانتی ہو کہ ایسے ہی انسان کی زندگی اور موت کا کوئی پتہ نہیں پھر میرا پروفیشن بھی کچھ ایسا ہے۔۔۔میں نہیں جانتا میں کب ہوں کب نہیں۔۔۔"

دھنک کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ابھی تو وہ وصل کے لمحوں کو صحیح سے محسوس بھی نہیں کر سکی تھی اور وہ جدائی کی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

البتہ شافع اس کی کیفیت سے انجان اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جب تک زندہ ہوں تم پر کبھی کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔۔۔تمہیں ہر تکلیف ہر غم سے دور رکھوں گا۔۔۔۔ دوسروں کی گرنٹی میں نہیں دے سکتا لیکن کم از کم میری ذات سے تمہیں کبھی کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔۔۔۔ اور اگر کبھی مجھے کچھ ہو بھی گیا تو ممی تمہارا خیال رکھے گیں۔۔۔ اور۔۔۔۔!!!!!

کیا ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے۔۔۔؟؟

ہنی کے سوال پر اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔۔ شافع نے چونک کر آنکھیں کھول کے اسے اسے دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں نمی صاف چمک رہی تھی۔۔۔۔

دھنک میری جان کیا ہوا۔۔۔؟؟

وہ بے اختیار اُٹھ کر اس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

جبکہ وہ بلک بلک کر رودی۔۔۔۔

شافع کو ایک دم شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔۔ کم از کم اسے ایسے موقع پر اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔۔۔ یہ باتیں کل بھی تو ہو سکتی تھی ناں۔۔۔

دھنک کو ساتھ لگا کر وہ چپ کروانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

"دھنک جان کیا ہوا چپ ہو جاؤ یار تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔۔"

وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔

"اچھا نہیں کرتا ایسی باتیں ہیں پلیز تم چپ ہو جاؤ۔۔۔"

شافع کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اسے خاموش کروائے۔۔۔۔

آپ ہمیشہ مجھے رلاتے ہو۔۔۔۔!!!

وہ بچوں کی طرح شکوہ کرنے لگی۔۔۔۔

"سوری یار۔۔۔۔ریئلی سوری۔۔۔مجھے ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔"

وہ اچھی طرح سے واقف تھا دھنک جتنی مضبوط خود کو ظاہر کرتی تھی در حقیقت اتنی تھی نہیں وہ اندر سے بلکل نازک سی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر رو دینے والی۔۔۔

اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ ہنوز اسے اپنے حصار میں لے ہوا تھا۔۔۔۔

آپ پرومس کریں آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔؟؟

وہ اس کی جانب پر یقین نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

شافع نے کسی معمول کی طرح اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔

البتہ اب وہ اس سچویشن کو انجوائے کرنے لگا تھا۔۔۔۔

دھنک کی بچوں والی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے مزہ آنے لگا تھا۔۔۔۔

نہیں جا رہی کہی میں میری تیز چھڑی۔۔۔!!!

محبت سے اس کی ناک دباتے ہوئے بولا۔۔۔

جبکہ وہ خفگی سے سر اس کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔۔

تین مہینوں بعد۔۔۔۔۔

اس نے محتاط انداز میں ادر گرد دیکھا اور پوری تسلی ہو جانے کے بعد احتیاط سے سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔۔

جب اچانک ہی کہی سے اشہب نمودار ہوا تھا۔۔۔۔

ہنی! تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ میرے منع کرنے کے باوجود۔۔۔۔؟؟؟

ہنی کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔

نجانے یہ شخص کہاں چھپ کر چوبیس گھنٹے چوکیداری کرتا رہتا تھا۔۔۔۔

نہایت بے چارگی کے عالم میں اس نے سر اُٹھا کر اشہب کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

اشہب تم بزنس چھوڑ کر جاسوسی کی فیلڈ میں کیوں نہیں چلے جاتے۔۔۔۔؟؟

اس نے اشہب کو گھورتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔۔

"کیوں نہیں جاناں۔۔۔ وہاں بھی چلا جاؤں گا فلحال آپ چلیں کمرے میں۔۔۔۔"

وہ قدم باقدم چلتا ہوا اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلہ طے کرنے لگا۔۔۔۔

"اشی! مجھے باہر جانا ہے لان میں۔۔۔۔۔"

وہ احتجاج کرنے لگی۔۔۔۔

"ہنی اتنی رات کو تمہے باہر لان میں کیا کرنا ہے اتنی ٹھنڈ میں صبح چلی جانا۔۔۔"

ہنی نے ناراضگی سے منہ بسورا۔۔۔۔

لیکن وہ اس کی مزحمت کو بغیر کسی خاطر میں لیے اسے باہوں میں بھر چکا تھا۔۔۔۔

اور احتیاط سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔۔۔

"ویسے جب تم میری اتنی خدمتیں کرتے ہو تو بہت کیوٹ لگتے ہو۔۔۔۔"

اس کے گال کھینچتے ہوئے وہ معصویت سے کہنے لگی۔۔۔۔

"ڈارلنگ میں چھوٹا بچہ نہیں ہوں جس کہ تم گال کھینچ رہی ہو۔۔۔"

وہ اس کی حرکتوں سے عاجز آتے ہوئے بولا۔۔۔۔

میں تو کھینچوں گی۔۔۔۔!!

وہ کہاں باز آنے والوں میں سے تھی۔۔۔۔ دوبارہ اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔۔

اشہب کے لیے یہ کون سی نئی بات تھی۔۔۔ ہنی چوبیس گھنٹے اسے تنگ کرتی رہتی تھی۔۔۔ کبھی کوئی فرمائش تو کبھی کوئی فرمائش۔۔۔ کبھی ضد کر کے اسے پورا دن اپنے پاس ہی بیٹھائے رکھتی۔۔۔ اور تنگ اس قدر کرتی تھی

کہ کبھی اس کے گال کھینچتی تو کبھی اس کی ناک دباتی۔۔۔۔ بعض اوقات بات بال کھینچنے تک بھی پہنچ جاتی تھی۔۔۔۔

اشہب کو وہ کہی سے بھی پہلے والی میچور اور سمجھدار ہنی نہیں لگتی تھی۔۔۔۔ پریگیننسی کے دنوں سے وہ بالکل بچوں جیسا بیہیو کرنے لگی تھی۔۔۔۔ اشہب بچارہ ان دنوں خوار ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔۔ خاص کر رات کو سوتے وقت اسے خاص احتیاط کرنے پڑتی کہ کہی وہ بیڈ سے نیچے ہی ناں گر جائے۔۔۔۔

تم دن بادن بھاری نہیں ہوتی جارہی جانم۔۔۔۔؟؟

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے استفسار کیا۔۔۔۔

ہنی نے تعجب سے اسے دیکھا کم سے کم اس کے لیے تو یہ سوال غیر متوقع ہی تھا۔۔۔۔

"ہاں کیونکہ اب میں ڈبل جو ہوں تو ظاہر ہے بھاری ہی ہوں گی۔۔۔۔"

وہ کندھے اچکا کر بولی۔۔۔۔

وہ سر ہلا کر اسے احتیاط سے بیڈ پر بٹھانے لگا۔۔۔۔

اشی! ایک بات پوچھو۔۔۔؟؟

وہ اسے کمبل اوڑھارہا تھا جب وہ پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

ہو چھو جاناں۔۔۔۔!!!!

بیڈ کی دوسری سائیڈ بیٹھ کر اپنے جوتے اتارتے ہوئے اس نے اجازت دی۔۔۔

جب ہمارا بے بی ہو جائے گا تب بھی تم مجھ سے اتنی محبت کرو گے۔۔۔؟؟؟

اشہب کے ہاتھ لمحہ بھر کو تھمے تھے۔۔۔

ہلکا سا تبسم لبوں پر بکھر گیا۔۔۔

اپنا تکیہ درست کرتے ہوئے وہ بیڈ پر صحیح سے لیٹ گیا۔۔۔

جبکہ ہنی اس کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔

اشہب نے ایک نظر بغور اس کے بے چین چہرے کی جانب دیکھا۔۔۔اور پھر اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

"انہوں میں تمہے پہلے سے بھی زیادہ پیار کروں گا۔۔۔"

اس کے رخسار کو محبت سے چھوتے ہوئے وہ بولا تھا۔۔۔

"پرومس کرو ہمارے جتنے مرضی بے بی ہو جائے اور وہ چاہے مجھ سے زیادہ پیارے ہوں تم مجھے سب سے زیادہ پیار کرو گے۔۔۔۔"

اشہب بے اختیار ہنسا۔۔۔

پرومس اشہب کی جان۔۔۔!!!

ایک اور بات پوچھوں۔۔۔؟؟

وہ لیمپ آف کر کے سونے کے موڈ میں تھا مگر وہ مزید سوالات کے موڈ میں تھی۔۔۔

"سو جاؤ ہنی صبح بات کریں گے۔۔۔"

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے اس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

مگر وہ یوں ہی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اشہب نے ہاتھ بازو اُٹھا کر دیکھا تو وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

گہری سانس لے کر وہ بھی اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

اچھا بتاؤ کیا پوچھنا ہے۔۔۔؟؟

وہ نرم لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

اگر ڈیلوری کے ٹائم میں مر گئی تو کیا تم دوسری شادی کر لو گے۔۔۔؟؟؟

وہ اپنا خدشہ زبان پر لے ہی آئی۔۔۔

اشہب کو جھٹکا لگا۔۔۔

تو کیا اس سوال نے کب سے اسے بے چینی اور اضطراب کی گرفت میں لے رکھا تھا۔۔۔

ہنی! کیا تم اس طرح کی فضول باتیں سوچنا بند کرو گی۔۔۔؟؟

وہ سخت لہجے میں اسے وارن کرنے لگا۔۔۔۔

بتاؤ ناں۔۔۔!!!

وہ ضدی انداز میں بولی۔۔۔

"ہنی! میں نے کہا ناں ہم صبح بات کریں گے اور میں نے تمہے منع کیا تھا کہ تم اس طرح کی فضول باتیں سوچنے سے اجتناب کرو گی۔۔۔"

چاہ کر بھی اپنے لہجے میں تلخی اور سختی کی آمیزش کو روک نہیں سکا تھا۔۔۔۔

دل تو چاہ رہا تھا دو تھپڑ لگا دے اسے۔۔۔ مگر بہر حال اس کی کنڈیشن دیکھتے ہوئے وہ غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔

"ہاں میں اچھا ہوں۔۔۔ لیکن تمہارے معاملے میں میں بہت بُرا ہوں۔۔۔ اس لیے بہتر ہوں گا تم آئندہ اس طرح کے سوالات مت کرو۔۔۔"

وہ بمشکل خود کو کمپوز کرتے ہوئے اسے خبر دار کرنے لگا۔۔۔

"میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں مجھ سے برداشت نہیں ہو گا اگر تم کسی اور کو میری جگہ دو گے۔۔۔ یا کسی دوسری لڑکی کو زرا سی بھی اہمیت دو گے۔۔۔۔"

کچھ دیر بعد ہنی کی آواز نے سکوت کو توڑا۔۔۔

اشھب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔۔۔۔ وہ ایسی تو نہیں تھی پھر نجانے کس بات کے خوف نے اچانک اسے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر وہ ہنی کی آنکھوں سے نمی چننے لگا۔۔۔۔۔

"ہنی جان۔۔۔ میں کبھی بھی تمہاری جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتا۔۔۔ ناممکن سی بات ہے۔۔۔ تمہے انا پسند نہیں تھی اس لیے میں اس کی شادی کروا کے اسے ہمیشہ کے لیے لندن بھجوانے لگا ہوں۔۔۔۔ صرف تمہارے کہنے پر۔۔۔ ایسی باتیں سوچنا بند کر دو میری ہنی کو کچھ نہیں ہو گا اوکے۔۔۔۔"

وہ اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔۔۔۔

اور اگر ہماری بیٹی مجھ سے زیادہ پیاری ہوئی تو۔۔۔۔؟؟

تم تو میری طرف دیکھو گے بھی نہیں ناں۔۔۔؟؟

ہنی کے بے تکے سوال پر اس کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔۔۔۔

نیند سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور ہنی کے سوالات کا سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

"نہیں میری جان سب سے زیادہ پیار تمہی سے کروں گا ہمیشہ پکا پرومس۔۔۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چھوم کر یقین دہانی کروانے لگا۔۔۔۔

"اوکے مان لیا۔۔۔ لیکن پہلے آپ پرومس کرو کہ وہ جو بوا کی بیٹی ہے ناں چمیلی آپ اسے منع کر دیں گے یہاں آنے سے۔۔۔ ایک تو وہ کاجل اتنا لگاتی ہے اوپر سے آپ کو دیکھتے ہی شرما شرما کر دوپٹہ کھا جاتی ہے جیسے کہ آپ اسے کوئی محبت بھرے لطیفے سنا رہے ہوں۔۔۔۔"

وہ ہتھیلی پھیلا کر پر یقین لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔۔

ہنی۔۔۔۔!!!!

اشہب نے شاک کی کیفیت میں اسے دیکھا۔۔۔۔

"میں آپ کو دو منٹ بھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

ہنی منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔۔"

اشہب نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اور پھر وہ آپ کو ایسے دیکھ رہی ہوتی ہے جیسے نظروں ہی نظروں میں چبا جائے گی۔۔۔۔"

ہنی اپنی ہی رو میں بولے چلے جا رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر وہ خاموشی سے اس کی جانب دیکھتا رہا۔۔۔۔

"جہنم میں جاؤ تم پاگل کر دینا مجھے۔۔۔۔"

صدمہ اس قدر تھا کہ آج وہ خود ہنی کے تکیہ کلام سے ہنی کو ہی نوازتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

ہنی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اس کی حرکت پر۔۔۔۔

Same here....

وہ لعنت بھیجتی ہوئی سارا کمبل اپنے اوپر کھینچتے ہوئے اپنی سائیڈ لیٹ گئی۔۔۔

اور پھر ناراضگی کے باوجود اشہب اسے کھینچ کر اپنی آغوش میں لے چکا تھا۔۔۔

وہ نیند میں ہی مسکرائی تھی۔۔۔

چھ مہینے بعد۔۔۔

وہ انتہائی بے چینی کے عالم میں آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔

شافع اسے کئی دفعہ تسلی دے چکا تھا مگر اس کی تشویش اور بے چینی میں کسی طور کمی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

اور ہوتی بھی کیسے اندر اس کی جان سے پیاری بیوی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔

اگرچہ اس نے ہنی کا بہت زیادہ خیال رکھا تھا لیکن پھر بھی وہ کسی طور مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

مسز مراد نماز پڑھ رہی تھیں جبکہ شافع بار بار دھنک کو تسلی دے رہا تھا جو کہ خود پریگننٹ تھی۔۔۔

مائل بھی ہسپتال میں ہی تھا ساری بھاگ دوڑ اسی نے کی تھی۔۔۔البتہ صنم ارتضیٰ اور حورین کی کی وجہ سے نہیں آسکی تھی۔۔۔

جوں ہی ڈاکٹر باہر نکلا اشہب اس کی جانب لپکا۔۔۔

"مبارک ہو آپ کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر بے اختیار وہاں موجود تمام نقوش کے چہرے کھل اُٹھے تھے۔۔۔

ڈاکٹر میری وائف۔۔۔؟؟

اشہب نے تشویش سے استفسار کیا۔۔۔

"جی آپ کی وائف بالکل ٹھیک ہیں کچھ دیر میں ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے۔۔۔"

ڈاکٹر کہہ کر آگے بڑھ گیا جبکہ اشہب نے بے ساختہ سکون کا سانس لیا۔۔۔

"چلو شکرانے کے نفل ادا کرنے چلتے ہیں۔۔۔"

شافع نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔۔۔

اشہب سر ہلا کر اس کی تقلید میں چل پڑا۔۔۔

سب لوگ اس کے پاس ہی موجود تھے ہنی بیڈ پر لیٹی ہوئی دلچسپی سے سب کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

دھنک مسز مراد سب ہی بچی میں مگن تھے۔۔۔

کوئی کہہ رہا تھا یہ اشہب پر گئی ہے تو کوئی کہہ رہا تھا ہنی پر گئی ہے۔۔۔۔

تبھی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

"چلو بھئی ہم سب باہر چلتے ہیں۔۔۔"

شافع نے سب کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے باری باری باہر نکلنے لگے۔۔۔

اب کمرے میں صرف ہنی اور اشہب تھے۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتا ہوا آگے آیا اور جھک کر ہنی کے سر پر پیار کیا۔۔۔

"تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔۔"

شکایتی انداز میں کہنے پر ہنی بے اختیار مسکرا دی۔۔

زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔؟؟

ہنی نے معصومیت سے سر نفی میں ہلا دیا۔۔

وہ ایک دفعہ پھر اسے باہوں کے حصار میں لے چکا تھا جیسے یقین دہانی کر رہا ہوں کہ اس کی ہنی اس کے پاس

ہے۔۔۔

اس نے ہنی کے ساتھ پڑے ننھے وجود کو اُٹھالیا۔۔۔

مسکراتے ہوئے وہ اس گول مٹول سی بچی کو دیکھنے لگا۔۔۔

پھر اس کے ننھے ننھے ہاتھ پکڑ کر چومنے لگا۔۔۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ باپ بن گیا ہے۔۔۔ کتنا خوبصورت احساس تھا۔۔۔ اسے آج احساس ہورہا تھا کہ ماں کتنی خوش نصیب ہے۔۔۔ باپ تو صرف اسے گود میں اُٹھا کر پیار کرتا ہے لیکن ان کے برعکس ماں پورے نو مہینے اسے اپنے وجود میں محسوس کرتی ہے۔۔ نو مہینے وہ اس خوبصورت احساس سے آشنا رہتی ہے۔۔۔

یہ بہت پیاری ہے ہنی۔۔۔!!!

وہ کہے بغیر ناں رہ سکا۔۔۔

ایک جاندار مسکراہٹ ہنی کے لبوں کو چھو گئی۔۔

میری ہنی کا عکس۔۔۔!!!

جھک کر اس کے ماتھے کو چومتا ہوا وہ بولا تھا۔۔۔

"اس کا نام تجویز کرو ناں اشی۔۔۔"

ہنی نے یہ حق بھی اسے دیتے ہوئے کہا۔۔

"احساس۔۔۔میری بیٹی کا نام "احساس" ہو گا۔۔۔کیونکہ اس کی وجہ سے میں ایک نئے احساس سے آشنا ہوا ہوں۔۔۔"

بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا۔۔۔

ہنی تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔۔

احساس۔۔۔!! زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔۔

"اشبی آپ بہت عجیب ہو۔۔۔۔"

وہ ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی۔۔۔

زندگی اسی کا نام ہے۔۔۔کبھی خوشی تو کبھی غم۔۔۔ہر پل ہر لمحہ انسان کسی نئے احساس سے آشنا ہوتا ہے۔۔۔ہر انسان کی زندگی میں دکھ اور تکلیفیں کبھی ناں کبھی آتی ہیں۔۔۔ان احساسات سے سبھی گزرتے ہیں۔۔۔مگر کبھی ناں کبھی خوشیاں بھی ہمارے در پر دستک دیتی ہی ہیں۔۔۔ان تینوں کی زندگیاں بھی ایسی ہی تھیں۔۔۔

تو اگر آپ کی زندگی میں ہنی کی طرح دشمن اور مخالف آئیں یاں دھنک کی طرح آزمائشیں یاں پھر صنم کی طرح محرومیوں بھری زندگی۔۔۔تو غمزدہ ناں ہوں۔۔۔بلکہ کوشش کریں کہ اس زندگی سے کچھ ناں کچھ سیکھ

لیں۔۔۔ جتنی جلدی سیکھ لیں گے آزمائش اتنی ہی جلدی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔یا بہتر ہے کہ گھر بیٹھ کر رونے کی بجائے حالات کا مقابلہ کریں اور اس امید کے ساتھ کہ کبھی ناں کبھی خوشیاں آئے گیں محبت کریں ایک مصروف اور بامقصد زندگی گزاریں۔۔۔۔

میں اداس سی سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی جب۔۔۔!!

خاموش کیوں ہو۔۔۔؟؟

دھیمے لہجے میں استفسار کیا گیا۔۔۔

کیا کہوں۔۔۔؟؟

میرے پوچھنے پر وہ دلکشی سے مسکرادیا تھا۔۔۔

اور محبت پاش لہجے میں گویا ہوا۔۔!!

ناکہو تم میری تعریف میں کچھ۔۔۔!!

نادلاؤ مجھے یقین محبت کا۔۔۔!!

ناسناؤ ہیر رانجا کی داستان عشق۔۔۔!!

نا بتاؤ مجھے کوئی راز دل کا۔۔۔۔!!

بس زرا سا قریب آ کر۔۔۔۔!!

میری جاں باوضو آ کر۔۔۔۔!!

فقط اتنا سا کہہ دو تم۔۔۔۔

" ایک لفظ محبت "

کہہ دو

بقلم عشاء ملک۔۔۔۔

ختم شد